تاریخ یہود

یعنی

ترجمہ سلسلۂ تاریخ ارض مقدس کا حصہ اولین جس مین بنی اسرائیل کی
تاریخ آغاز سے انجام تک لکھی گئی ہے اور بجائے خود ایک مستقل تاریخ

مصنفہ

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز مشہور مورخ و ناولسٹ

باہتمام

خاکسار حکیم محمد سراج الحق منیجر و پرنٹر و پبلشر

۱۹۲۵ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان مین طبع ہوا

طبع سوم ۱۰۰۰ جلد
فی جلد [illegible]

پہلی کتاب

تاریخ یہود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

باب اول

بنی اسرائیل کا دور اولین

حضرت ابراہیم کا دارالہجرت - آپ کا سفر مصر - ارض فلسطین - اسکی تاریخی وقعت بیت المقدس - اس کا خط - اسکا دینی تقدس - اس کی خوفناک خونریزیاں - اس کی عبرتناک تصویر - حضرت خلیل اللہ کی بےنفسی - آپ کی اولاد - آپ کی وفات - بنی اسرائیل مصر میں - ان کی توحید و حق پرستی - حضرت موسیٰ کی ولادت بنی اسرائیل کی آزادی - اب ان کی کیا شان تھی - ان کی تعداد و قوت - تابوت سکینہ - جناب موسیٰ کی وفات - ارض مقدس میں بنی اسرائیل کا ورود - ان کی سلطنت کا آغاز -

حضرت ابراہیم کا دارالہجرۃ | شہر عُرفہ کا وہ مشہور موحد جسے کو اکب کے طلوع و غروب نے

خداشناسی کا سبق ملا تھا جب اُس نے یَانَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْم،، کامزہ اُٹھا کے وطن کو خیرباد کہی۔ اور جملہ متعلقین و اہل و عیال اور بھیڑ بکریون کو ساتھ لے کے مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا۔ تو تقدیر نے چند ہی روز کی دشت نوردی کے بعد ایک ایسے پُر فضا اور دلکش مرغزار مین پہونچایا جو خدا کی ایک بڑی نعمت اور مویشیون کے لیے ایک لازوال دولت نظر آتا تھا مقدس غریب الوطن نے یہین پر کمر کھول دی اور ایک چھوٹا سا معبد الٰہی بنا کے خدا کی عبادت مین مشغول ہو گیا۔ یہ جناب ابراہیم خلیل اللہ تھے جنھون نے اس وادی مین ٹھہرنے کا ارادہ کرتے ہی اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور ایک بلند ٹیلہ پر جہان سے ساری وادی ایک مخملین فرش کیطرح پاؤن کے نیچے سے حد نظر تک پھیلی چلی گئی تھی۔ چڑھ گئے۔ اور یہین کھڑے کھڑے اور باتون ہی باتون مین اس وادی کو اپنے اور حضرت لوطؑ کے درمیان تقسیم کر لیا۔ بس اتنی ہی بے تکلفانہ تقسیم کے بعد دونون پیمبر اپنے اپنے قطعہ مین جا کے سکونت پذیر ہو گئے چند روز بعد قحط کی مجبوریون سے حضرت خلیلؑ کو سفر کے لیے پھر کمر باندھنی پڑی

آپ کا سفر مصر

اب آپ نے سرزمین مصرؑ کی راہ لی۔ جو اس وقت قحط زدگان شام و عرب کا ما من بنی ہوئی تھی۔ مگر اس آسمانی بلا کے دور ہوتے ہی پھر اپنے اُس نئے دار الہجرۃ مین واپس آ گئے اور آخر تک یہین رہ کے پیوند زمین ہوئے۔

عہ حضرت خلیل کا اصلی وطن قدیم کلدیا مین شہر بابل کے قریب کسی جگہ تھا۔ بعض محققین کا دعویٰ ہے کہ آپ ورقہ اور مغیر شہرون سے ہجرت کر کے گئے تھے۔ جن کے کھنڈر آج بھی نظر آتے ہین۔ مگر زیادہ تر قابل وثوق یہ ہے کہ وادی فرات کی بلندی مین عرفہ نام شہر جو آج تک موجود ہے۔ وہی آپ کا وطن تھا۔ عرفہ ارض فلسطین سے شمال و مشرق جانب ۴۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے (گارج تاریخ ارض فلسطین) عہ یہ مختلف فیہ ہے کہ جناب ابراہیم مصر مین کب تشریف لے گئے تھے مسلمان مورخین بالاتفاق لکھتے ہین کہ آپ مصر ہین ہوتے ہوے شام مین آئے۔ لیکن توریۃ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پہلے ارض مقدس مین پہونچ چکے تھے۔ مگر قحط کی مجبوری مصر لے گئی۔ قرآن پاک اس بارے مین ساکت ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہین کہ توریۃ کا لحاظ نہ کیا جائے۔ اور خاصۃً جبکہ جغرافیہ اور قیاس سے بھی توریۃ ہی کی تائید ہوتی ہے۔

ارض فلسطین | یہ چھوٹا سا خطۂ زمین جسے اب فلسطین کہتے ہین ملک شام کے وسیع و زرخیز میدانون اور بحیرۂ روم کے مشرقی سواحل کے درمیان مین واقع ہے جس کا طول ۱۸۰ میل اور عرض شمال مین صرف ۲۳ میل اور جنوب مین پھیل کے ۸۰ میل تک پہونچ گیا ہے۔ اس رقبہ کے اندر کل ۶۰۴۰ میل مربع زمین ہے۔ کوہستان کے دو متوازی سلسلون نے اس کی سطح مین نشیب و فراز پیدا کیے ہین۔ اور دریاے یردن کی عمیق وادی اس کو شاداب کرتی رہتی ہے۔ انھین ناہموار پہاڑیون پر دریاے یردن کے ایک جانب سرسبز جنگل کا ایک لا انتہا سلسلہ نظر آتا ہے جو حوران کے میدانون تک چلا گیا ہے۔ اور دوسری طرف خاکستری رنگ کی بھدی چٹانین اپنے سلسلہ کو عرب کے ناپیدا کنار ریگزارون تک کھینچ لے گئی ہین مغرب کی طرف سواحل بحیرۂ روم کے زرخیز میدان ہین اور شمال مین آستدریلان کا سرسبز و شاداب قطعہ جو کوہ لبنان کے دامن مین پھیلا ہوا ہے۔

اس کی تاریخی وقعت | اس مختصر خطہ کے چھوٹے ہونے کے ساتھ اس کی تاریخی اور مذہبی وقعت پہ نظر ڈالی جاے تو حیرت معلوم ہوتی ہے۔ اور شاید یہی حیرت ہے جس نے اکثر یورپین مورخین کو جو ہر ملک و شہر کا مقابلہ اپنے موجودہ تمدن و تہذیب سے کیا کرتے ہین اس کی موجودہ حالت اور محدود رقبہ پہ متحیر کر دیا۔ مگر نہین اس کی عظمت و وقعت کو زمین کی وسعت اور بوسیدہ کھنڈرون مین نہین بلکہ مذہبی کتابون اور تاریخ کے اوراق مین دیکھنا چاہیے۔ اس تنگ اور محدود خطہ

بیت المقدس | مین ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر اُسے چھوٹا نہ کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ اگر مذہب کی موددانہ نظر اور اخبار و روایت کی عینک سے دیکھیے تو شاید اُس سے بڑا یا دوسرے الفاظ مین یون کہا جاے کہ اس سے زیادہ باعظمت شہر سارے کرۂ زمین پر نہ ملے گا بیت المقدس کی عظمت اتنی نہین کہ زمانہ اُسے

کبھی مٹا سکے۔

اس کا خطہ جس قطعہ زمین پر یہ چھوٹا اور مقدس شہر آباد ہے وہ اگرچہ اپنی پیداوار کے اعتبار سے دیگر زرخیز خطہ ہائے زمین پر کوئی ترجیح نہیں رکھتا مگر کچھ ایسے محفوظ موقع پر واقع ہوا ہے کہ جن انبیائے سلف نے دنیا میں توحید کا بیج بویا انہیں کا یہ پیغمبرانہ انتخاب دیکھ کے اُن کے فوجی اور تمدنی کمال پر حیرت معلوم ہوتی ہے اس کی قلعہ بندی کے سامان گویا قدرت نے پیدا کر رکھے ہیں۔ ایک مختصر کوہستانی سلسلہ ہے جس کی چوٹیوں پر خود قدرت نے ایک قلعہ بنا رکھا ہے۔ اس لیے کہ تین طرف تو برابر عمیق وادیاں چلی گئی ہیں جو ۴۰۰ سے ۵۰۰ فٹ تک گہری اور گویا قعر زمین میں دھنستی چلی گئی ہیں۔ چوتھی جانب ایک بلند چٹان ایک قوی ہیکل دیو کی طرح کھڑی پہرہ دے رہی ہے۔ اور حملہ آوروں کے روکنے کو ہر وقت تیار رہتی ہے۔ اسی پہاڑوں کی گود اور اسی قدرت کی قلعہ بندی میں یہ مبارک شہر آباد ہے۔ اور ایسے عمدہ موقع پر واقع ہونے ہی کی وجہ سے شہر بیت المقدس گرد کی زمینوں سے اتنا بلند ہے کہ معلوم ہوتا ہے گویا بلندی سے اپنے تمام توابع کی نگرانی و نگہبانی کر رہا ہے۔

اس کا دینی تقدس یہی مختصر اور پاک خطہ وہ ارض مقدس ہے جو بنی اسرائیل کی زمین موعودہ تھی۔ جس کے قریب ہی کبھی جناب ابراہیمؑ نے توحید کی پہلی بنیاد ڈالی تھی جہاں جناب داؤدؑ نے ایک ہیکل (عبادت خانے) کا نقشہ بنایا۔ اور اُن کے فرزند ارجمند حضرت سلیمانؑ نے باپ کی وصیت کے مطابق نہایت عالیشان مسجد الٰہی تعمیر کر کے کھڑا کر دیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے ہمارے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج کو آسمان پر تشریف لے گئے۔ اور جہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مقدس ہیکل سلیمانی کی تجدید کی۔ الغرض اس

محدود زمین کے اندر کچھ ایسے ایسے خدا شناسی کے جذبات اور خدا پرستی
کے قدیم تبرکات ودیعت رکھے گئے ہیں کہ آج تک خدائے لایزال کی عبادت
کا بڑا بھاری مرجع اور مذہبی خوش اعتقادیوں اور کششوں کا اعلیٰ مرکز
بنی ہوئی ہے۔ اور ہمیشہ کے لیے بیت المقدس کے مبارک نام سے نامزد ہو گئی
ہزارہا انبیا و رسل اسی خاک سے اُٹھے اور یہیں پیوند زمین ہوئے۔ جن کے
مزار آج بھی مرجع عالم ہیں۔ اور جن کے سامنے یہود عیسائی اور مسلمان سب ہی
کے سر جھکتے ہیں۔ مگر سچ کہا ہے "اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی"

اس کی خوفناک خونریزیاں اسی عقیدت و محبت نے یہ عجب خوفناک نتیجہ پیدا کیا
کہ یہ شہر ابتدا سے انتہا تک ہمیشہ بڑی بڑی معرکہ آرائیوں اور سخت سخت خون
ریزیوں کا دنگل بنا رہا۔ جناب مسیح نے تو بیشک کہا کہ "میں امن نہیں تلوار لے کے آیا
ہوں" مگر اس شہر کا پہلے ہی سے یہ عالم ہے کہ شاید شاذ و نادر ہی کوئی ایسا زمانہ
گذرا ہو گا جبکہ اس کی سواد میں تلوار نہ چل رہی ہو۔ حقیقت میں یہ کم حیرت
انگیز کشمکش نہ تھی جس کے جذبات نے صدیوں یہ حالت برقرار رکھی کہ ممالک
دور دراز سے قومیں کی قومیں اس جوش میں بھری اور کھنچی چلی آتی تھیں کہ
اس کی دیواروں کے نیچے جوہر شجاعت دکھا کے جان دیں۔ جو تلوار قدیم سے
قدیم زمانے میں چلنا شروع ہوئی تھی آج تک اطمینان کے ساتھ نہیں معلوم کہ رکی
یا نہیں بت پرست اور خدا پرست لڑے۔ یہود و نصاریٰ میں خون کے سیلاب بہے
مسلمانوں اور مسیحیوں میں قتل و خون کا بازار گرم ہوا۔ الغرض سب لوگ اپنی
اپنی باری الٹ پھیر کے فنا ہو گئے۔ اور یہ شہر آج بھی اسی طرح تقدس اور برکت کا جامہ
پہنے کھڑا ہے۔ مذہبوں اور ملتوں اور سلطنتوں نے اس کے در و دیوار پر
بہادر سپاہیوں اور نامیوں کی قربانیاں چڑھائیں۔ اس کے گلی کوچوں میں خون کی ندیاں

بہائین سب مٹ گئے اور تباہ ہو گئے مگر اس کا تقدس اسی داب و تمکنت سے آج بھی زیادہ بلکہ پہلے سے زیادہ قربانیاں لینے کو طیار ہے - ایک انگریزی مورخ[5] نے اس کی عبرتناک تصویر کتنے موثر اور سچے الفاظ مین دکھائی ہے - وہ کہتا ہے "اس مین

ان کی عبرتناک تصویر | نہ کوئی پتھر ہے جو انسان کے خون سے نہ رنگا گیا ہو - نہ کوئی جگہ ہے جہان آدمیون مین دست بدست لڑائی نہ ہوئی ہو - کوئی ایسی پرانی دیوار نہ ملے گی جس کے ادھر سے ناشاد عورتون کے چیخنے کی آواز نہ بلند ہوئی ہو یہود - بت پرست - نصاریٰ - مسلمان سب ہی کو بتدریج و ترتیب فتح حکومت اور شکست سے سابقہ پڑا - بیرون شہر کے قبرستان کو کھود کے گڑی ہڈیان اکھیڑی جائین تو بتانا دشوار ہو گا کہ کون یہودی کی ہے کون بت پرست کی کون عیسائی کی ہے اور کون مسلمان کی -

حضرت خلیل اللہ کی بےنفسی | اگرچہ سب باتین بعد کی ہین جس وقت جناب ابراہیم نے یہان اپنا سادہ عبادت کدہ بنایا ہے اس وقت تک اس زمین کے دامن مین خون کے دھبے نہین لگے تھے - خود آپ یہان ایک فاتح کی حیثیت سے نہین بلکہ ایک بےنفس اور بےلوث عابد وزاہد کی شان سے آکے آباد ہوے تھے - اگرچہ گرد و پیش مختلف بت پرست قومین آباد تھین - مگر نہ آپ ہی نے کسی سے کچھ تعلق رکھا اور نہ کوئی اور آپ کا مزاحم ہوا -

آپ کی اولاد | حضرت ابراہیم کے دو بیٹے ہوے - اسحق جو خاص بنت عم اور ہموطنی بی بی سے تھے وہ تو مقدس باپ کے دامن عافیت مین رہے - مگر اسمٰعیل کو جو مصر کی ایک ایسی شریف خاتون کے بطن سے تھے جسے تقدیر نے لونڈی بنا کے ابراہیمؑ کے

عہ۵ جروسلیم دی سٹی آف ہیروڈ اینڈ سلادین "(یعنی یروشلیم ہیروڈ اور صلاح الدین کا شہر) مصنفۂ والٹر بیسنٹ اور پامر -

پاس لائی تھی۔ باپ کے جوار مین رہنا نہ نصیب ہوا۔ ایک چھوٹے سے خاندانی جھگڑے نے ابراہیم کے دونون بیٹون کو ایسا جدا کیا کہ پھر کبھی نہ ملے اور ملے بھی تو اس طرح کہ خدا دشمن کو نہ ملائے۔ حضرت خلیل اللہ کی بنت عم سارہ کو یہ کسی طرح نہ گوارا ہوا کہ ہاجرہ اولاد والی بن کے انھین کی چھت کے نیچے رہین جن کی ناراضمندی کے ساتھ خدا کی بھی کچھ ایسی ہی مرضی ہوئی۔ القصہ حضرت خلیل اللہ نے ہاجرہ اور اسمٰعیل دونون ماں بیٹون کا ہاتھ پکڑا اور عرب کے لق دق ریگزار کی ایک وادی مین جہان اب مکہ معظمہ آباد ہے چھوڑ کے واپس چلے گئے چند روز بعد آئے کہ دیکھین لخت جگر کے ساتھ زمانے نے کیا سلوک کیا۔ اور اس بے آب و گیاہ دشت کی جگہ ایک بستی آباد دیکھ کے خوش ہوے۔ یہان بیٹے کے ساتھ مل کر ایک خانۂ خدا تعمیر کیا۔ اس کے اور نسل اسمٰعیل کے لیے خیر و برکت کی دعا مانگی۔ اور اپنے ان جان دار اور بیجان دونون یادگارون کو خدا کے سپرد کر کے ارض یہود واپس گئے۔ ابراہیمؑ کی اس امانت کو خدا نے اچھی طرح رکھا۔ اور رات دن دو چند بڑھتی رہی یہان تک کہ زمانہ آج تک متحیر ہے۔ اور سچ پوچھیے تو اسی کا بیان ہماری اس تاریخ کا اصل موضوع ہے۔

آپ کی وفات | بہر تقدیر حضرت خلیل اللہ شام و عرب دونون ملکون مین شرافت اور خدا پرستی کا تخم بو کے واصل بحق ہوے۔ اور آپ کی اولاد جس پر خدا نے پہلے ہی سے برکت کا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگی۔

بنی اسرائیل مصر مین | تیسری ہی پشت تھی کہ بھائیون کا باہمی حسد ایک عجیب شان سے سارے خاندان کو مصر لے گیا۔ جہان کی ابتدا تو یہ تھی کہ جناب یوسف دولت فراعنہ کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ اور خاتمہ یہ کہ ابراہیم کی اولاد جو اب آپ کے پوتے یعقوبؑ کے لقب اسرائیل کی طرف منسوب ہو کے بنی اسرائیل کے نام سے

مشہور تھی۔ مغرور قبطیون اور ظالم فراعنہ کے دست ستم مین اسیر تھی توراۃ ہی نہین۔ اہرام مصری اور ممفس کے کھنڈرون کے در و دیوار تک بتا رہے ہین اور ہمیشہ بتائینگے کہ تمام بنی اسرائیل ایک ذلیل سے ذلیل غلامی مین مبتلا تھے۔ مجرمون سے زیادہ مار کھاتے۔ اور جانورون سے زیادہ بوجھ ڈھوتے۔ لڑکیان لونڈیان بنتین۔ اور لڑکے غلام۔ اور آخر یہ نوبت پہونچی کہ لڑکے قتل ہونے لگے تاکہ ان کی قوت و تعداد نہ بڑھنے پائے۔ سبب

ان کی توحید و حق پرستی

کچھ تھا مگر جناب ابراہیم نے خداپرستی کا کچھ ایسا نقش دل پر بٹھا دیا تھا کہ توحید کو نہ چھوڑتے۔ نہ کبھی مصری بتون کے آگے سجدہ کیا۔ اور نہ کبھی فراعنہ کے دعواے الوہیت کو تسلیم کیا۔

حضرت موسیٰ کی ولادت

اُن کی یہ حق پسندی و راستبازی خدا کو ایسی پسند آئی کہ اُسی مظلوم قوم مین جناب موسیٰ پیدا ہوے۔ ماں نے قبطیون کے خوف سے گھبرا کے آغوش دریا کے سپرد کیا۔ مگر تقدیر ناخدائی کر رہی تھی معصوم بچہ کی چھوٹی کشتی کو بہا کے شاہی محل کی طرف لے گئی۔ فرعون کی بیٹی یا بی بی نے نکلوا کے کلیجے سے لگایا۔ اور چونکہ لاولد تھی شاہزادہ بنا کے پالا۔

اس طرح جناب موسیٰ خود فرعون کے محل اور باغ مین کھیل کود کے بڑے ہوئے اور بڑے ہوتے ہی اس کا غرور توڑنے اور اُسے خدا کا بندہ بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ گو اس مین تو کیا کامیابی ہوتی۔ ہان اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ بنی اسرائیل کو

ع مسلمان مورخ لکھتے ہین کہ حضرت موسیٰ کو فرعون کی بی بی آسیہ نے نکلوایا۔ دو ایک حدیثون سے اس بیان کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ مگر توراۃ مین لکھا ہے کہ جس عورت نے آپ کو دریا سے نکلوایا وہ فرعون کی بیٹی تھی اور اسی بنا پر تمام محققین یہود و نصاریٰ اسی آخری بیان کی تصدیق کرتے ہین۔ قرآن پاک مین ہے "فالتقطہ آل فرعون" یعنی فرعون کی آل نے آپ کو نکالا۔ آل سے متبادر معنی اولاد ہی کے ہین جو توراۃ سے بالکل مطابق ہین۔ ہمارے خیال مین مناسب ہوگا کہ قرآن کے بدلے حدیثون ہی کی تاویل کیجاے جن کا ثبوت ظنی مانا جاتا ہے۔

بنی اسرائیل کی آزادی اُن کی خداپرستی و شرافت یاد دلا کے ابھارا۔ اور اُن مین آزادی و حکمرانی کا ذوق و شوق پیدا کیا۔ آخر ہر اسرائیلی شخص کے دل مین اس جوش کی آگ لگا دی کہ ناخداشناس اور ظالم و مغرور فرعون کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اُتار کے پھینکدے۔ لیکن مغلوب اور کمزور قوم کو زبردست حاکم کے پنجۂ ستم سے کسی طرح نجات نہ ملتی۔ اور حضرت موسیٰ کی ہر کوشش بیکار ثابت ہوتی تھی۔

آخر بڑی بڑی کوششون اور غیب کی بے انتہا تائیدون کے بعد ۱۳۲۶ برس قبل ولادت سرور کائنات حضرت موسیٰ نے اپنی پوری قوم کو قبطیون کی غلامی سے چھڑا لیا۔ اور شکستہ حال قافلہ کے قافلہ سالار بن کے مشرق کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ خدا نے اسی زمین مین پہونچانے کا وعدہ کیا جہان ابراہیم نے پہلا عبادت کدہ بنایا تھا۔ اس سرزمین کو اس عہد مین ارض اریحا کہتے تھے جس پر کنعانیون کا قبضہ تھا۔ یہ لوگ بنی اسرائیل کو بہت ہی زبردست نظر آئے۔ اور ان کا ظلم و ستم اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن مین قوم جبارین کے نام سے یاد کیے گئے ہین۔ بنی اسرائیل نے ان کے مقابلہ مین جانے سے خوف کیا۔ اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل کی قوم ایسی احسان فراموش اور ناسپاس تھی کہ اتنی بڑی عنایت الٰہی کے بعد بھی نافرمانیان کین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مدتون دشت و دَر مین ٹکراتے پھرے اور زمین موعود نہ ملی۔

اب ان کی کیا شان تھی لیکن اس ناکامی مین بھی جناب موسیٰ کی معجزنما کارروائیون نے بنی اسرائیل کو ایک عجیب مضبوط اور خداشناس قوم بنا دیا۔ حضرت کلیم اللہ ہی کی برکت تھی جس نے اس غلامی سے نکال کر دل مین یہ اثر پیدا کر دیا کہ وہ اپنے

ص۱۵ ابن اثیر۔

آپ کو خدا کے منتخب بندے خدا کی رحمتوں کے خاص مورد۔ اور ساری دنیا کے مقابل میں انسان کامل اور مہذب تصور کرنے لگے۔ اب وہ فراعنہ کی شان و شوکت اور دیگر بادشاہوں کے دبدبے اور سطوت کو اپنی نظر میں ذلیل و ہیچ سمجھتے تھے یہودیوں کی قوم اب وہ اگلی ضعیف و ذلیل اور مظلوم و مقہور قوم نہیں۔ بلکہ ایک جنگجو اور سپہ گر قوم تھی۔ خدا کے حکم سے لڑنا یعنی جہاد انھوں نے اپنے اوپر فرض سمجھا۔ اور بت پرست قوموں کے مقابلہ میں صف آرا ہو گئے۔ اسرائیل کے معنی ہی اُن کی زبان میں یہ تھے کہ "خدا لڑتا ہے"[عه] پوری قوم بنی اسرائیل نے اب حضرت موسیٰ کی برکت اور آپ کی تعلیمات سے ایک باضابطہ اور جرار لشکر کی شان پیدا کر لی تھی۔ فوجی ضوابط و قوانین پوری طرح برتے جاتے۔ ہر جماعت آگے پیچھے اپنے اپنے سردار کے ساتھ اور اپنے جھنڈے کے نیچے کوچ کرتی۔ اور ہر گروہ کے لیے ٹھہرنے اور خیمہ زن ہونے کی جو جگہ قرار دی جاتی وہیں قیام کرتا۔

ان کی تعداد اور قوت حضرت یعقوب کے بارہ بیٹوں کے لحاظ سے پوری قوم بارہ سبطوں یا بارہ گروہوں پر تقسیم تھی جن میں سب کے آگے بنی یہودا کے ۷۴۶۰۰ جوان مرد ہراول تھے۔ ان کے پیچھے ایک طرف بنی یشجر کے ۵۴۴۰۰ اور دوسری طرف بنی زبالون کے ۵۷۴۰۰ بہادر رہتے۔ ان کے پیچھے بنی لاوی کا پہلا حصہ تھا اسی سبط میں خود حضرت موسیٰ و ہارون تھے۔ یہ لوگ سپاہی نہیں قرار دیے گئے تھے بلکہ ان کے سر پر مقتدائی کا تاج تھا۔ ان کے بعد بنی روبیل تھے جو توراۃ میں بنی روبن کے نام سے یاد کیے گئے ہیں۔ اُن کا ۴۶۵۰۰ کا اور بنی شمعون کا ۵۹۳۰۰ کا اور بنی جاد کا ۴۵۶۵۰ کا گروہ تھا۔ ان کے پیچھے بنی لاوی کا دوسرا حصہ ہتا تابوت سکینہ اور تمام مقدس ظروف و اشیا اور مذہبی [illegible] انھیں کے سپرد تھے جن کو حضرت ہارون کی

عه انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا۔

اولاد کے سوا کوئی ہاتھ نہ لگا سکتا۔ ان تبرکات کو یہ لوگ کندھوں پر لے کے چلتے تھے۔ بنی لاوی کے تمام مردون کی تعداد ۲۲۰۰۰ تھی۔ ان کے پیچھے افرائیم بن یوسف کی نسل تھی جن لوگون کا شمار ۴۰۵۰۰ تھا پھر ۳۲۲۰۰ کی تعداد مین منسّا بن یوسف کی اولاد پھر نسل بن یامین کا ۳۵۴۰۰ کا گروہ تھا۔ یہ سب لوگ مغربی جناح یا بازو پر تھے اور مؤخر حصہ فوج مین ۶۲۷۰۰ بنی دان ۴۱۵۰۰ بنی اشر۔ اور ۵۳۴۰۰ بنی نفتالی تھے غرض بنی اسرائیل کے کل جنگ جو آدمیون کی تعداد ۶۰۳۵۵۰ بتائی گئی ہے۔ بچون اور عورتون کا شمار ان کے علاوہ تھا۔ عہ

تابوت سکینہ | تابوت سکینہ جس کو بنی اسرائیل نے ہمیشہ اپنے دین وایمان کا مرکز سمجھا اصل مین اُس جھنڈے کا نام تھا جو پہلے پہلے حضرت موسیٰ کے عہد مین جہاد کے لیے بنایا گیا تھا۔ عہ اور جب اس خیال کی پوری تقویت ہو گئی کہ وہ یہوا (خدا) کی موجودگی کا ثبوت ہے تو ایک صندوق مین محفوظ کر کے رکھا گیا۔ چندروز بعد اس مین توراۃ کی دو ایک لوحین۔ حضرت موسیٰ کے عصا کی قسم سے چند اور تبرکات بڑھا دیے گئے۔ جو حضرت موسیٰ وہارون کی یادگار تھے۔ لوحین موتی اور یاقوت اور زبرجد کی تھین اور کہتے ہین اس مین وہ طشت بھی تھا جس مین قلوب انبیا دھوے گئے تھے جس چیز کو وہ لوگ خاص سکینہ کے مبارک لفظ سے تعبیر کرتے۔ ایک بلی کا سر تھا۔ اور اس کی عظمت یہان تک مانی جاتی تھی کہ بنی اسرائیل آیندہ لڑائیون مین ہمیشہ تابوت سکینہ کو اپنے آگے آگے میدان جنگ مین لے جاتے۔

جناب موسیٰ کی وفات | آخر چالیس سال کی بادیہ گردی کے بعد جناب موسیٰ کو ارض موعود کی ایک جھلک نظر آئی تھی کہ فرشتۂ اجل نے آ کے پیام مرگ دیا۔ اور آپ نے داعی اجل

عہ توراۃ مقدس سفر اعداد۔ اس تعداد مین آخر زمانہ کے مورخین کو اس لحاظ سے شبہ ہے کہ اتنی بڑی قوم کا ارض فلسطین مین سمانا بھی مشکل تھا۔

عہ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔ ص ۵ ابن اثیر۔

کو لبیک کہی۔

ارض مقدس میں بنی اسرائیل کا ورود | آپ کے بعد ہی بنی اسرائیل ارض مقدس مین پہونچے۔ وہ قدیم معبد جہان ابراہیمؑ و اسحقؑ نے ذات وحدہ لاشریک کے سامنے سجدے کیے تھے اس کا تو کہین نام و نشان تک نہ تھا۔ قادسیہ کے کنوئین پہ جہان جناب موسیٰ نے چادر تانی تھی وہی جگہ مرکز عبادت قرار پا گئی۔ بنی اسرائیل کے آنے مین اب وہ شان ابراہیمی نہ تھی۔ نہ وہ سادگی تھی نہ وہ بے تعلقی۔ بلکہ یہ ان مردوں کا ایک بڑا بھاری گروہ تھا جس نے ایک لشکر جرار کی طرح پہونچتے ہی تمام ملک پہ قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ قوم عاد اور کنعانی لوگ جو قریب بلکہ اسی سرزمین میں آباد و حکمران تھے ان سے لڑائیاں ہونے لگیں۔

ان کی سلطنت کا آغاز | آخر کار بنی اسرائیل کی ایک چھوٹی سی مگر زبردست اور نہایت ہی باضابطہ سلطنت شام کے اس چھوٹے سے ٹکڑے مین قائم ہو گئی۔ بنی اسرائیل مصر سے آ کے پہلے تو صرف مغربی حصۂ ملک پہ قابض و متصرف رہے مگر جناب موسیٰؑ کے بعد جب کہ یوشع قوم کی مقتدائی کر رہے تھے کنعانیوں سے ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اور اسی میدان مین فتح و نصرت کے جھنڈے اُڑا کے بنی اسرائیل ارض یہودا اور خاص زمین موعودہ پہ حکمران و متصرف ہو گئے[۵]

باب دوم

قاضیون کا دور اور ایک بادشاہ کا انتخاب

قاضیون کا عہد۔ اسی عہد کے انقلابات۔ اسرائیلیون کی قومی ترقی۔ ان کی توحید پہ بت پرستی کا اثر۔ اس کی سزا۔ حضرت اشموئیل کی ولادت۔ اسرائیلی مقتداؤن کی سیاہ کاری

[۵] انسائکلوپیڈیا۔

فلسطین و بنی اسرائیل مین لڑائی۔ اسرائیلیون کی شکست۔ تابوت سکینہ
بھی چھن گیا۔ اس کا واپس ملنا۔ حضرت اشموئیل کی اصلاح۔ آپ کی تبلیغ اور اہل
فلسطین کی شکست۔ اسرائیلیون کا امپیریلزم (شاہی حکومت کی آرزو) بادشاہ کا انتخاب

قاضیون کا عہد بنی اسرائیل مین جناب موسیٰؑ کے بعد دیگر اقوام و ملل کی طرح شاہی کا سلسلہ نہین جاری ہوا بلکہ صرف ایک قاضی قوم مین سے منتخب کرلیا جاتا جو حکمرانی کرتا۔ اسکے فیصلے مذہبی وقعت رکھتے۔ اور اسکی نافرمانی گناہ تصور کی جاتی۔ تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم سے قدیم زمانے مین بنی اسرائیل نے قومی اور جمہوری سلطنت کی بنیاد ڈال دی تھی۔ یہودیون کا یہ عہد قاضیون کا زمانہ کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ ساری حکومت اور سارا قومی نظام قاضیون کے ہاتھ مین رہتا تھا۔ یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ یہ زمانہ بالکل امن وامان کا تھا۔ خاص وطنی لوگ یعنی کنعانی ہر روز ایک نیا ہنگامہ برپا کرتے تھے۔ اور صدیون کی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی کے بعد بنی اسرائیل اُن کی قوت توڑ سکے۔ اولاد یعقوب کا یہ عہد بہادری اور قوم کی شخصی زور آزمائیون کا زمانہ تھا۔ یہ بالکل ویسا ہی زمانہ تھا جیسے کہ بت پرست قومون مین عموماً دیوتاؤن کا زمانہ ہوا کرتا ہے۔ ان دونون مین کبھی انتہا درجہ کی بدکاری نظر آتی ہے اور کبھی انسانی قوت سے مافوق نبرد آزمائی اور زور آوری۔ سمسون کی طاقت کے افسانون کے سامنے دراصل بت پرستون کے دیوتاؤن کی بھی وقعت نہین باقی رہتی ہے۔[ع۵] عربی مورخین کے نزدیک اس تمام زمانہ مین جو قاضیون کا زمانہ کہلاتا ہے صرف قاضیون ہی کی حکومت نہین رہی بلکہ تین حالتین گزرتی تھین کبھی قاضی رہتے

اس عہد کے انقلابات کبھی کوئی اسرائیلی بادشاہ ہوجاتا اور کبھی بت پرست قومون کی حکومت ہوتی۔ اور بعض حالات کے دیکھنے سے یہ بیان صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال حضرت یوشع کی وفات کے بعد سے ۴۶۰ برس تک اسی قسم کا زمانہ گزرا[ع۶]

ع۵ تاریخ یہود مصنفہ ملمین۔ ع۶ ابن اثیر

اسی قاضیون کے زمانے نے آہستہ آہستہ ہی ملک مین تغیرات پیدا کرنا شروع کر دیے۔ بنی اسرائیل کی اس ساخت نے اُن کو اس درجہ کامیاب

اسرائیلیون کی قومی ترقی کیا کہ اُس سرزمین کی رہنے والی بہت سی قومین مٹ مٹ کے اُن مین کھپنا شروع ہوگئین۔ روز بروز وہ قومین زائل اور کم ہوتی رہین اور بنی اسرائیل کی تعداد بڑھتی جاتی تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ساؤل اور جناب داؤد کے عہد مین اُن کا شمار تیس لاکھ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ الغرض کنعانی اور اُن کے ساتھ دوسری مغلوب و مفتوح قومین رعایا بننے کے بعد بنی اسرائیل مین داخل ہوتی گئین۔

ان کی توحید پر بت پرستی کا اثر اس قومی امتزاج کا یہ نتیجہ ہوا کہ جس طرح ان کے خون مین بت پرستون کا خون ملا۔ اسی طرح اُن کے خالص اور موحدانہ عقائد مین بھی بت پرستون کے عقائد مل گئے۔ کنعان والون کا قدیم بت بعل جو زراعت اور زمین کی پیداوار کا دیوتا سمجھا جاتا تھا اس کی پرستش بنی اسرائیل مین بھی شروع ہو گئی۔ بلکہ اس عقیدۂ کفر کو یہان تک ترقی ہوئی کہ یہوا یعنی خداوند جل وعلا کے نام کا ایک دیوتا قرار دیا گیا۔ اور اس کے مقابل مین بعل ایک دیوی سمجھی جانے لگی۔ حضرت الیاس[ع] جو اس عہد کے پیغمبر تھے منع کرتے رہے مگر بنی اسرائیل نے ایک نہ سنی۔ انھون نے جس طرح منّ و سلویٰ پہ پیاز اور مسور کو ترجیح دی تھی اسی طرح اب ایک مجرد اور غیر مرئی خدا کے مقابلہ مین انھین لکڑی اور پتھر کی مورتین زیادہ پسند آگئین جس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اُن پر سخت عذاب الٰہی نازل ہوا۔

اس کی سزا اس عذاب الٰہی کا ظہور یون ہوا کہ اسی زمانہ مین ایک اور قوم

ع ۱۵ ابن اثیر

اُن کے مقابلہ کو اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ لوگ فلسطین[ع۵] کہلاتے تھے۔ اور ارض یہودا کے مغرب جانب سواحل بحیرۂ روم پر آباد تھے۔ اور اسی قوم کے سبب سے اس سرزمین کا نام بھی ارض فلسطین ہو گیا۔ قوم فلسطین کی قوت ایسی نہ تھی کہ بنی اسرائیل اس کو بلا تکلف توڑ دیتے۔ ساری دنیا کی تجارت انھین کے ہاتھ مین تھی۔ بحری قوت کے وہ موجد تھے اور تجارت سے اپنی حکومت کو مضبوط کرتے جاتے تھے۔ بنی اسرائیل کو انھون نے شکستون پر شکستین دین۔ اور آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ حضرت موسیٰ کے بنائے ہوئے قدیم ہیکل کو جو تابوت سکینہ پر تھا توڑ ڈالا۔ وہ نیا معبد بھی منہدم کر ڈالا جسے اسرائیلیون نے کنعانیون کو تباہ کر کے خاص ارض یہودا مین قائم کیا تھا۔ اور روز بروز اس کوشش مین زیادہ کامیاب ہونے لگے کہ بنی اسرائیل کو اپنا تابع اور غلام بنا لین۔

یہی اس زمانے مین جبکہ مشہور و معجز نما قوت دکھانے والا اسرائیلی پہلوان سمسون مر گیا تھا اور قوم فلسطین کے ہاتھون بنی اسرائیل کو روز ایک نئی ذلت نصیب ہوتی ایک نیا قومی پہلوان زمانے کے نشیب و فراز سے سبق لے کے اپنے تئین انتقام کے لیے تیار کر رہا تھا۔ بنی لاوی کی ایک عورت جس کا نام حنہ تھا اپنی

حضرت اشموئیل کی ولادت

لاولدی اور اپنے بانجھ ہونے پر خدا کی درگاہ مین روئی۔ اور دعا مانگی کہ اگر میری یہ نا امیدی رفع ہو جائے تو پہلی اولاد کو خدا کی خدمت کے لیے مخصوص کر دون گی۔ یہ دعا قبول ہوئی۔ اور اسے خدا نے اشموئیل نام ایک فرزند عطا کیا جو اس عہد کے سب سے بڑے مقتدا ہوے تھے اور خلعت پیمبری سے سرفراز ہوے۔ اشموئیل ہاتھ پاؤن سنبھالتے ہی ایلی کی خدمت مین دینداری کی تعلیم پانے لگے۔ ان دنون تابوت سکینہ اور دیگر مقدس تبرکات شہر شیلوہ مین تھے جو بنی افرائیم کے علاقہ مین واقع تھا۔

ع۵ عجیب ہے کہ عربی مورخین ان لوگون کو بھی کنعانی بتاتے ہین۔ اور یہود و نصرانی ان کو فلسطین کہتے ہین۔ موجودہ توراۃ اسی کی موید ہے۔

مذکورہ بالا مقتداے یہود بہت ہی سن رسیدہ تھا۔ اور چونکہ آنکھوں سے معذور ہو گیا تھا اس لیے عبادت کرانے کی خدمت کو اس کے بیٹے سرانجام دیتے تھے۔

اسرائیلی مقتداون کی سیہکاری جو نہایت ہی بدکردار اور گنہگار تھے۔ گناہون پر اُن کی جرأت آخر یہان تک بڑھی کہ جو عورتین عبادت و زیارت کو آتین اُن کی دامن عفت کو چاک کرتے اور اُن کو بے عصمت کر ڈالتے۔ بنی اسرائیل کی قوم مین یہ خاص بات تھی کہ خدا اُن کے گناہون اور جرائم کے نتیجے انھین دنیا ہی مین دکھاد کرتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ دنیا ہی مین ہر بدی کا بدلہ مل جانے کے قائل بھی تھے۔ الغرض ایلی کے بیٹون کے اس شرمناک گناہ نے خدا کے غضب کو حرکت دیدی۔ اشموئیل جو ایلی کے رشید شاگردون مین تھے ایک دن تابوت سکینہ کے قریب غنودگی کے عالم مین تھا کہ خدا نے تین دفعہ پکار کے اُنھین حکم دیا کہ "ایلی کو اس تباہی سے آگاہ کر دے جو اس کے خاندان پر آنے والی ہے"۔

فلسطین و بنی اسرائیل مین لڑائی اس واقعہ کے ساتھ ہی قوم فلسطین سے از سر نو لڑائی چھڑ گئی یہ پتا نہین لگتا کہ چھیڑ کس کی طرف سے ہوئی۔ بنی اسرائیل اس زمانہ مین فلسطین کے تابع فرمان تھے۔ خواہ یہ ہوا ہو کہ اُنھون نے آزادی حاصل کرنے اور اپنے کھوے ہوے علاقون کے واپس لینے کا قصد کیا ہو۔ یا سمسون کے مرنے کی خبر سنتے ہی فلسطین نے اپنی قلمرو کے وسیع کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ بہر حال جا ہے جو ہو نتیجہ یہ ہوا کہ دونون قومون کے سپاہی ارض یہودا کے شمالی

اسرائیلیون کی شکست شہر افیق مین مقابلہ کو آمادہ ہو گئے۔ بڑی سخت خونریزی ہوئی۔ اور بنی اسرائیل نے فاش شکست کھائی شکست کے بعد انھون نے ارادہ کیا کہ تابوت سکینہ کو لا کے فوج کے درمیان مین رکھین۔ اور امید تھی کہ اس کی برکت سے یقیناً فتح حاصل ہو گی۔ مقام شلوہ مین لوگون کو بھیج کے اُس مقدس و

متبرک چیز کو منگوایا۔ اور پھر لڑائی کے لیے صفیں درست کین۔ اولادِ یعقوب اگرچہ اب کی دفعہ بہت جی توڑ کے لڑی مگر قسمت نے پھر دشمنی کی بہت ہی بری طرح سے پسپا ہوے۔ تیس ہزار اسرائیلی خیمہ نشین بت پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جن مین ایلی کے گنہگار بیٹے بھی تھے اور سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ

تابوت سکینہ بھی چھن گیا

مقدس تابوت سکینہ بھی کافرون کے قبضہ مین ہو گیا اِس امر نے بنی اسرائیل کی ہمتیں پست کر دین۔ خدا کے غضب سے بے انتہا خائف ہوے۔ اور ایسا قومی صدمہ ہوا کہ ہر قسم کے رنج و الم بھول گئے۔ بوڑھا ایلی یہ خبر سنتے ہی گر کے مر گیا۔ اور ہر دل مین انتہا سے زیادہ دہشت پیدا ہو گئی۔

اس کا واپس ملنا

ایسی حالت مین ناگہان خبر آئی کہ فلسطین نے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ تابوت سکینہ کو واپس کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ بڑے بڑے نقصان اٹھانے سے وہ لوگ ڈر گئے۔ اور اسرائیلون کے ان دینی و قومی تبرکات کو ہدیتاً اُن کے پاس بھیج دیا۔ اس مذہبی بے عزتی کے دور ہو جانے سے اگرچہ ان کو گونہ اطمینان ہو گیا تھا۔ مگر اس کے بعد بھی بیس سال تک وہ فلسطین کے تابع فرمان اور اپنے فتحیاب پڑوسیون کے غلام رہے۔

حضرت اشموئیل کی اصلاح

اشموئیل کا اب جوانی کا زمانہ تھا۔ ایلی کے بعد وہی بنی اسرائیل کے قاضی مقرر ہو گئے تھے اُنھون نے اتفاق کو ترقی دی۔ بت پرستی کو حتی الامکان اپنی قوم سے مٹایا۔ اور ایسے ایسے کام کیے کہ واقعی ہی نہین رہے۔ بلکہ اپنی قوم مین پیغمبر تسلیم کر لیے گئے۔

آپ کی تبلیغ اور اہل فلسطین کی شکست

حضرت اشموئیل نے اب لوگون کو توحید کا پابند بنا کے ایک جگہ جمع کیا جس کی خبر سنتے ہی فلسطین لوگ پھر چڑھ [illegible]

اب خدا بھی اسرائیل کے حال پہ مہربان تھا۔ دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور ایسے
پریشان ہوئے کہ تمام علاقہ یہود خالی کر دینے اور ہمیشہ کے لیے مساوی حقوق
کے ساتھ خاموش رہنے کا وعدہ کرکے واپس گئے۔

اسرائیلیوں کا امپیریلزم (شاہی حکومت کی آرزو)

اس کامیابی نے اشموئیل کو بنی اسرائیل میں اور زیادہ
ہر دلعزیز بنا دیا اور آپ کو یہاں تک کامیابی ہوئی
کہ نسل یعقوب کے جنوبی اسباط کو بھی آپ نے متفق کر لیا جو منتشر اور
ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تھے۔ اسی طرح حضرت اشموئیل اپنی
قومی عزت بڑھانے کے دیگر تدابیر بھی کر رہے تھے کہ یکایک بنی اسرائیل
کو اپنی قوم میں شاہی شان و شوکت پیدا کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ انھوں
نے پڑوس کی قوموں کو دیکھا کہ ہر ایک میں کوئی بادشاہ ہے۔ اور
اس کی حکومت خوش انتظامی کو روز افزوں ترقی دلاتی ہے۔ جس
سے ان کی وقعت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ لہذا آرزومند ہوئے کہ ان کی
قوم میں بھی بادشاہی کی آن بان پیدا ہو۔

بنی اسرائیل کی قوم بھی عجیب قوم تھی کتب تواریخ کی تتبع سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس قدیم عہد میں جب تک کہ خدا اس قوم پہ مہربان تھا ہمیشہ گر گر کے
اٹھی اور بگڑ کے سنبھلی ہے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اب قومی نظام قائم رکھنے کے لیے
قاضیوں کا سلسلہ کافی نہیں ہو سکتا۔ اور ایک قومی سلطنت اور پولیٹکل قوت کی
ضرورت ہے تو انھیں خود ہی اس کا خیال آیا۔ اور پھر ان کی مرضی کے موافق خدا نے
بھی کچھ ایسا سامان فراہم کر دیا کہ وہ پرانا انتظام بدل گیا۔ اور ایک مضبوط
سلطنت قائم ہو گئی۔

فلسطین لوگوں سے مغلوب ہونے کا پہلے تو یہ نتیجہ ہوا کہ بنی اسرائیل کو اپنے

گناہ اور اپنی نافرمانیاں یاد آئیں۔ حضرت اشموئیل کی کوشش نے دلوں میں ایک رقت پیدا کی جس نے خدا پرستی کے جذبات کو اُبھار کے اصلی مذہب اور حقیقی توحید کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور جب ان باتوں میں کامیابی ہو گئی تو بادشاہ کے بادشاہ کا انتخاب | منتخب کرنے کا مسئلہ پیش ہوا۔ یہ ایک نہایت ہی مشکل معاملہ تھا بنی اسرائیل کے سب سبط اور قبائل اپنے اوپر نازاں تھے۔ اور ممکن نہ تھا کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جائے۔ اگر ذرا بھی کسی کی طرفداری کی جاتی تو عمدہ انتظام قائم ہونے کی جگہ اور زیادہ قتل و خون کا بازار گرم ہو جاتا اس دشواری کو اللہ جل شانہ نے یوں مٹایا کہ حضرت اشموئیل نے محض الہامی ہدایت کے مطابق بلا رو و رعایت اور بغیر اس کے کہ کسی اپنے عزیز یا دوست کا نام لیں ایک خاص شخص کو منتخب کر لیا جو ایک توانا و تندرست قوی ہیکل اور تنومند شخص تھا۔ یہ انتخاب اس طریقہ سے عمل میں آیا کہ حضرت اشموئیل کی دعا پر خدا نے ایک عصا اور ایک اندر سے خالی کیا ہوا سینگ جس میں تیل بھرا ہوا تھا مرحمت کیا اور بتایا کہ جس شخص کا قد اس عصا کے برابر ہو اسی کو بادشاہ منتخب کرنا اور یہ تیل تمھیں بتا دے گا کہ کون بادشاہ ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جیسے ہی وہ شخص ملے اس کے سر میں یہ تیل لگا دینا۔ اس ہدایت کے مطابق موعودہ بادشاہ کی جستجو ہو رہی تھی کہ نسل نبیامین کا ایک شخص جو دہقانی یا سقائی کا پیشہ کرتا تھا اپنے گم شدہ گدھے کو ڈھونڈھتا ہوا حضرت اشموئیل کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا "یا نبی اللہ دعا کیجیے کہ میرا گدھا مل جائے" بنی اسرائیل کی تاریخ واقعی عجیب عجیب کرشمہ ہائے قدرت کا نمونہ ہے حضرت موسیٰ کو آگ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پیمبری مل گئی تھی۔ اس نبیامینی شخص کو گدھا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سلطنت مل گئی۔ حضرت اشموئیل کے سامنے وہ آ کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ وہ تیل سینگ میں سے ابلنے

لگا- فوراً اعصا لا کے اس سے اس کا جسم ناپا تو سر مو فرق نہ تھا- ایسا کیا تھا فوراً تیل اس کے سر پہ لگایا گیا- اور وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بن گیا-

---

باب سوم

سلطنت بنی اسرائیل تا وفات حضرت داؤدؑ

طالوت- ایمونیون سے لڑائی- اسرائیلی سلطنت کا نشوونما- اہل فلسطین سے چھیڑ چھاڑ- طالوت کا گناہ- اہل فلسطین پہ فتح- اہل فلسطین کا دوسرا حملہ- حضرت داؤد- آپ کی ابتدا- آپ کا فلاخن- فلسطینی پہلوان کا مارا جانا- طالوت کو حضرت داؤد سے حسد- آپ کا عروج اور شاہزادی کے ساتھ شادی- آپ کے ساتھ طالوت کی دشمنیاں- علانیہ دشمنی- آپ کی غریب الوطنی اور صحرانوردی- سالے کی رقابت طالوت اور اس کے خاندان کا خاتمہ- حضرت داؤد کا عہد- بے مانگے سلطنت- ایک رقیب اور اس کا خاتمہ- زبردست قومی سلطنت- بیت المقدس دار السلطنت قرار پایا- اس سلطنت کا عروج- ایک روحانی مرکز اور بیت اللہ بنانے کی آرزو- اس آرزو کو اپنے ساتھ قبر میں لے جانا- مگر اسکے لیے بہت سامان جمع کر گئے-

طالوت | یہ بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ طالوت تھے جنکو سریانی زبان میں ساؤل کہتے ہیں اور یہی نام انگریزی میں مشہور ہے- انتخاب کے بعد ثابت ہوا کہ وہ قبیلہ بنیامین کے معزز و محترم لوگوں میں اور اپنے گروہ کے ایک سردار کے بیٹے ہیں- طالوت کو بادشاہ ہوتے ہی جو پہلی مہم پیش آئی یہ تھی کہ پڑوس کی ایک اور قوم نے جو لوگ ایمونی کہلاتے ایمونیون سے لڑائی | تھے حملہ کیا- ایمونیون کے بادشاہ ناحاش نے شہر جابیز کا محاصرہ کر لیا اور محصورین کو حکم دیا کہ اپنی آنکھیں نکال ڈالیں جس ظالمانہ فعل کو اس نے علامت اطاعت قرار دیا تھا- جابیز والوں نے نئے بادشاہ طالوت سے مدد مانگی طالوت

فوراً ایک بیل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے ہندوستانی غدر کی ٹکیہ کیطرح
تمام اسرائیلی قبائل میں بھیجے جس سے سب کو اس امر پر آمادہ کرنا مقصود تھا
کہ لڑائی کے لیے طیار ہو جائیں اسطرح بنی اسرائیل کا ایک عظیم الشان لشکر طیار ہوا
جس کی تعداد تین لاکھ تیس ہزار بتائی جاتی ہے۔ اس قومی جوش نے امونیون
کو فاش شکست دی۔ اس فتح کے بعد طالوت نے عمدہ انتظامات شروع
کر دیے۔ قدیم سے جن کے ایک بڑا اور باضابطہ لشکر تیار کیا۔ صرف
ارض یہودا کا وہ حصہ جو ابھی تک اہل فلسطین کے تصرف سے بچا ہوا تھا اس
چھوٹی سلطنت کا آغوش تربیت قرار پایا۔ اور دشمنوں کے روکنے کا بندوبست
کیا جانے لگا۔

اسرائیلی سلطنت کا نشوونما | چند روز کی حکومت نے قومی اقبال کے بہت اچھے نمونے پیش
کیے جن میں سب سے زیادہ امید دلانے والی یہ چیز تھی کہ طالوت کا بیٹا یوناتان
ایک بہت بڑا مرد میدان ثابت ہوا۔ اور اس نے ہر طرف کامیابی و اقبال مندی کے
ساتھ حملے شروع کر دیے۔ اتفاقاً اس نے اپنی سلطنت کے پوری طرح مضبوط
ہونے کے قبل ہی فلسطینوں کے شہر جبا پر حملہ کر دیا۔ اس چھیڑ کے ہوتے ہی

اہل فلسطین سے چھیڑ چھاڑ | فلسطین لوگ تین ہزار رتھوں اور چھ ہزار سواروں کا
لشکر لے کے چڑھ آئے۔ بنی اسرائیل گھبرا گھبرا کے ہر طرف بھاگے۔ اور چند ہی
جانباز تھے جنھوں نے طالوت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کے اہل فلسطین کا
سامنا کیا۔

طالوت کا گناہ | طالوت نے اس موقع پر شریعت موسوی کے خلاف ارادہ کیا
کہ خود ہی مقتدائے دین بھی بن جائے۔ اور حضرت اشموئیل کی مرضی کے خلاف آپ ہی
بڑھ کے خدا کے سامنے قربانی پیش کر دی۔ یہ ایک بڑا گناہ تھا۔ اور [illegible]

حق کا چھینا تھا جسے خدا نے بنی لاوی کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ اشمویل نے برہم ہو کے پیشین گوئی کی کہ اس جرم کے پاداش مین سلطنت طالوت کے خاندان سے نکل کے کسی اور خاندان مین چلی جائے گی۔

اہل فلسطین پر فتح | ادھر تو یہ ہوا ادھر اہل فلسطین سارے ملک یہودا مین پھیل گئے۔ تمام اسلحہ اور سارے لوہارون کو اُنھون نے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور طالوت کے پاس صرف چھ سو آدمی رہ گئے۔ جن کے ہتھیار بھی ناقص تھے مگر خدا مہربان تھا۔ طالوت اور اُسکے بیٹے کی شجاعت سے دشمنون کو سخت شکست ہوئی۔ اور اُن کے بہت سے لوگ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے قتل ہوے

اہل فلسطین کا دوسرا حملہ | چند روز بعد اہل فلسطین نے پھر حملہ کیا۔ اور اب ان کے ساتھ ایک زبردست گروہ عمالقہ کا بھی تھا۔ ان کے مقابلہ مین طالوت کو بڑی دشواری پیش آئی۔ علی الخصوص ان کے ایک زبردست پہلوان نے بنی اسرائیل کو نہایت زیادہ پریشان کر رکھا تھا۔ وہ میدان مین کھڑا مقابل کو طلب کر رہا تھا۔ اور یہان کسی کو قدم بڑھانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ طالوت نے اپنی بیٹی دینے اور دولتمند بنا دینے کا بھی وعدہ کر دیا۔ مگر کسی کو مقابلہ کا حوصلہ نہ ہوتا تھا چالیس دِن تک دونون لشکر آمنے سامنے پڑے رہے وہ پہلوان روز میدان مین آ کے مقابل طلب کرتا۔ اور بنی اسرائیل ڈر ڈر کے ایک دوسرے کی صورت دیکھتے۔ بغلین جھانکتے۔ اور بھاگنے کا ارادہ کرتے۔

حضرت داؤد | چالیس دِن کے بعد ایک روز جبکہ وہ پہلوان خود و زرہ پہنے اور اپنا بھاری نیزہ ہاتھ مین لیے میدان مین خیتر بدل رہا تھا۔ ایک خوبصورت نوعمر لڑکا پتھرون کی جھولی بغل مین لٹکائے اور ایک گوپھن ہاتھ مین لیے اسکے مقابلے کو نکلا۔ جس کی صورت دیکھتے ہی دونون طرف کے لوگ

متحیر ہوگئے۔ اور سب نے اسے تحقیر و اہانت کی نگاہوں سے دیکھا۔ مگر لڑکے نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ میدان میں برابر بڑھتا ہی چلا گیا۔ اور آخر اُس کی گوپھن کے ایک ہی پتھر نے اُس ہیبت ناک پہلوان کو خاک پر گرا دیا۔ یہ حضرت داؤد تھے جن کے فلاخن نے اس نازک موقع پر بنی اسرائیل کی جانیں بچالیں۔

آپ کی ابتدا — حضرت داؤد کی حقیقت یہ ہے کہ بیت اللحم نام ایک چھوٹے سے گاؤں میں یسّی نام ایک غریب اسرائیلی رہتا تھا۔ خدا نے اُسے آٹھ بیٹے دیے تھے جن میں سے تین بادشاہ طالوت کے ساتھ میدان جنگ میں پڑے ہوئے تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی حضرت داؤد اپنے گمنام قصبہ میں باپ کی بھیڑیاں چرانے کے ساتھ ساتھ فلاخن بازی اور سنگ اندازی کی مشق کیا کرتے۔ باپ نے ایک دن کچھ روٹیاں وغیرہ دے کے انھیں میدان جنگ میں بھیجا۔ اور کہا "جاؤ یہ روٹیاں اپنے بھائیوں کو دے آؤ۔"

آپ کا فلاخن — داؤد بچپن کی شان سے کھیلتے کودتے عرصۂ کارزار میں پہونچے۔ باپ کا ہدیہ بھائیوں کو دیا۔ اور میدان جنگ کا تماشا دیکھنے لگے یہاں فلسطین پہلوان کو لاف زنی کرتے اور اپنی قوم والوں کو ترساں و لرزاں دیکھا تو ٹھہر گیا۔ کسی سے اصل ماجرا دریافت کیا معلوم ہوا کہ اس پہلوان نے سارے اسرائیلیوں کو عاجز کر رکھا ہے اس پر آپ نے جھنجھلا کے کہا "اس غیر مختون فلسطین کا اتنا حوصلہ ہو گیا کہ خدا کے منتخب لوگوں کو میدان جنگ میں بلاتا ہے!"

لوگوں نے کہا "مگر کس کا ایسا تن و توش ہے کہ اس کا سامنا کرے؟
بادشاہ نے اپنی بیٹی دینے تک کا وعدہ کر لیا لیکن اس پہ بھی کسی
کو قدم بڑھانے کی جرأت نہیں ہوتی" حضرت داؤدؑ کو سپاہیوں
سے باتیں کرتے دیکھ کے بڑا بھائی قریب آیا۔ اور جھڑک کے کہنے لگا
"جاؤ اپنی بھیڑیاں چراؤ۔ یہاں کھیلنے اور تماشا دیکھنے سے کیا حاصل؟"
مگر داؤدؑ گھر جانے کے بدلے بادشاہ طالوت کے سامنے گئے۔ اور کہا
"میں اس فلسطینی کے مقابلہ پہ جاتا ہوں" طالوت نے صورت دیکھی اور
کہا "تم ابھی بچے ہو" داؤدؑ نے بے پروائی سے جواب دیا "بچہ ہوں تو
کیا ہوا؟ اس سے بخوبی لڑلوں گا۔ میرے گلہ پہ شیر اور ریچھ نے حملہ کیا
تو میں نے انھیں توڑ ہی لیا۔ اس کی کیا ہستی ہے؟"

یہ جواب سن کے طالوت نے جناب داؤدؑ کی درخواست قبول
کی۔ آپ کو اپنا خود اور اپنی زرہ پہنائی۔ اپنے ہتھیار دیے۔ اور لڑائی
پہ بھیجا۔ مگر ان ہتھیاروں کو آپ نے وہیں ڈال دیا۔ اور ایک جریب
اور جھولی میں کچھ پتھر اور اپنا فلاخن لے کے مقابلہ کو نکلے۔

فلسطینی پہلوان کا مارا جانا

ایک لڑکے کو مقابلے پہ آتے دیکھ کے وہ پہلوان
بھی چکر میں آ گیا۔ اور تعجب سے پوچھنے لگا "یہ جریب
ہاتھ میں لے کے میرے مقابلہ کو آئے ہو؟" حضرت داؤدؑ نے جواب میں
کچھ کلمات رجز کہے۔ خدا وند جل و علا پہ اپنا بھروسا ظاہر کیا۔ اور لڑائی کو
تیار ہو گئے۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف جھپٹے۔ مگر ملنے نہیں پائے تھے کہ
داؤدؑ کا فلاخن زور سے گھوما۔ ایک پتھر زور سے سنناتا ہوا ہوا میں چلا۔ اور
ایسا بیٹھا کہ لوگ دیکھتے ہیں تو فلسطینی پہلوان زمین پہ مردہ پڑا ہے۔ نوجوان ہمت نے

بڑھ کے اُسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا۔ اور پلٹ کے طالوت کے سامنے آئے۔ طالوت نے حیرت سے پوچھا "تم کس کے بیٹے ہو؟" جواب دیا "آپ کے غلام یسّی بیت لحمی کا!"

حضرت داؤد کی اس بہادری کو دیکھ کے طالوت کا بیٹا یوناثان آپ کا دوست ہو گیا۔ اس نے اپنے کپڑے اور اپنے اسلحہ آپ کو دے دیئے۔ اور کسی طرح آپ سے جدا ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ اور جب اسرائیلیہ عورتین گا گا کی

طالوت کو حضرت داؤد کو حسد

تا چتی مبارک باد دینے کو آئین تو انہون نے طالوت سے زیادہ تعریف حضرت داؤد کی ہی کا یہ نتیجہ ہوا کہ طالوت کے دل مین حضرت داؤد کا حسد پیدا ہوا۔ اور آپ کی جان لینے کے درپے ہو گیا۔ مگر طالوت جس قدر آپ کا دشمن تھا اسی قدر اُس کا بیٹا یوناثان آپ کا دوست ہمدرد اور طرفدار ثابت ہوا۔ اور اسی کی ہمدردی و دوستی نے آپ کی جان بچائی۔

آپ کا عُروج اور شاہزادی کے ساتھ شادی

ابتداءً آنحضرت داؤد کے معجز نما لحن نے بادشاہ کی آتش حسد پر بہت کچھ پانی ڈالا۔ لیکن اُس پر بھی بادشاہ کے دل کا جوش مخالفت غالب آیا۔ اس نے دو دفعہ جان لینے کی کوشش کی اور دونون دفعہ آپ کو تائید ایزدی نے بچا لیا۔ لیکن اس دلی عداوت کے ساتھ ظاہرداری اور عام لوگون کے خوش کرنے کے لیے وہ فوجی عہدون پر آپ کو برابر ترقی دیتا جاتا تھا۔ چند روز بعد آپ سے وعدہ کیا گیا کہ اگر ایک سو فلسطینون کے ختنون کی کھال کاٹ لاؤ گے تو شاہزادی مرب تمھارے عقد نکاح مین دی جائے گی۔ آپ نے اس شرط کو پورا کیا اور اگرچہ خود مرب بھی آپ کی دلدادہ تھی مگر پیمان شکن بادشاہ نے اب بھی بے وفائی کی۔ اور مرب کی شادی ایک اور شخص کے ساتھ ہو گئی۔ مگر قوم کی عام ناراضی کو

دیکھ کے طالوت سے سوا اس کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ اپنی دوسری بیٹی میکل کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دیدیا۔

اپنے ساتھ طالوت کی دشمنیاں۔ اب داماد بنانے کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کا دشمن تھا۔ لیکن یوناتان ہر موقع پر آڑے آتا اور آپ کا بال بیکا نہ ہونے پاتا اس زمانے میں بادشاہ کی طرف سے آپ کی جان پر جو حملے ہوئے اُن میں سے پچھلے کا یہ قطعی نتیجہ ہونے والا تھا کہ رات کی تاریکی میں آپ میکل کے ساتھ بچھونے پر سوتے کے سوتے رہ جائیں۔ اور ساؤل بادشاہ کا خنجر آپ کے سینے میں پیوست ہو جائے۔ مگر خدا مددگار تھا۔ میکل جسے باپ نے اپنی سازش میں شریک کیا تھا ایسے ہر دلعزیز شوہر کی موت کو گوارا نہ کر سکی۔ خود اس نے آپ کو خبر کر دی اور کہا جتنی جلدی ہو سکے بھاگو۔ وفاکیش بی بی کی عنایت سے آپ تو بھاگ کے شہر رمہ میں پہونچے۔ اور حضرت اشموئیل کے ساتھ خدا کی مناجاتیں گانے لگے۔ اور یہاں بستر خواب پر طالوت کے خنجر نے جس کے سینہ کو چاک کیا وہ ایک مصنوعی گڈا تھا جسے میکل نے آپ کی جگہ پر چادر اُڑھا کے لٹا دیا تھا۔

علانیہ دشمنی اس دفعہ کی ناکامی نے طالوت کی خفیہ کارروائیوں کو طشت ازبام کر دیا۔ اور اب وہ علانیہ دشمن تھا۔ آپ کی گرفتاری کے لیے لوگ رمہ میں بھیجے گئے مگر اُنھوں نے آپکو اس حال میں پایا کہ جناب اشموئیل کے ساتھ خدا کی مناجاتیں گا رہے ہیں معجز نما لحن داودی نے قاتلوں پر ایسا اثر کیا کہ اپنا فرض بھول گئے اور آپ کے ساتھ وہ بھی تانیں لگانے لگے۔ اسی طرح طالوت کے بھیجے ہوئے لوگوں کو تین بار ہیبت حق نے مغلوب کیا۔ آخر خود طالوت دشمنی اور جان لینے کا پورا تہیہ کر کے رمہ میں آیا۔ مگر اس پر بھی وہی کیفیت گزری جو اس کے فرستادوں پر گزری تھی۔

آپ کی غریب الوطنی و صحرانوردی

آخر جب حضرت داود نے دیکھا کہ طالوت کی طرف سے دشمنی کی کوششین برابر جاری ہین تو آپ نے یوناثان کو رخصت کر دیا جو اب تک آپ کا رفیق و انیس تھا۔ اور غیر آباد مقامون جنگلون اور بیابانون مین پھرنے لگے۔ تھوڑے دنون کی آوارہ گردی کے بعد ایک نہایت ہی غیر آباد اور وحشت انگیز غار مین پہونچے۔ جہان چند اور آوارہ گرد آپ سے آملے۔ اُن کی جماعت کو مرتب کر کے آپ ایک فوجی افسر بن گئے۔ اور ایک خود مختار بدوی سردار کی شان سے یہان سکونت اختیار کی۔ اِن دنون غریب الوطنی اور خانہ بدوشی کی زندگی اور ہر گھڑی خوف و اندیشہ کی حالت مین رہنے کی بدولت آپ کو بڑی بڑی مصیبتون سے دوچار ہونا پڑا۔ اگرچہ طالوت کے آدمی ہر جگہ آپ کا سُراغ لگاتے پھرتے تھے مگر کوئی آپ پر دسترس نہ پاتا بلکہ کئی مرتبہ طالوت کو اُلٹے یہ نظر آیا کہ وہ خود آپ کے قبضہ مین ہے اور اگر آپ اس کے مار ڈالنے کا قصد کرتے تو وہ کسی طرح جان بر نہ ہو سکتا۔

سالے کی رفاقت

یوناثان اس وقت تک آپ کا ہمدرد اور طرفدار تھا۔ اور آپ کی دوستی مین یہان تک مستقل تھا کہ اگرچہ اصلی وارث سلطنت وہی تھا مگر تاج و تخت سے خود ہی دستبردار ہو کے کوشش کر رہا تھا کہ حضرت داؤد کو قوم بنی اسرائیل کا بادشاہ بنائے۔ اور آپ وزارت کی خدمت انجام دے۔ اس آوارہ گردی کے زمانہ مین بھی جناب داؤد نے فلسطیون کے بعض گروہون کو ایسی زکین دی تھین کہ بادشاہ طالوت کو چھوڑ کے اکثر اسرائیلی آپ کے ہمدرد دوست بن گئے

طالوت اور اُسکے خاندان کا خاتمہ

آخر طالوت اور حضرت داؤد کی مخالفت نے فلسطیون کو پھر حملہ آوری کا موقع دیا۔ اور ایک بڑا زبردست لشکر لیکے وہ چڑھ آئے۔ شہر غلبوعا مین ایک سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ جہان کے تاریخی میدان نے قوم بنی اسرائیل کے اکثر نامورون کے ساتھ یوناثان اور طالوت کے تمام بیٹون کا خاتمہ کر دیا۔ اور خدا کی

اس مخصوص قوم کو ایسی فاش شکست ہوئی کہ ساری قوم تباہ ہونے کے قریب پہنچ گئی۔ طالوت میدان سے بھاگ کے ایسا شکستہ دل تھا کہ اس ذلت کی زندگی کو نہ پسند کر سکا اور اپنے اسلحہ بردار کو حکم دیا کہ تلوار کے ایک وار سے میری زندگی کا چراغ بھی گل کر دے مگر وفادار خادم سے اس کی جرأت نہ ہوئی۔ تب اس نے اپنی تلوار پر آپ ہی گر کے سلسلۂ عمر منقطع کرنے کی کوشش کی لیکن اس طرح بھی جو زخم آیا کاری نہ تھا۔ اب طالوت نے ایک اور نوجوان خادم کو بلایا جو عمالقہ میں سے تھا۔ اور اس سے اپنے قتل کی فرمائش کی اس نے اُس کی آرزو پوری کر دی۔ اس کے بعد اس اسلحہ بردار خادم سے بھی اپنے آقا کی موت نہ دیکھی گئی۔ خود بھی اپنا کام تمام کر کے مرحوم بادشاہ بنی اسرائیل کی لاش پر گرا اور دم توڑ دیا۔

نوجوان عملیقی یعنی طالوت کے قاتل نے اُس کا کچھ زیور اور اس کے ہاتھ کے کنگن اُتار لیے اور انہیں لے کے حضرت داؤد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے دوست یوناتان اور بادشاہ طالوت کی موت کی خبر سنی تو نہایت ہی افسوس کیا۔ پہلے تو آپ نے اس عملیقی نوجوان کو بادشاہ کے خون کے قصاص میں قتل کیا۔

حضرت داؤد کا عہد

پھر بادشاہ کا ایک نہایت ہی پرسوز و گداز مرثیہ لکھا۔ جو آپ کی دیگر نظموں کی طرح ساری قوم میں مشہور ہو گیا۔ اور قومی ادبار پر [illegible] کو نوحہ خوان بنا کے آپ وادی حبرون میں آئے۔ اور ساری قوم کی آرزو کے مطابق خالی شدہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے۔

بے لاگ سلطنت

یہ صرف حضرت داؤد کا پیمبرانہ اور معصومانہ کمال تھا کہ اول سے آخر تک آپ کے قدم کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔ ابتدائے عہد میں آپ نے بادشاہ طالوت کی ہر مخالفانہ کوشش کو صبر و شکر سے ٹالا۔ اور کبھی انتقام کے درپے نہیں ہوئے۔ پھر اس کے بعد بھی آپ کی تخت نشینی و سلطنت کی تائید میں حقیقی کارروائیاں

ہوئین۔ وہ سب من جانب اللہ تھین۔ اور آپ نے کبھی کوشش نہ کی تھی
کہ کسی خداشناس اسرائیلی کا خون اپنی غرض کے لیے گرائین۔ طالوت کے تمام
بیٹے جو لائق اور تخت نشینی کے قابل تھے وہ سب دشمن کے ہاتھ سے میدان جنگ
مین مارے گئے۔ خود اُس نے خودکشی کر کے اپنی زندگانی کا خاتمہ کیا۔ اب اِس کے
بعد اور اسوقت جب کہ آپ تخت نشین ہو چکے ہین طالوت کے ایک قریبی رشتہ دار
ایک رقیب اور اس کا خاتمہ اور بانہ بیر سردار ابنیر نے شمالی اقوام بنی اسرائیل کی تائید
سے مرحوم بادشاہ کے ایک نابالغ بیٹے اشبوشیت کو بادشاہ بنا لیا۔ مگر حضرت داؤد
نے اس کی ابھی کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔ سکوت و خاموشی کے ساتھ خدا کی
مشیت اور فیصلۂ ربانی کے منتظر تھے کہ ناگہان خبر آئی کہ یوآب نام ایک سردار نے
جو حضرت داؤد کا طرفدار تھا ابنیر کو قتل کر ڈالا۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ یوآب
مذکور کے بھائی کو ابنیر نے کسی گذشتہ لڑائی مین بے خطا و قصور مار ڈالا تھا۔ اسی
خون کے انتقام مین کینہ پرور بھائی نے قاتل کی جان لی۔ اس خبر کو سن کے حضرت
داؤد نے بہت افسوس کیا۔ ابنیر کو بڑی دھوم دھام اور سخت نوحہ و بکا کے ساتھ
دفن کر دیا۔ اور خود اس کے سوگوار و عزادار بنے۔ اشبوشیت بالکل بچہ تھا۔
ابنیر کے بعد وہ کیا کر سکتا۔ مگر چونکہ خدا کو طالوت کے خاندان کا ختم ہی کر دینا منظور
تھا اسلیے وہ معصوم بچہ بھی خاص اپنے دو طرفداروں رخابہ اور بعناح کے ہاتھوں
بے گناہ مارا گیا۔ جن کی غرض شاید یہی ہوگی کہ حضرت داؤد کو خوش کر کے آپ کی
حکمرانی کا راستہ کانٹوں اور ٹھوکروں سے صاف کرین۔ مگر ایسے نامردی کے ظالمانہ
وار اور ایسی مجرمانہ خیرخواہی کا صلہ و انعام کسی دنیا پرست جبار کے دربار مین
چاہے کیسا ہی اعلیٰ درجے کا ہو۔ مگر ایک معصوم پیغمبر کے دربار مین اسکے سوا کیا ہو سکتا
تھا کہ اُن دونون مجرمون کے قتل کا فتویٰ دیا گیا۔ یون ان ظالمون کو اُن کے

کردار کی سزا دے کے آپ بالاستقلال اور بلا شرکت بادشاہ ارض یہود اہو گئے

زبردست قومی سلطنت | بادشاہ ہوتے ہی آپ نے ایک زبردست قومی سلطنت کی نبیاڈال دی۔ بنی اسرائیل کی تمام قومین جو اس سے پیشتر منتشر اور ایک دوسرے کی دشمن تھین بہ خوشی خاطر اور اپنا فخر سمجھ کے آپ کی تابع فرمان ہو گئیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دو لاکھ کے قریب فوج میدان مین لا سکتے تھے۔ فلسطینون کو ہر طرف شکستین دین اور وہ سرحدی مقامات کو چھوڑ چھوڑ کے اپنے علاقون کے اندرونی بلاد کی طرف ہٹنے لگے۔

اپنی حکومت کے ابتدائی ساڑھے سات برس تک تو آپ کا مستقر سلطنت قدیم شہر حیرونؔ رہا۔ مگر اس کے بعد آپ نے ایک نئے دار السلطنت کے آباد کرنے کا ارادہ کیا۔ آخر کنعانیون کا قدیم شہر جیوس بنی اسرائیل کا مرجع و ماویٰ قرار پایا

بیت المقدس دار السلطنت قرار پایا | یہ شہر نہایت ہی محفوظ مقام مین واقع تھا۔ اور حضرت داؤد نے اس کو اپنا دار السلطنت مقرر کرتے ہی یروشلیم کے مقدس نام سے نامزد کر دیا۔ شہر جیوس چاہے کتنے ہی پیشتر سے آباد ہو مگر تاریخ مین اس کا نام حضرت داؤد ہی کے عہد سے درج ہوا ہے۔ اور آپ ہی کی برکت تھی جس کی بدولت آج تک بیت المقدس کہلاتا ہے اور ایک عالم کا مرجع بنا ہوا ہے۔

اس سلطنت کا عروج | تابوت سکینہ بھی اس شہر یروشلیم مین لا کے ایک بلند ٹیلہ پر رکھا گیا جس سے اس شہر کو نہایت ہی مذہبی وقعت حاصل ہوئی۔ اور اس شہر کے مرکز سلطنت قرار پاتے ہی بنی اسرائیل کی ترقی و کامیابی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ حضرت داؤد نے پوری قوت اور کامل توجہ سے مقابلہ کر کے حملہ آور قومون کو مغلوب کیا۔ بنی اسرائیل کو فلسطینون کی محکومی سے آزاد کرایا۔ آپ کی اس قوت نے تمام

۵ جرون بیت المقدس کے جنوب مین مغرب کی طرف ذرا ہٹا ہوا ہے۔

فرمانروایان شام کے دل مین بنی اسرائیل کی ہیبت بٹھادی۔ اور گرد و جوار کے کل دربارون نے اپنا فخر سمجھ کراس بیرانہ دربار شاہی سے دوستانہ تعلقات پیدا کئے۔

اب ابراہیمی و اسرائیلی ملت نے تخت و تاج کے زیور سے آراستہ ہوکے دنیا کو ایسی شائستگی و تہذیب کا نمونہ دکھایا جس سے اُس وقت تک نوع انسانی محروم رہی تھی۔

ایک روحانی مرکز اور بیت اللہ بنانے کی آرزو

حضرت داؤد کی خدا پرستی نے قوم مین توحید کی ایک تازہ روح پھونکدی تھی۔ آپ کا ارادہ ہوا کہ نقش توحید کی مضبوطی اور اللہ جل شانہ کی عبادت کے لیے ایک عالیشان معبد قائم کرین۔ جو ساری قوم کا مرجع اور قدیم دینی تبرکات کا مرکز یا خزانۂ روحانیت قرار دیا جائے۔ لیکن اس تاجدار پیمبر کی یہ آرزو نہ پوری ہو سکی۔ اس لیے کہ اول تو حضرت داؤد کی حکومت کا زیادہ حصہ بت پرست قومون کے مغلوب کرنے ہی مین صرف

اس آرزو کو اپنے ساتھ قبر مین لیجانا

ہوگیا دوسرے خود خداوند جل وعلا نے بشارت دی کہ یہ کام تمہارے لیے نہین بلکہ تمہارے بیٹے کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس حکم ربانی نے آپ کے ارادے کو قطعاً روک دیا۔ تاہم آپ نے خدا کی اجازت سے اپنی سلطنت کے گیارھوین سال ایک چھوٹے معبد آلہی کی بنیاد ڈال ہی دی۔ مگر جس عالیشان اور بارونق عمارت کا خاکہ آپ کی آرزو نے کھینچا تھا اس کو اپنے صاحبزادے حضرت سلیمان کے لیے چھوڑا۔ اور تعمیر کی وصیت کرکے غریق رحمت آلہی ہوے۔

حضرت داؤد نے انتقال سے پہلے ہی اس مقدس عمارت کے لئے بہت کچھ سامان

مگر اس کے لیے بہت سا سامان فراہم کر گئے

فراہم کر لیا تھا۔ چنانچہ ۳ ہزار قنطار سونا اور ۷ ہزار قنطار چاندی خود شاہی خزانہ مین جمع تھا جس کو حضرت سلیمان کے سپرد کرکے اور عمارت کا نقشہ بنا کے چالیس سال کی حکمرانی کے بعد آپ نے سفر آخرت کیا اور ایک بڑی سلطنت جس کے حدود دریائے دجلہ سے بحر روم تک پھیلے ہوئے تھے جوان سال و اقبالمند فرزند حضرت سلیمان کے ہاتھ مین چھوڑی۔

باب چہارم

حضرت سلیمان کا عہد اور بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی تعمیر

حضرت سلیمان کی سلطنت - بیت المقدس کی تعمیر - چہ مہینہ کا اہتمام - عمارت کا نقشہ - اُس کا ساز و سامان - طلاکاری - اس کا افتتاح - حرم الحرم میں کسی کو جانے کی جرأت نہ ہونے کا سبب - اس خانہ خدا کا اثر -

حضرت سلیمان کی سلطنت حضرت سلیمان نے بیس سال کی عمر میں عنان سلطنت ہاتھ میں لیتے ہی پدر بزرگوار کی وصیت پوری کرنے کا ارادہ کیا - اور تمام بنی اسرائیل سے خواہش کی کہ اس کار خیر کے لیے روپیہ فراہم کریں - ساری قوم اپنے خداشناس پادشاہ کا حکم بجالانے کی طرف جوش و خروش سے متوجہ ہو گئی اور جو سونا چاندی پہلے سے موجود تھا اُس کے علاوہ پانچ ہزار قنطار سونا - دس ہزار قنطار چاندی - دس ہزار درہم - اٹھارہ ہزار قنطار پیتل - اور ایک لاکھ قنطار لوہا لا کے حاضر کر دیا - اس سامان کے علاوہ اکثر لوگوں نے جواہرات وغیرہ کی قسم سے اور بھی بہت سی قیمتی چیزیں پیش کیں - اور جب ان سب سامانوں کا ڈھیر لگ گیا تو تخت نشینی کے چوتھے سال آپ تعمیر کی طرف متوجہ ہو گئے اور عمارت کی بنیاد ڈال دی -

بیت المقدس کی تعمیر شہر یروشلیم میں کوہ موریا پر وہی جگہ جہاں بقول بعض راویان یہود کے حضرت ابراہیم اپنے لخت جگر کو قربانی کرنے کی غرض سے لے گئے تھے - اور

عہ تحقیق سے ثابت ہو گیا ہے کہ قربانی حضرت اسمٰعیل کی ہوئی تھی اور مکہ معظمہ کے قریب جبل عرفات میں ہوئی مگر یہود و نصاریٰ نے اصلی واقعہ کو دبا کے حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے واقعہ کو مشتبہ کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بعض صحابہ و تابعین اور چند مسلمان مصنفین بھی بخلاف حضرت اسماعیل کے جناب اسحٰق کو ذبیح بتلاتے ہیں جو سخت دھوکا اور غلطی ہے -

جہاں حضرت داؤد نے اپنا مختصر عبادت خانہ قائم کیا تھا۔ اس پاک عمارت کے لیے تجویز
ہوئی اور صور کے بادشاہ کو جہاں کے معمار مشہور تھے اور جس کے علاقہ میں کوہ لبنان
تعمیر کا اہتمام | کے دامن میں عمدہ لکڑیوں کا جنگل تھا لکھا گیا کہ اس مبارک کام
کے لیے عمدہ لکڑی سے مدد دے۔ اُس بادشاہ نے پورا وعدہ کیا اور کام شروع
ہو گیا۔ ستر ہزار آدمی باربرداری کے لیے اور اسی ہزار جنگلوں میں لکڑیاں کاٹنے
کی خدمت میں مقرر کیے گئے جن کی فقط نگرانی پر تین ہزار چھ سو جوان مامور تھے
عمارت کا نقشہ | عمارت کی بنیاد یوں ڈالی گئی کہ ایک طولانی چوکور رقبہ میں جس کا
عرض حسب بیان توراۃ مقدس ۲۰ گز اور طول ۶۰ گز یا آج کل حساب سے طول ۹۰ فٹ
اور عرض ۳۰ فٹ تھا دو مکان بنائے گئے۔ ایک تو وہ جو بہت ہی مقدس تھا
اور جو ہیکل الٰہی یا قبلہ قرار دیا گیا تھا۔ اور دوسرا وہ جو مکان قدس کہلاتا تھا
درمیان میں جو دیوار قائم کی گئی تھی اُس کے ستون نہایت ہی عمدہ اور شاندار
بنائے گئے۔ اُن کے دونوں جانب زاویوں اور مقداروں کے لیے چھجے
بنے تھے۔ خاص ہیکل میں ایک نہایت ہی لطیف و نازک اور خوشنما و نظر فریب
لاجوردی پردہ تانا گیا جس پر دو فرشتوں کی بڑی بڑی تصویریں بنی تھیں۔
جو اس طرح کہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک اپنے پر پھیلائے کھڑے تھے۔ اُن کے
بازو باہم ایک دوسرے کو چھوتے تھے۔ اور دونوں کے درمیان میں جو جگہ خالی تھی اُس
پر دونوں فرشتے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے تھے۔ اس پردے کے برابر
اندرونی سامان | دونوں جانب دو ستون قائم تھے جو ۳۵ گز بلند تھے۔ اور
ان کے سروں پر دونوں پر پانچ پانچ گز کے لمبے دو تاج بنائے گئے تھے۔ ان
دونوں ستونوں میں سونے کی زنجیریں لٹکتی تھیں جن میں انار تھے اور جو ایک
دوسرے کی ایک لمبی میز رکھی گئی تھی جو باہر چڑھاوے کے لیے ایک بچھی

قربان گاہ بڑے اہتمام سے تیار ہوئی - جو ۲۰ گز کے مربع مین اور ۱۰ گز بلند تھی
اسی کے قریب ایک برنجی مدوّر حوض تھا - اور اس کے بنانے مین ایسا کمال
دکھایا گیا تھا کہ اس عہد کی عجیب و غریب کاریگری کا ثبوت دیتا تھا - یہ پورا حوض
زنبق کے ایک شگفتہ پھول کی وضع مین تھا جس مین خوش نمائی کا پورا لحاظ رکھا
گیا تھا - اس کا دور ۳۰ گز کا تھا اور قطر ۱۰ گز کا - کنارون کا دل کلائی کی چوڑائی
سے زیادہ نہ تھا - اور بارہ بیل جو ایک مدور حلقہ مین قائم کئے گئے تھے - اس پورے
حوض کو جو ایک شگفتہ پھول کی وضع مین نظر آتا تھا اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے
تھے - اس حوض مین ۳۰۰۰ مشکیں پانی آتا تھا - اور انبیا و رسل اور مقتدایان ملت
اسرائیلی کے سوا کسی کو اس حوض مین کچھ دھونے یا طہارت کرنے کی اجازت
نہ تھی - عام لوگون کی طہارت کے لیئے دس اور حوض تھے - جن مین سے پانچ صحن
مین داہنی جانب اور پانچ بائین جانب واقع تھے - ان حوضون مین زیادہ تر وہ
چیزین دھوئی جاتی تھین جو قربان گاہ مین سلگانے اور دھونی کے لیے لائی جاتی تھین
دس سونے کے شمعدان تھے - اور یہ بھی اُسی طرح خاص ہیکل کے دہنے بائین
جانب پانچ پانچ کر کے تقسیم کئے گئے تھے - اس کے علاوہ اور بھی جتنا سامان
اور جتنے آلات و ظروف تیار کئے گئے سب خالص سونے کے تھے -

طلاکاری سونا صرف انھین چیزون مین نہین صرف کیا گیا تھا بلکہ اس کے بے
انتہا مصارف تھے یہ پوری عمارت اگرچہ سنگ رخام سے تعمیر ہوئی تھی - اور چھت
مین بھی اگرچہ صنوبر کی لکڑی لگی تھی مگر تیاری کے بعد نیچے سے اوپر تک در و دیوار
چھت اور دروازون پر ہر جگہ سونا پھیرا گیا تھا - اس دولت مندی کا اظہار صرف
اندر ہی کی طرف نہین کیا گیا تھا - بلکہ عمارت کے بیرونی رُخ پر بھی یہی شان دکھائی
گئی تھی - جس کا نتیجہ یہ تھا کہ یہ عمارت اندر باہر ہر طرف سے بالکل ایک سونے کا

ڈلا معلوم ہوتی جس میں سوا سونے کے اور کوئی چیز دکھائی ہی نہ دیتی تھی۔ پھر اس سونے پر جا بجا قرینہ سے جواہرات لگائے گئے تھے۔ اور بعض جگہ نقاشی سے بھی کام لیا گیا تھا۔ اور جب یہ مقدس عمارت قائم ہوئی تو اس کے گرد کئی دیواریں قائم کی گئیں اور ہر دیوار کے اندر کا صحن بیرونی صحن سے مرتفع تھا۔

جب ایسے اہتمام سے اور اس دریادلی کے ساتھ یہ مقدس خانۂ خدا بن کے اس کا افتتاح تیار ہو گیا تو اس کے افتتاح کی رسم عمل میں آئی۔ جس کے لئے حضرت سلیمان کی خدا شناسی نے قومی جوش و خروش دکھانے میں کوئی دقیقہ نہیں فروگذاشت کیا۔ تمام قبائل و اسباط بنی اسرائیل کے سردار اور معزز لوگ جمع کئے گئے۔ اور چونکہ عبادت کراتا اور مذہبی خدمات کا سرانجام دینا حضرت موسیٰ کے عہد سے خاص بنی لاوی کے ساتھ مخصوص ہو چکا تھا لہٰذا اس سبط کے قریب قریب تمام لوگ شہر یروشلیم میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے چوبیس ہزار عام فرائض دینی کے انجام دینے کے لیے۔ چھ ہزار دینی گروہ کی سرداری کے واسطے۔ چار ہزار نگہبانی و حفاظت کے لیے۔ اور چار ہزار گانے بجانے اور خدا کی مناجاتوں میں خوش گلوئی کے جوہر دکھانے کے واسطے مامور ہوئے لیکن رسم افتتاح کے موقع پر تمام بنی لاوی بلا استثناء و امتیاز اندرونی صحن میں برنجی قربان گاہ کو گھیر کے کھڑے ہوئے۔ جن میں کہتے ہیں کہ ۱۲۰ تو قرنا بجانے والے تھے اور ما بقی لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں جھانجھیں تھیں۔ اور کسی کے پاس چنگ و بربط تھے۔ خود حضرت سلیمان ایک برنجی تخت پر جلوہ افروز تھے۔ اور بیرونی صحنوں میں تمام قوم بنی اسرائیل کا مجمع تھا۔ جب یہ مجمع پورا ہو لیا۔ اور لوگ مذہبی ادب و خموشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو چکے تو چڑھاوے کی چیزیں یعنی وہ چیزیں جن کی خوشبو کے لیے دھونی دی جاتی ہے بے اندازہ

و بیجد مقدار مین لاکے قربان گاہ پر ڈھیر کر دی گئین۔ یہ سامان بھی فراہم ہو لیا
تو چلی اور سب سے اہم کام کے لیے ایک اشارہ کیا گیا۔ جو پہلے ہی سے قرار
پا چکا تھا۔ اشارے کے ساتھ ہی بنی لاوی کے پجاری لوگ تابوت سکینہ کو
اپنے کندھون پر اٹھا کے لے چلے کہ تعمیر خانۂ خدا مین لاکے رکھین۔ بڑی دھوم
دھام، بڑی شان و شوکت سے تابوت سکینہ جدید طلائی عمارت کی طرف آ رہا
تھا۔ لوگ ساتھ ساتھ مناجاتین گاتے آتے تھے۔ اور زور و شور سے باجے
بج رہے تھے غرض قدیم تبرکات اور انبیائے سلف کی یادگارون کا وہ مقدس خزانہ
لاکے خاص مقام پر فرشتون کے پرون کے نیچے رکھ دیا گیا جس کے رکھتے
ہی کل باجے والون نے ایک ساتھ اور نہایت ہی جوش و خروش سے باجے
بجانا اور گانے والون نے عجیب محویت و از خود رفتگی کے ساتھ گانا شروع کیا۔
اس قومی جوش نے مقبولیت کا یہ فوری ثبوت دیا کہ آسمان سے ایک ابر اترا اور
خاص خاص مقدس کمرے مین جہان تابوت سکینہ رکھا گیا تھا بھر گیا۔ اس ابر کی
صورت دیکھتے ہی حضرت سلیمان سجدے مین گر پڑے۔ اور نہایت ہی رقت و
حضور قلب سے دعائین مانگنے لگے۔ درحقیقت وہ عجیب دینی ذوق اور عبودیت کے
جوش کا وقت تھا جب خدا کا جلال بیت المقدس کی عمارت مین نمایان تھا۔ جتنا
سلیمان سجدے مین پڑے تھے اور گانے بجانے مین خاص قسم کا جوش صدق دل نظر
آ رہا تھا۔ اب اس ابر مین ایک سفیدی اور پھر اس سفیدی مین روشنی پیدا ہونی
شروع ہوئی۔ وہ روشنی بڑھتے بڑھتے خوب چمکا اٹھی۔ آگ بن کے قربان گاہ پر
اتری۔ اور خدا نے اسی آگ سے جس نے حضرت موسیٰ کو بیہوش کر کے گرا دیا تھا
جناب سلیمان کی چڑھائی ہوئی چیزون کو روشن کر کے قبول کیا۔ یہ ایسا پر جلال
اور عقیدت افزا منظر تھا کہ تمام مقتدایان قوم مبہوت ہو گئے۔ گویا کسی نے [illegible]

ہاتھ نے سب کو زبردستی ہیکل کے سجدے مین گرا دیا۔ اور اس ورود نورانی
کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد سے پھر کسی شخص کو بارگاہ بیت کے اندر جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی

حرم الحرم مین کسی کو جانے کی جرأت نہ ہونے کا سبب

یہ معمول تھا کہ سال مین صرف ایک مرتبہ قوم کا سب سے
بڑا مقتدا اس خاص کمرے مین جاتا جہان تابوت سکینہ
رکھا گیا تھا اور جو احرم الحرم یا مقام اقدس کہلاتا تھا۔ دوسرا کمرہ جو اس سے کم درجے کا
تھا اور مقام قدس کہلاتا اس کے اندر جانے کے مجاز بھی صرف مقتدایان بنی
اسرائیل تھے۔ باقی اور سب لوگون کے لئے اصل عبادت کی جگہ گرد کے صحن تھے
جہان تمام بنی اسرائیل رسوم دینی بجالانے کے لیے آیا کرتے۔ اور وہین سب چڑھاوے
چڑھائے جاتے تھے۔ مذہبی رسوم کے لئے لکڑی کے کٹہرے سے ایک حصہ صحن
مخصوص کر دیا گیا تھا اسی صحن مین وہ حوض وغیرہ تھے۔ خاص رسم افتتاح مین
دو ہفتے تک ساری قوم کا مجمع رہا۔ برابر خوشبودار چیزین سلگائی جاتین۔ لوگ
روزے رکھتے۔ عبادتین کرتے۔ اور اس مدت مین دو مرتبہ اتنی بڑی قربانیان
ہوئین کہ ہر دفعہ بائیس ہزار گائے بیل اور ایک لاکھ بیس ہزار بھیڑ بکریان ذبح
کی گئین جن کو تمام عقیدت مندون نے جوش دل اور صدق عقیدت سے پیش کیا تھا

اس خانۂ خدا کا اثر

خدا کے وعدون اور داؤد و سلیمان کی دعاؤن نے بنی اسرائیل کو
تو یقین اس ہیکل الٰہی کا فریفتہ بنا رکھا تھا۔ مگر سونے کے پانی اور طلاکاری نے اس
کی رونق اور بڑھا دی اور اس قدر چمکا دیا کہ زیارت کرنے والون نے اس کے افسانے
دور دور پہونچائے۔ اور دور دور کی بت پرست قومین جو ظاہری شان و شوکت
کی دیوانی ہو رہی تھین وہ بھی بنی اسرائیل کے خدا کو ہیبت و جبروت کی نگاہ سے
دیکھنے لگین۔ اور بیشک اس وادی پر دن مین جب کسی نے دور سے کھڑے ہو کے اس
سونے کے ڈھیر پر آفتاب کی کرنین پڑتی دیکھی ہون گی۔ اور اس کی آنکھون مین

چکاچوند پیدا ہوئی ہو گی اُس کے دل پر ممکن نہیں کہ بنی اسرائیل کے مذہب کا رعب نہ پڑا ہو۔

بہر تقدیر یہی عمارت ہے جو توحید کی شان دکھانے کے لیے کعبہ کے بعد دنیا میں سب کے پہلے قائم ہوئی۔ اور یہی وہ گھر ہے جس کے لیے دنیا نے خون کے سیلاب بہا بہا دئے۔ اسی گھر نے بنی اسرائیل کے مذہب کو تمام باستی مذہبوں سے افضل و اعلیٰ ثابت کیا۔ اور اسی کی بدولت حضرت سلیمان کی دولت وحشمت اور شان وشوکت کا ہر شخص کو اعتراف کرنا پڑا۔ حضرت سلیمان کی سطوت وجبروت اور دولتمندی و عالی حوصلگی کے افسانے آج بھی کل ہر بچہ کی زبان پر نہیں ہیں خود اُن کی زندگی میں بھی اس شاندار اور سنہری معبد الٰہی کا تذکرہ قُرب جوار کے ہر دربار میں ہونے لگا تھا۔ بنی اسرائیل کی ترقی اعلیٰ کمال کو پہونچ گئی تھی۔ مگر افسوس کہ اسی کے بعد سے ان کا زوال شروع ہو گیا۔

باب پنجم

سلطنت بنی اسرائیل کی تقسیم اور شمالی سلطنت کا زوال

رحبعم بن سلیمان کا عہد اور بنی اسرائیل میں پھوٹ۔ یوربعم حاکم شومرون حکومت و نبوت میں مفارقت۔ بت پرستوں سے قرابت۔ خود ان میں بت پرستی بنی اسمٰعیل عرب میں بت پرستی۔ بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کا جواب بت خانہ شومرون۔ فراعنۂ مصر نینوا کی دولت اشوریا، مصر و نینوا کی رقابت و بنی اسرائیل پاجگذار اشوریا۔ اُن میں اور اشوریا والوں میں بگاڑ ہونے کی بنا۔ اہل دمشق کے ساتھ شومرون والوں کا حملہ اشوریا پر۔ انھیں دونوں کا حملہ بیت المقدس پر۔ اشوریا کا غلبہ

شمال کی اسرائیلی سلطنت شومرون پر بنی اسرائیل کی پہلی اسیری اہل شومرون قبطیون کی حمایت مین۔ اُن پر سلمانصر کا حملہ بنی اسرائیل کی دوسری اسیری اور شمالی اسرائیلی سلطنت شومرون کا خاتمہ۔ بنی اسرائیل کے دس سبطون کا مفقود و معدوم ہو جانا۔

جناب سلیمان کے بعد بنی اسرائیل مین حسد و نفاق بڑھنا شروع ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ محدود قوم اور یہ چھوٹا سا حصۂ زمین بھی ایک بادشاہ کے قبضہ مین نہ رہ سکا۔ حضرت سلیمان کے عہد مین یہ اسرائیلی سلطنت شرقاً و غرباً صحرائے شام سے لے کے سواحل بحیرۂ روم تک اور شمالاً و جنوباً دمشق سے ذرا ہٹ کے کوہ ہیرمون سے صحرائے عرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس سرزمین کو بنی اسرائیل کے بارہون سبطون نے آپس مین بانٹ لیا تھا۔ اور ہر ایک کی قلمرو ایک اسرائیلی کالونی (نو آبادی) بن گئی تھی۔ بحر لوط سے بحر روم تک سبط یہودا کا علاقہ تھا جس مین شہر بیت المقدس تھا۔ اور اس کے شمال مین وادی یردون کے مغربی کنارے پر سبط بنیامین آباد تھا۔

رحبعم بن سلیمان کا عہد اور آپ کے بیٹے رحبعم کے تخت نشین ہوتے ہی بنی اسرائیل کے بارہ بنی اسرائیل مین چھوٹا گروہون مین سے یہی دو گروہ یعنی سبط یہودا و سبط بنیامین تو آپ کے تابع فرمان رہے باقی دس گروہون نے مخالفت یا بغاوت کر دی تھی رحبعم کی بادشاہی کو ابھی صرف بیت المقدس والون نے تسلیم کیا تھا جہان فقط یہودا اور بنیامین کی نسل آباد تھی۔ باقی سبطون کے مطیع بنانے کے لیے مغربی شہر شکم مین جو سبط افرائیم کے علاقہ مین واقع تھا بنی اسرائیل کے تمام قبائل کی ایک کونسل منعقد ہوئی جس مین حضرت سلیمان کا ایک فتنہ انگیز عزیز یربعام دشمن

عہ عربی مورخین کا بیان ہے کہ یہ اختلاف رحبعم کی ۱۷ سالہ سلطنت کے بعد ان کے بیٹے افیا کے عہد سے شروع ہوا۔ مگر سب کو اس مین اتفاق نہین علامہ ابن خلدون کا بھی مسلک ہے جو ہم نے لکھا۔

بعد سے پیمبری شاہی سے جدا ہونے لگی۔ افسوس اس جدید نظام کے قائم ہوتے ہی بنی اسرائیل کے بادشاہون مین دنیاوی لذتون کا شوق پیدا ہونے لگا مذہبی خدمتین صرف انبیا کا حصہ رہ گئین جن کو سلطنت و حکمرانی سے کوئی علاقہ نہ تھا مگر بادشاہ دنیاوی لذتون کا مزہ پاتے ہی کھل کھیلے جب وہ مقتدائی کے بار سے سبکدوش ہوے تو انھون نے دنیاوی عروج حاصل کرنے کے لیے بت پر

بت پرستون سے قرابت

ست قومون سے قرابتین پیدا کرنی شروع کین۔ حضرت سلیمان کے بعد ہی کا زمانہ تھا کہ ان کے فرزند رحبعم اور اس کے رقیب یربعم شاہ شومرون دونون نے بتقلید حضرت سلیمٰن کے فراعنۂ مصر کے شاہی خاندان کی دامادی حاصل کی ان بیرونی تعلقات نے اُن کے خون کو پلید اور گندہ کرنا شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ نورانی عقائد مین بھی زنگ لگنے لگا۔

خود ان مین بت پرستی

اب پھر بنی اسرائیل مین مختلف طریقون سے بت پرستی شروع ہوئی جس کو اُن کے بادشاہون کی بت پرست بیبیان اور ترقی دلاتین ابتداءً یہ جذبات شرک مغلوب اور دبے ہوئے تھے۔ مگر شمالی سلطنت مین یربعم کے بعد جب چھٹا اسرائیلی شخص ۱۴۸۹ق محمد (۹۱۹ قبل مسیح) مین تخت نشین ہوا تو اس نے شہر صیدون کی شاہزادی جزبیل سے شادی کی جس نے شوہر پر غالب آکے بنی اسرائیل کے دسون شمالی قبائل مین کنعانیون کے قدیم دیوتا بعل (آفتاب) کی پرستش جاری کر دی چند روز بعد اس مورت کی ایک نقل بعض تاجرانہ قافلون کے ذریعہ سے عرب مین پہنچی۔ اور صحرا نشین

بنی اسمٰعیل عرب مین بت پرستی

اولاد اسمٰعیل بھی حضرت ابراہیم کی بتائی ہوئی خالص توحید پر نہ قائم[ع۵] رہ سکی۔ عرب تو اس وقت سے بالکل خدا فراموش ہو گئے۔

ع۵ سیرۃ الحلبیہ و سیرۃ ابن ہشام۔

مگر بنی اسرائیل میں چونکہ پیمبروں کے پیدا ہونے کا سلسلہ جاری تھا۔ لہذا جہاں خرابیاں پیدا ہوتیں وہاں وقتاً فوقتاً اصلاح بھی ہوتی رہتی۔ شاید یہ اس ہیکل ربانی ہی کی برکت تھی کہ بنی اسرائیل کی جنوبی سلطنت میں اتنی خرابیاں نہیں پیدا ہوئیں جتنی کہ شمالی سلطنت میں پیدا ہو گئیں۔ وہاں کے مستقر شومرون میں مذکورۂ بالا شاہزادی جیزبیل نے یروشلیم کے ہیکل سلیمانی کے مقابلہ میں خاص بعل کے نام کا ایک بڑا بھاری مندر بنوا دیا یہی چیز تھی جس نے شمال کی اسرائیلی سلطنت کو بہت زیادہ خراب کیا۔ اور آخر چند روز بعد تباہ و برباد کر کے ایسا فنا کیا کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔

بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کا جواب بت خانۂ شومرون

جن دنوں بنی اسرائیل میں با ضابطہ سلطنت قائم ہوئی ہے اور ملک و ملت ان کے سلاطین و انبیا کے درمیان میں بٹے ہوئے تھے مشرق میں ایک نئی قوت ترقی کر رہی تھی۔ اس وقت تک دنیا میں صرف فراعنۂ مصر کی سلطنت تھی جو سب سے زیادہ باوقعت اور تمام دولتوں سے زبردست تصور کی جاتی تھی۔ ان کے اولوالعزم تاجدار اٹھتے اور اپنے خیال کی ساری دنیا پر قابض ہو جاتے۔ کمزور اور چھوٹی چھوٹی قوتوں کے توڑنے کا کبھی ان کو خیال بھی نہیں آتا تھا۔ اس لیے کہ ان کے کوس لمن الملکی میں کسی کو رخنہ اندازی کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ مشرق کی طرف مصر والوں کا خیال بھی نہ گیا اور بنی اسرائیل کی دونوں سلطنتوں کے شمال و مشرق جانب ایک نئی سلطنت قائم ہو گئی۔ یہ اشوریا یا اسیریا والوں کی سلطنت تھی جس کا دار السلطنت قدیم شہر نینوا تھا جو موجودہ شہر موصل کے مقابل دجلہ کے کنارے واقع تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس عہد عتیق میں اس کی آبادی چھ لاکھ کے قریب تک پہنچ گئی تھی۔ اور

فراعنۂ مصر

نینوا کی دولت اشوریا

اُس کے قصر و ایوان اور باغ ساری آباد دنیا مین افسانہ بنے ہوئے تھے۔

مصر و نینوا کی رقابت اشوریا والون کی قوت بڑھتے بڑھتے اس درجہ کو پہنچ گئی کہ انھین فراعنۂ مصر کی ہمسری و رقابت کا دعویٰ پیدا ہوا۔ اور دونون نے اپنی اپنی سرحد اور اپنے تعلقات کو ایک دوسرے کے قریب کرنا شروع کیا تاکہ بڑھ کے اپنے حریف کی قوت توڑ دین۔

بنی اسرائیل کی چھوٹی سلطنتین ان دونون زبردست دولتون کے درمیان مین واقع تھین جن کی حالت روز بروز خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ اور شہر یروشلیم جو مصر و نینوا کی سرحدون کے درمیان مین ایک قدرتی اور نہایت مضبوط قلعہ کی حیثیت رکھتا تھا اس کی نسبت دونون کا ارادہ ہوا کہ اُسے اپنے قبضہ مین کر کے اپنی سرحد کی حفاظت کرین۔ مگر یہ غنیمت تھا کہ بنی اسرائیل کی ناتوان اور خدا پرست قوم کو یہ دونون شہنشاہیان ایک بے خطر گروہ تصور کرتی تھین۔ ابتدا اور مدت دراز تک دونون کی یہ پالسی رہی کہ بجائے اس کے کہ بیت المقدس پر خود قبضہ کرین اس کا بنی اسرائیل ہی کے ہاتھ مین رکھنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے کہ وہ بے کچھ دیے اور بلا منت حریف کو روکین گے فراعنہ بھی اسی کو بہتر سمجھے کہ ایک چھوٹی سلطنت ان کی مشرقی سرحد پر پہرہ دیتی رہے۔ اور اشوریا والون کا بھی بظاہر یہی خیال تھا۔ بہر تقدیر ان دونون شاہنشاہیون کے تعلقات نازک ہونے کے بعد بھی مدت تک بنی اسرائیل کی شمالی و جنوبی دونون سلطنتین قائم رہین۔ بعینہ جس طرح ان دنون دولت روس و برطانیہ کی رقابت پر افغانستان ترقی کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے۔

بنی اسرائیل اور آثار اشوریا لندن کے مشہور عجائب خانہ برٹش میوزیم مین قدیم

نینوا کا ایک کتابہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہان کے تاجدار تغلت فلاسر اول
ہی کے عہد مین جو اشوریا والون کے بہت ابتدائی زمانے کا بادشاہ تھا
بنی اسرائیل اُسے خراج ادا کرتے تھے۔ غالباً یہ کسی سرتابی کا نتیجہ ہوگا لیکن
شہنشاہ اشوریا نے اُن کی حقارت و ذلت نہین گوارا کی تھی وہ ان سے
بہ لطف و مہربانی پیش آتا۔ اور امید تھی کہ چند روز بعد انھین آزادی بھی
نصیب ہو جائے گی۔ مگر بنی اسرائیل ایسی قوم نہ تھی کہ کسی کے ساتھ سلامت
روی سے اپنے تعلقات قائم رکھتی۔

اُنھون نے اپنے اُس اطمینان کو خود اپنے ہاتھون سے کھو دیا۔ اشوریا والے
شاید اُن کو اُن کی حالت پر باقی رہنے دیتے۔ لیکن انھون نے خود ہی اس
نئی پرجوش قوم کو چھیڑ کے برہم کیا۔ سچ پوچھیے تو اشوریا والون کو پہلے بنی
اسرائیل کا نام بھی نہین معلوم تھا۔ اور نہ ان کا ادھر بڑھنے کا ارادہ تھا۔

ان مین اور اشوریا والون مین بگاڑ ہونے کی بنا

خود بنی اسرائیل کی شامت اعمال نے انھین بلایا۔
جس کی بنا یہ ہوئی کہ یہودیون کی شمالی و جنوبی دونون
سلطنتین ہمیشہ آپس مین لڑتی رہتی تھین اور اس باہمی حسد و رقابت نے
پولیٹکل سازشون کا دروازہ بھی کھول رکھا تھا۔ دونون کی یہی خواہش رہتی
کہ اپنے دوستون کی تعداد بڑھا کے حریف کو نیچا کرین۔ یہود کے علاوہ شمالی شام
مین چھوٹی چھوٹی کئی اور سلطنتین بھی قائم تھین۔ اور چونکہ وہ شمال مین تھین
اس لیے ان سب کے تعلقات زیادہ تر بنی اسرائیل کی شمالی سلطنت ہی سے رہتے
جنوبی یعنی یروشلم کی اسرائیلی سلطنت کو مدد مانگنے کے لیے دور دور نظر دوڑانا پڑتی
شام کے سب سے زیادہ شمالی اضلاع مین دمشق کی سلطنت تھی جو بت پرستون
کے ہاتھ مین تھی۔ اور شومرون والے یہودی اس کے دوست تھے۔ دمشق والون

سے اشوریا والوں کی سرحد بڑھ کے مل گئی تھی۔ اور نینوا کی عظمت کا سب سے زیادہ دباؤ دمشق پڑنا شروع ہو گیا تھا۔

اہل دمشق کے ساتھ شومرون والوں کا حملہ اشوریا پر

دمشق کے بت پرست بادشاہ نے گرد و جوار کے تمام حکمرانوں کو ساتھ لے کے اشوریا والوں پر ایک سخت حملہ کیا۔ اس موقع پر بنی اسرائیل کے دل میں بھی شاید یہ خیال خام پیدا ہوا کہ سلاطین شام کی مجموعی قوت سے اہل اشوریا کا زور توڑ کے اپنا خراج موقوف کرالیں۔

اسی امید پر ۷۳۴ ق م کے قریب میں شومرون کا یہودی بادشاہ منحوئیم دمشق کے بت پرستوں کے ساتھ اشوریا کی قلمرو پر جا کے حملہ آور ہوا۔ شام کی تمام فوجوں نے یکایک شہر تفساح پر جو اشوریا کی مغربی قلمرو میں دریائے فرات کے کنارے آباد تھا تاخت کی۔ تفساح والے لڑائی کو تیار نہ تھے غنیم کی صورت دیکھتے ہی بدحواس ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل نے ساتھی حملہ آوروں کی طرح انکو اس بے رحمی اور بہیمیت سے لوٹا مارا کہ شہنشاہ اشوریا انتقام لینے کو آمادہ ہو گیا۔

ان دنوں جبکہ بنی اسرائیل نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے اتنی بڑی زبردست سلطنت کو خود ہی چھیڑ کر اپنا دشمن بنایا ہے۔ ان کی قومی حالت نہایت ہی خراب تھی۔ باہمی نا اتفاقیوں نے یہ کیفیت پیدا کر رکھی تھی کہ شمالی و جنوبی سلطنتوں میں آئے دن لڑائی رہتی۔ اور شام کی ان چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے جھگڑوں میں اشوریا اور مصر کی عظیم الشان سلطنتیں جو دنیا میں سب سے زبردست تصور کی جاتی تھیں اپنے پولیٹیکل اغراض کے مطابق حصہ لیتیں۔ اسیریا والوں کو چونکہ خاص شمالی سلطنت سے دشمنی تھی لہذا ان کی اکثر یہ پالیسی رہتی کہ جنوبی سلطنت بنی اسرائیل یعنی بیت المقدس والوں کی طرفداری کرتے اور

مصر والے کبھی ادھر ہوتے اور کبھی ادھر ہوتے۔

اتفاقاً شہر تفساح پر حملہ کرنے کے بعد ہی یہ واقعہ پیش آیا کہ دمشق کے بادشاہ رصین اور شومرون کے بادشاہ پیکاہ نے باہم مل کے ارض یہود یعنی جنوب کی اسرائیلی سلطنت پر حملہ کیا۔ جہان ان دنون آحاز نام ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ آحاز نے جب اپنے مین لڑنے اور مقابلہ کرنے کی قوت نہ دیکھی تو اشوریا والون کا دامن پکڑا اور اپنے آپ کو شاہ نینوا کی ظل حمایت مین دیدیا۔

انھین دونون کا حملہ بیت مقدس پر

اشوریا کا بادشاہ تگلاتھ پلیسر موقع پاتے ہی اپنی فوجین لے کے چل کھڑا ہوا اور شمالی دولت یہود مین قتل و غارت شروع کر دی۔ ان کے بڑے بڑے شہر تباہ کر دیے۔ اور آخر سنہ ۷۳۱ قبل ولادت مسیحی مین خاص شہر شومرون کا محاصرہ کر لیا۔ شومرون کے پھاٹک بھی زبردستی کھول لیے۔ وہان کے بادشاہ پیکاہ کا سر کاٹ کے اس کی جگہ ہوشیع نام ایک دوسرے اسرائیلی شخص کو بادشاہ مقرر کیا۔ اور اپنے ملک کو واپس گیا اور بہت سے بنی اسرائیل کو بھی گرفتار کر کے اور لونڈی غلام بنا کے اپنے ساتھ لیتا گیا۔ اشوریا والون کی یہ تاخت اگرچہ وادی یردن کے مشرق جانب صرف پہاڑی علاقہ اور شومرون تک محدود تھی۔ مگر اس سے یہودیون کو بہت سخت نقصان پہونچا۔ نینوا کے سپاہیون نے تفساح والون کا بدلہ اس سختی سے لیا کہ جس حصۂ ملک تک اُن کا قدم آیا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ اور وہان کی زیادہ رعایا اسیر ہو کے فتحیابون کی مملوک بن گئی۔ الغرض اس خدا ترس قوم کی پہلی اسیری اسی وقت سے شروع ہوئی اور اسی لیے یہ بنی اسرائیل کی پہلی گرفتاری سمجھی جاتی ہے۔ اور کہنا چاہیے کہ ایک

اشوریا کا حملہ شمال کی اسرائیلی سلطنت شومرون پر

بنی اسرائیل کی پہلی اسیری

زمانے سے ارض یہود اپریت پرستون کے حملے شروع ہوئے۔

ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کو اس حملہ نے صرف صدمہ ہی نہین پہونچایا۔ بلکہ آئندہ کے لیے بھی بہت کچھ ڈرا دیا تھا۔ اب انھین اس کے سوا کسی بات مین مصرت نظر آیا کہ مشرق و مغرب کی دو زبردست قوتون مین سے ایک کو اپنا حامی و مددگار بنائین۔ مشرق کی جانب اسیریا یعنی نینوا والے تھے۔ مگر ان سے

اہل شومرون قبطیون کی حمایت مین

بگاڑ ہو چکا تھا۔ اور انھین کے دست ستم کی شکایت تھی لہذا وہ مجبور تھے کہ فراعنہ مصر کی مغربی شہنشاہی کے دامن مین پناہ ڈھونڈھین جن کی عظمت و قوت کے وہ ہمیشہ سے معترف تھے۔ جن سے اکثر قرابتین بھی ہو چکی تھین۔ اور بعض موقعون پر اُن سے مدد بھی ملی تھی۔ الغرض بنی اسرائیل کے نئے بادشاہ ہوشع نے باوجودیکہ اسیریا کا مامور کردہ اور باج گزار تھا۔ مصر کے قبطی دربار مین فریاد کی۔ اور سوؔ فرعون مصر کے دامن مین چھپتا چاہا۔ یہ درخواست منظور رہوئی۔ اور مصر والون نے قابل اطمینان تعلقات قائم کیے شومرون کا خراج دس ہی دفعہ ادا ہونے پایا تھا کہ تگلاہ پلیسر مر گیا اور اس کے مرنے کی خبر سنتے ہی ہوشع کو تعلقات اطاعت کے قطع کرنے کا موقع مل گیا۔ اس نے خراج موقوف کر دیا۔ اور سارے شومرون مین اسیریا والون کے خلاف ایک جوش پیدا کر کے بغاوت کی آگ بھڑکا دی جب یہ خبر نینوا مین پہونچی تو ہر شخص مین سخت برہمی پیدا ہوئی۔ اور تگلاہ پلیسر کا وارث

ان پر شلما نصر کا حملہ

شلما نصر رابع ایک بڑی فوج لے کے چل کھڑا ہوا۔ اب کی مرتبہ اہل اسیریا کا ارادہ تھا کہ بنی اسرائیل کی شمالی سلطنت کا بالکل خاتمہ کر دین۔ اور یہی ہوا۔ مصر والے بیٹھے تماشا ہی دیکھتے رہے۔ اور شلما نصر نے اسرائیل کو شکستون پر شکستین دیتا اور ساری رعایا کو قتل و غارت کر کے لونڈی غلام بناتا ہوا

شومرون پر آ پہونچا۔ حضرت یعقوب کی اولاد نے بہت کچھ حرکت مذبوحی کی۔ اور اپنی قوت سے زیادہ روکا مگر اس کو کیا کرتے کہ خود ضعیف تھے۔ دشمن زبردست تھا

بنی اسرائیل کی دوسری اسیری اور شمالی اسرائیلی سلطنت شومرون کا خاتمہ

اور قسمت برسر خلاف تھی تاہم انھون نے اتنے دنون تک روکا کہ شلما نصر رابع اسی محاصرہ مین مر گیا۔ اور اس کے بیٹے سرگون نے سنہ ۱۲۹۰ قبل محمد ہی مین چار[illegible] یورش کرکے شومرون کی پھاٹک کھول لیے۔ اور غارتگرون نے شہر مین گھس کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ سرگون نے شہر کو بالکل مسمار کر دیا۔ تمام شریف اور خوش حال اسرائیلی مع زن و فرزند گرفتار کر لیے۔ اور شومرون کے کھنڈرون مین خاص اسیریا کے چند بت پرستون کو آباد کرکے نینوا کی راہ لی۔ یہ بنی اسرائیل کی دوسری گرفتاری تھی یہی زمانہ ہے جبکہ یہود کی شمالی سلطنت جو بنی اسرائیل کے دس سبطون کے

بنی اسرائیل کی دس سبطون کا مفقود و معدوم ہو جانا

ہاتھ مین تھی فنا ہوگئی۔ اہل اسیریا نے وہان کے سب یہودیون کو لے جا کے آرمینیہ اور دیگر دور و دراز مقامات مین آباد کر دیا۔ ان دونون مذکورہ حملون مین جو بنی اسرائیل گرفتار ہوئے تھے۔ لیسی قید و غلامی مین مبتلا ہوئے اور دیگر مشرقی و شمالی اقوام مین اس قدر مل جل گئے کہ کہنا چاہیئے وہ یہودیون کی قوم ہی سے نکل گئے۔ اگرچہ بت پرستی نے اُن کے دلون مین پہلے ہی سے جگہ پکڑ لی تھی۔ مگر پھر بھی کسی حد تک خدا شناس تھے۔ اب اس جلاوطنی نے ان مین نہ وہ خدا شناسی ہی باقی رکھی اور نہ وہ قومیت۔ بنی اسرائیل کے صدہا معزز و ممتاز خاندان اس آفت مین مبتلا ہوگئے اور ایسے گئے کہ پھر پتہ نہ لگا۔ انھین کا پتہ کوئی افغانیون کے

عہ عربی مورخین کی اختلاف پر تو یورپ والے بہت ہنستے ہین مگر نہین معلوم اس اختلاف کو دیکھ کے کیا کہین گے کہ جس شلما نصر نے شومرون کا خاتمہ کیا اس کو مسٹر گیج اپنی تاریخ فلسطین مین ثانی لکھتے ہین اور انسائکلوپیڈیا برٹانکا کا مصنف رابع لکھتا ہے۔

خط و خال سے لگتا ہے۔ اور کوئی بلوچون کی عادت و رسوم سے۔ بے شک اُن کی نسل آج بھی دنیا مین ہوگی۔ مگر نہ اُسے خبر ہے کہ باپ دادا بنی اسرائیل تھے۔ اور نہ موجودہ بنی اسرائیل جانتے ہین کہ وہ اُن کے بنی عم ہین۔

باب ششم

بیت المقدس کی تباہی اور یہود کی آخری اسیری

بیت المقدس کی اندیشہ ناک حالت۔ اُس پر سنحاریب کا حملہ۔ اشوریا والون کی تائید الٰہی۔ بعینہ جیسے بیت اللہ کعبہ ابرہہ کے ہاتھ سے بچایا گیا۔ بت پرست قومون پر تائید الٰہی کا اثر۔ بنی اسرائیل اس تائید کے مستحق نہ تھے۔ پولٹیکل حالت بیت المقدس باج گذار مصر۔ بخت نصر فرمان روائے بابل۔ اس کا پہلا حملہ۔ اُس کا دوسرا قہار حملہ مصر والون کی ناکام کمک۔ بیت المقدس کا عبرت ناک محاصرہ۔ اُس پر دھاوا اور قتل عام۔ مسجد اقصیٰ یعنی ہیکل سلیمانی کا انہدام۔ دونون اسرائیلی سلطنتون کے فرمان رواؤن کی فہرست۔ بنی اسرائیل کی آخری اسیری۔ اُن کی مصر کی اور بابل کی غلامی کا فرق۔ مدت اسیری۔

بیت المقدس کی اندیشہ ناک حالت اب صرف یہودیون کی جنوبی سلطنت باقی رہ گئی تھی جس کا مستقر شہر بیت المقدس تھا اور جس مین یہود کے فقط دو سبط یعنے حضرت یعقوب کے دو بیٹون یہودا و بنیامین کی نسل آباد تھی۔ اگرچہ انھین لوگون کے تعلقات نے شومرون کی سلطنت کو تباہ کیا تھا۔ مگر انجام مین جب انھین اپنی پولٹیکل کمزوری نظر آئی تو پریشان ہوئے اور اپنے کئے پر پچھتائے۔ لیکن اب معاملہ اختیار سے باہر تھا اس لیے کہ اشیریا اور مصر کی سرحد بالکل قریب ہو گئی تھی۔

اور اُن کا شہر یروشلیم اپنی خوبی و مضبوطی کی وجہ سے دونون کو زیادہ کھٹکتا تھا۔

آخر اس اسرائیلی سلطنت مین بھی نحوست و ادبار کے آثار نظر آنے لگے۔

اسیریہ سنحاریب کا حملہ

اور نینوا کے لٹیرون کا سیلاب عظیم اُن کی طرف چلا۔ سنحاریب بادشاہ اشوریا بے حد و شمار فوجین لے کے روانہ ہوا۔ اس عالمگیر فوج کشی مین اسیریا والے صرف بنی اسرائیل ہی کے تباہ کرنے کو نہین چلے تھے۔ بلکہ اُن کا ارادہ تھا کہ درمیان کا میدان صاف کرتے ہوئے جا کے سلطنت مصر پر حملہ کرین اور فراعنہ کی قدیم شان و شوکت کو خاک مین ملا دین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس غرض کے پورے ہونے کے لیے اسرائیلی سلطنت کا تباہ ہونا لازمی تھا۔ خلاصہ یہ کہ سنحاریب کی فوجون کا طوفان ارض یہودا کے حدود مین داخل ہوا۔

یہودیون کی یہ حالت دنیا کو عبرت کا بہت ہی موثر سبق دیتی ہی کہ نینوا کی

اشوریا والون کی ہولناک آمد

ظالم صفت قوم ایک ٹڈی دل کی طرح بڑھتی چلی آتی ہے اور جن جن مقامات سے گزرتی ہے وہ فنا ہوتے جاتے ہین۔ اس عہد کا بادشاہ بنی اسرائیل صدقیا حیران و پریشان اور حواس باختہ ہی۔ حضرت حزقیا و اشعیا جو اس عہد کے خداشناس پیغمبر ہین دل ہی دل مین سہمے ہوئے ہین۔ کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اور خانہ خدا پر کیا گزرتی ہی۔ خبرون پر خبرین چلی آتی ہین کہ فلان مقام کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ فلان شہر مین بت پرستون نے آگ لگا دی۔ وہ موضع دشمنون کے قبضہ مین آگیا۔ اس شہر کے لوگ بلا استثنا و امتیاز قتل کر ڈالے گئے۔ اُس جگہ کے لوگ سب زن و مرد لونڈی غلام بن گئے۔ یہان کوئی انسان نہین باقی رہا۔ اور یہان کے مویشیون تک کو دشمن نے مار ڈالا۔ لوگ اطراف و جوانب سے بھاگ بھاگ کے بیت المقدس مین آتے ہین۔ اور حواس باختہ رعایا کو اور بدحواس کرتے ہین

۵۶۔ ابن اثیر۔

خاص بیت المقدس والون کے دلون پر خوف طاری ہے۔ اور کوئی تدبیر نہین بن پڑتی۔ حقیقت یہ ہے اس حالت کا سین توراۃ نے نہایت ہی عمدگی سے دکھایا ہے۔ آخر خبر آئی کہ سنحاریب نے شہر لقیس کا محاصرہ کر لیا۔ جو ان دنون نہایت ہی مضبوط شہر تصور کیا جاتا تھا۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد لقیس کی تباہی و بربادی کی خبر کے ساتھ سنحاریب کی سفارت بھی آگئی کہ کیا ارادہ ہے؟ لڑتے ہو یا اطاعت قبول کر دگے؟" یروشلیم والون پر یہ بہت ہی نازک وقت تھا۔ کسی کو کچھ جواب دیتے نہ بن پڑتی تھی۔ حزقیا و اشعیا نے بہت ہی متوکلانہ اور بے نفسی کی شان دکھائی۔ اپنی طرف سے نہ تو اطاعت ہی کا اظہار کیا۔ اور نہ مخالفت پر آمادگی ظاہر کی۔ بلکہ سارا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا۔

اب یروشلیم والے منتظر تھے کہ اہل اشوریا آتے ہون گے۔ اور چند ساعت مین گرفتاری و قتل کا بازار گرم ہو گا۔ مرد ایک سناٹے مین مایوس بیٹھے ہین بچے سہمے ہوے ہین۔ اور عورتین رو رو کے درگاہ الٰہی مین دعا کر رہی ہین۔ آخر ان مظلومون کی

تائید الٰہی دعا خدا نے سن لی۔ اور اللہ جل شانہ کا جلال اپنے مقدس معبد کے بچانے کی طرف متوجہ ہوا۔ سنحاریب کی فوج مین ناگہان ایک وبا پیدا ہوئی۔ اور اس تیزی سے بڑھی اور پھیلی کہ آناً فاناً مین اشوریا والون کے دو لاکھ آدمی مر گئے سنحاریب گھبرا کے بھاگا۔ اور اس کے سپاہیون کو اپنی جان کے ایسے لالے پڑ گئے کہ انتہائی بدحواسی کے ساتھ گرتے پڑتے نینوا کی طرف بھاگے۔

بعینہ جیسے بیت اللہ کعبہ ابرہہ کے ہاتھ سے بچایا گیا بالکل اسی طرح خدا نے ابرہہ کے ہاتھ سے اپنے عرب کے اور سب سے قدیم معبد خانۂ کعبہ کو بچایا تھا۔ اور اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد بزرگوار عبد المطلب نے بھی ویسا ہی استقلال اور ویسی ہی للّٰہیت ظاہر ہوئی تھی جیسی کہ یہان اس موقع پر حزقیا و اشعیا سے ظاہر

ہوئی۔ دونون جگہ نتیجہ بھی یکسان ظاہر ہوا۔ بیت المقدس سے قہر آلٰہی نے سنخاریب کو بھگایا۔ اور خانۂ کعبہ سے ابرہہ کو۔

بت پرست قومون پر اس تائید آلٰہی کا اثر

اس تائید غیبی نے آس پاس کی قومون پر بڑا اثر کیا۔ ان کے فرمان روا ہدایا اور چڑھاوے کی چیزین لے کے حضرت حزقیاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اجازت چاہی کہ ان کو مقدس معبد آلٰہی مین چڑھائین۔ اور بنی اسرائیل کے خدا کو خوش کرین۔ تاکہ اس سے کبھی اُن کو بھی مدد مل جائے۔

بنی اسرائیل اس تائید کے مستحق نہ تھے

لیکن سچ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے اخلاق و عادات مین اب ایسی ایسی خرابیان پیدا ہو گئی تھین کہ وہ اس تائید غیبی کے مستحق ہی نہ تھے۔ اس بلائے عظیم سے نجات پاتے ہی وہ پھر گمراہیون مین مبتلا ہو گئے۔ انبیا کے پیدا ہونے کا سلسلہ ہی موقوف ہونے لگا۔ اس لیے کہ اُن کی نافرمانیون نے نبوت کو بیکار سا کر رکھا تھا۔ بت پرستی کا جوش رہ رہ کے پیدا ہوتا۔ اور خدا پرستی و توحید ساعت بہ ساعت فنا ہوتی جاتی۔

پولٹیکل حالت

دوسری طرف ملک کی پولٹیکل حالت اور زیادہ نازک ہو رہی تھی۔ نینوا کے ساتھ مشرق مین اب ایک نئی قوت بابل والون کی بھی بڑھ رہی تھی۔ فراعنہ کے اور اُن کے تعلقات پیشتر سے بھی زیادہ نازک تھے۔ اور یروشلم کی حالت ساعت ساعت

ع۵ سنخاریب کے ظلم سے خدا نے جس طرح بیت المقدس کو بچایا اس کا قصہ عرب مورخون نے بھی اور وہی لکھا ہے جو شاید یہودیون کی مذہبی تاریخون سے لیا گیا ہو۔ اُن کا بیان ہے کہ خداوند جل وعلا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے ایک ایسی ہیبتناک اور سینہ شگاف چیخ ماری کہ سب لوگ مر گئے۔ سوا چھ آدمیون کے جن مین ایک خود سنخاریب اور پانچ اس کے منشی تھے کوئی نہ بچا۔ یہ لوگ اپنی جان لے کے بھاگے۔ مگر بنی اسرائیل نے گرفتار کر لیا اور یروشلم مین لائے ان کے ساتھ ہیکل سلیمانی کے گرد طواف کیا۔ اور چند روز بعد خدا کے حکم سے ان کو چھوڑ دیا۔ دیکھو ابن اثیر مگر ابن خلدون نے وہی لکھا ہے۔ جو حال کے مورخین کہہ رہے ہین کہ سنخاریب کی فوج مین طاعون پھیلا اور وہ خوف کھا کے بھاگ گیا۔

یہ ساعت زیادہ خطرناک ہوتی جاتی تھی۔ بنی اسرائیل نے اپنی سلامتی اسی مین سمجھی تھی۔ کہ دونون کے اختلاف سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرین کبھی مصر والون کا ساتھ دے کے اشوریا والون سے لڑتے۔ کبھی اشوریا والون کی جانب داری مین فراعنہ کی فوجون سے مقابلہ کرتے۔ اور دونون صورتون مین

بیت المقدس باج گزار مصر

در صل انھین کے ملک کو نقصان اٹھانا پڑتا۔ اس لیے کہ دونون کی سرحد پہ تھے۔ آخر یہ نوبت پہونچی کہ فرعون مصر نے حملہ کر کے اسرائیلی بادشاہ بیت المقدس کو معزول کر دیا۔ اور اس کے ایک عزیز یہویاقیم کو اپنی طرف سے وہان کا بادشاہ مقرر کیا۔ اور اس کے ذمہ خراج بھی واجب الادا کیا۔ یہویاقیم کے بعد جب اس کا بیٹا یہویاحین تخت پر بیٹھا تو یہ حالت تھی کہ ایک طرف تو اشوریا والے اپنا سخت دباؤ ڈالتے تھے۔ اور دوسری طرف مصر والے دھمکیان دے رہے تھے[ع۵]۔

بہر حال شومرون کی تباہی کے بعد ارض یہودا کی کمزور اور زوال پذیر سلطنت کو اس کشمکش مین اتنا زمانہ گزرا کہ سات اور اسرائیلی بادشاہون نے حضرت سلیمان کے تخت پہ بیٹھنے کی عزت حاصل کر لی۔ ان سات تخت نشینون کے عہد مین دنیا نے یہ رنگ بدلا کہ اشوریا والون کی قوت دب گئی۔ اور اہل کلدانیہ یعنی شہر بابل کے فرمان روا اتنے بڑھے کہ وادی نیل تک ان کی حکومت پھیل گئی مگر یہ غنیمت تھا کہ ابتدائی حملون مین ان کی فوجین اوپر ہی اوپر نکل جاتے والی آندھیون کی طرح ارض یہودا کو بچا کے گزر گئین یعنی بنی اسرائیل کو کسی قسم کا نقصان نہین پہونچا۔

تخت نصر فرمان روائے بابل

آخر کلدانیون مین بخت نصر کا اقبال چمکا۔ اس نے اشوریا والون کے ساتھ نینوا کو بھی تباہ کر کے شہر بابل کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ جو

ع۵ ابن اثیر۔

دریائے فرات و دجلہ کے ملنے کے موقع پر آباد تھا۔ اب سلطنت اشوریا کی قائم مقام یہی سلطنت تھی۔ اور یہی لوگ تھے جو آخری شاہان ارض یہودا یویاقیم و یویاچین کو دبا رہے تھے۔

بخت نصر نے حکمران ہوتے ہی ملک شام سے مصر والون کا اثر بالکل مٹا دیا اور دیگر شامی اقوام کی طرح ارض یہودا والون یعنی بیت المقدس کے تاجدارون کو بھی اپنا خراج گزار بنانا چاہا تین ہی سال اس حالت کو گزرنے پائے تھے۔ کہ بنی اسرائیل بابل والون سے اطاعت کا زبانی وعدہ کرتے مگر دربار مصر کے خوف سے خراج ادا کرنے کی جرأت نہ کر سکتے تھے کہ ناگہان یہ ہسم و غضب آلود

اس کا پہلا حملہ

تاجدار بابل سنہ۱۲۴ ق محمد (سنہ [illegible] قبل مسیح) یہین اپنی فوجین لیے ہوئے آپہونچا۔ اور آتے ہی بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ بنی اسرائیل کا بادشاہ یویاچین تاب مقاومت نہ لاسکا حاضر ہو کے اظہار اطاعت کیا۔ اور شہر کے پھاٹک کھول دیئے۔

بخت نصر نے بیت المقدس کا تمام سونے چاندی کا اسباب لوٹ لیا۔ قدیم بادشاہ کے ساتھ دس ہزار شریف و وضیع اسرائیلی گرفتار کرکے اپنے ساتھ لیے اور نقوبنیا نام ایک نئے اسرائیلی شخص کو جو یویاچین کا چچا زاد بھائی تھا اور صدقیا کے لقب سے مشہور تھا بادشاہ مقرر کرکے واپس گیا۔

ع۵ ابن اثیر - عہ۵ انسائکلوپیڈیا برٹانکا۔

س۵۔ بخت نصر کی نسبت انگریزی مورخون کی تحقیق سے تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ وہ ایک مستقل بادشاہ تھا اور یہی بیان ابن خلدون کا ہو۔ مگر قدیم عربی مورخون کا بیان ہے کہ وہ کوئی مستقل فرمان روا نہ تھا بلکہ شاہنشاہ ایران بہمن بن گشتاسپ بن لہراسپ کی طرف سے بابل و اشوریا کا عامل یا گورنر تھا۔ بہمن نے اپنے ایلچی بنی اسرائیل کے پاس بھیجے تھے جن کو انھون نے بے حمیتی سے قتل کر ڈالا۔ اسی پر برہم ہو کے بہمن نے بخت نصر کو اپنے مغربی علاقون کا گورنر مقرر کرکے حکم دیا کہ یروشلیم کو مسمار کر ڈالے۔

اسرائیلی اگر عبرت حاصل کرنا چاہتے تو یہی واقعہ کافی تھا۔ مگر بنی اسرائیل کی قسمت میں پوری تباہی تھی۔ وہ کسی طرح متنبہ نہ ہوئے۔ چار ہی سال میں انھیں پھر دعوی آزادی پیدا ہوگیا۔ فرعون مصر نے از سر نو مدد و اعانت کا وعدہ کیا۔ اور صدقیا (اُس کا دوسرا قتار حد) نے علانیہ بخت نصر کی مخالفت شروع کر دی۔ بنی اسرائیل کی طرف سے بغاوت کا ظاہر ہونا تھا کہ بخت نصر کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی انتہا سے زیادہ برہم ہوا اور بڑے غیظ و غضب کے ساتھ فوجیں لے کے پھر روانہ ہوا۔

جس مصیبت کا انتظار سنخاریب کے زمانہ میں حزقیا اور اشعیا کر رہے تھے اب اس کے انتظار کرنے والے ارمیا اور دانیال تھے۔ اسی قدیم عہد کی طرح اب بھی برابر خبریں آ رہی تھیں کہ بخت نصر کی فوجیں فلاں مقام تک پہونچیں۔ فلاں شہر کو کلدانیوں نے تباہ کر ڈالا۔ حضرت ارمیا جو عام تباہی اور خانۂ خدا کی بے حرمتی کی پیشین گوئی کر چکے تھے آفت کو سر پر دیکھ کے ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ شہر یروشلیم کو چھوڑ کے صحرا میں چلے گئے۔ اور ایک مجنونانہ وضع سے انھوں نے دشت و بیابان میں پھرنا اور وحشی جانوروں میں رہنا شروع کر دیا۔ آپ کے جانے کے بعد ہی سنہ ۵۸۸ ق م (سنہ ۵۸۸ قبل مسیح) میں بخت نصر نے آکے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا دہشت زدہ اہل شہر نے پھاٹک بند کر لیے۔ گویا باہر کی آمد و رفت مطلقاً موقوف ہو گئی بنی اسرائیل میں نہ لڑنے کی طاقت تھی اور نہ اہل بابل سے مقابلہ کا حوصلہ کر سکتے تھے۔ لیکن یہ بھی نہ ہو سکا کہ شہر کے دروازے کھول کے مصیبت کو خود ہی اپنے سر پر بلا لیں۔

یقیناً بہت لوگ منتظر ہوں گے کہ پہلے کی طرح اب بھی کسی قسم کی تائید غیبی ضرور ہو گی۔ مگر اب بنی اسرائیل اس کے مستحق نہ تھے۔ حضرت ارمیا سمجھا سمجھا کے پوری طرح اتمام حجت کر چکے تھے۔ اور جب قوم نے نہ مانا تو انھوں نے عاجز آ کے تحوست

مصر والوں کی ناکام کمک

وادبار کی پیشین گوئی نہایت ہی زور و شور کے ساتھ کر دی لیکن جب بنی اسرائیل کو فرعون مصر کی فوجین مغرب کی طرف سے کمک پہ آتی نظر آئین تو ذرا ڈھارس بندھی اس لیے کہ انھین لوگون کے بھروسے پر انھون نے بخت نصر سے وعدہ خلافی اور بدعہدی کی تھی۔ مصری فوج نے آکے پہلے تو کلدانیون کو یہان تک دبایا کہ وہ بیت المقدس کا محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل بہت خوش تھے۔ کہ ظالم حملہ آورون اور وحشی لٹیرون کو اپنی سرکشی و دست برد کی سزا ملا چاہتی ہی۔ مگر جب دیکھا کہ بابل کے پرجوش سپاہیون نے فرعون کی فوج کو شکست دیدی اور مصری بدحواس بھاگے تو گھبرائے۔ اور جب بخت نصر نے پھر محاصرہ کر لیا اُنکی حسرت و یاس کی کوئی انتہا نہ تھی۔

بیت المقدس کا عبرتناک محاصرہ

یہ اٹھارہ مہینہ کا محاصرہ بھی دنیا کی تاریخ مین یادگار رہے۔ اور ہمیشہ کے لیے عبرت و یادگار رہے گا۔ شہر مین قحط پڑ گیا۔ یہ معمولی باتین تھین کہ بچے بھون بھون کے کھائے گئے۔ اور انسانی ذلت و تباہی کی ایسی ایسی صورتین نظر آئین جن کا اظہار غیر ممکن ہے۔ اس محاصرے نے بنی اسرائیل کو ایسے بعید از قیاس اور ازخود رفتگی کے کامون پر مجبور کیا جن مین شاید کبھی کوئی قوم نہ مبتلا ہوئی ہو گی۔

اس پر دھاوا اور قتل عام

آخر شہر کے پھاٹک توڑ ڈالے گئے۔ اور بنی اسرائیل کے بچون اور عورتون تک کے معصومانہ خون سے خاص خانۂ خدا کی زمین رنگی گئی۔ بخت نصر کی نسبت خود بعض سرداران بنی اسرائیل کا بیان ہو کہ وہ بالطبع ظالم نہ تھا

مسجد اقصیٰ یعنی ہیکل سلیمانی کا انہدام

مگر اس مرتبہ کچھ ایسا برہم ہو کے آیا تھا کہ پوری قوم بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند گرفتار کر لیا۔ خانۂ خدا کی تمام چیزین لوٹ لین حضرت

سے انسائکلوپیڈیا۔ [illegible]

سلیمان کی بنائی ہوئی مقدس عمارت کو کھود کے زمین کے برابر کر دیا۔ سارا شہر منہدم کر ڈالا۔ گرد کی فصیل گرا دی۔ ہر جگہ آگ لگا دی۔ ہر چیز جلا کے خاک سیاہ کر ڈالی۔ اور اس ظلم و ستم کی یادگار مین جو منہدم اور جلے جھلسے کھنڈر اور خاک کے ڈھیر باقی رہ گئے تھے ان پر رونے کے لئے محض ان چند لوگون کو چھوڑ دیا جو بالکل ادنی اور ذلیل قسم کے تھے۔

رحبعم کے عہد سے بیت المقدس کے منہدم ہونے تک ۳۹۲ سال کا زمانہ گزرا اس مدت مین بنی اسرائیل کی شمالی وجنوبی دونون سلطنتون مین جو لوگ تخت نشین ہوئے۔ اُن کے نام اور ان کے زمانے کا حال مندرجہ ذیل نقشہ سے بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

دونوں اسرائیلی سلطنتوں کے فرمانرواؤں کی فہرست

شاہان ارض یہودا (سلطنت جنوبی)		سنین جلوس		شاہان شومرون (سلطنت شمالی)	
اسمائے ملوک	مدت سلطنت	قبل محمدؐ	قبل مسیح	اسمائے ملوک	مدت سلطنت
رحبعام	۱۷ سال	سنہ ۱۵۴۹	سنہ ۹۷۹	یربعام	۲۲ سال
ابیاہ	۳ سال	سنہ ۱۵۳۲	سنہ ۹۶۲		
آسا	۴۱ سال	سنہ ۱۵۲۹	سنہ ۹۵۹		
		سنہ ۱۵۲۷	سنہ ۹۵۷	نداب	۲ سال
		سنہ ۱۵۲۵	سنہ ۹۵۵	بعشا	۲۳ سال
		سنہ ۱۵۰۲	سنہ ۹۳۲	ایلہ	۲ سال
		سنہ ۱۵۰۰	سنہ ۹۳۰	زمری عمری	۱۱ سال
		سنہ ۱۴۸۹	سنہ ۹۱۹	اخاب	۲۲ سال
یہوسافات	۲۵ سال	سنہ ۱۴۸۸	سنہ ۹۱۸		
		سنہ ۱۴۶۷	سنہ ۸۹۷	اخازیہ	۲ سال
		سنہ ۱۴۶۵	سنہ ۸۹۵	یہورام	۱۲ سال
یہورام	۸ سال	سنہ ۱۴۶۳	سنہ ۸۹۳		
اخازیہ	۱ سال	سنہ ۱۴۵۵	سنہ ۸۸۵		
اثالیہ	۶ سال	سنہ ۱۴۵۴	سنہ ۸۸۴	یاہو	۲۸ سال
یہواش	۴۰ سال	سنہ ۱۴۴۸	سنہ ۸۷۸		
		سنہ ۱۴۲۵	سنہ ۸۵۵	یہواخاز	۱۴ سال
		سنہ ۱۴۱۱	سنہ ۸۴۱	یہواشس	۱۶ سال
امازیہ	۲۹ سال	سنہ ۱۴۰۸	سنہ ۸۳۸		
		سنہ ۱۳۹۵	سنہ ۸۲۵	یربعام ثانی	۴۲ سال
عزریہ یا عزاریہ	۵۲ سال	سنہ ۱۳۷۹	سنہ ۸۰۹		

شاہان ارض یہوداہ (سلطنت جنوبی)		سنین جلوس		شاہان شومرون (سلطنت شمالی)	
اسماے ملوک	مدت سلطنت	قبل محمد	قبل مسیح	اسمائے ملوک	مدت سلطنت
		۱۳۵۱	۷۸۱	انتر غنوم	۱۱ سال
		۱۳۴۰	۷۷۰	زکریا و شالوم	۱ سال
		۱۳۳۹	۷۶۹	مناحیم	۱۰ سال
		۱۳۲۹	۷۵۹	پکاہیہ	۲ سال
		۱۳۲۸	۷۵۸	پکاہ	۲۰ سال
یوتام		۱۳۲۷	۷۵۷		
احاز	۱۶ سال	۱۳۱۱	۷۴۱		
		۱۳۰۷	۷۳۷	انتر غنوم ثانی	۹ سال
		۱۲۹۸	۷۲۸	ہوشع	۹ سال
خزقیاہ	۲۹ سال	۱۲۹۶	۷۲۶		
		۱۲۸۹	۷۱۹	زوال شومرون	
منساہ	۵۵ سال	۱۲۶۷	۶۹۷		
آمون	۲ سال	۱۲۱۲	۶۴۲		
یوشع	۳۱ سال	۱۲۱۰	۶۴۰		
یہواحاز	۳ ماہ	۱۱۷۹	۶۰۹		
یویاقیم	۱۱ سال	۱۱۷۹	۶۰۹		
یویاکین	۳ ماہ	۱۱۶۸	۵۹۸		
صدقیا	۱۱ سال	۱۱۶۸	۵۹۸		
تباہی یروشلیم و اسیری بابل		۱۱۵۷	۵۸۷		

بنی اسرائیل کی آخری اسیری

الغرض اس تاریخی فتنہ عظیم کے خاتمہ پر ساری قوم بنی اسرائیل گرفتار ہو کے بابل کو روانہ ہوئی۔ بخت نصر یہودیوں کے بادشاہ صدقیا کو بھی اپنے ساتھ پکڑ لے گیا۔ اور بابل میں پہونچنے کے بعد اس کے بیٹے اس کی آنکھوں کے سامنے طرح طرح کے عذابوں سے قتل کئے گئے۔ اور یہ جگر پاش منظر دکھانے کے ساتھ ہی اُس کی آنکھیں پھوڑ ڈالی گئیں تاکہ پھر کوئی خوشی کی چیز نہ دیکھ سکے۔ انھیں اسیر شدہ غلاموں میں حضرت دانیال بھی تھے جنھوں نے بابل میں پہونچ کے ترقی کی۔ اور آخر واصل بہ حق ہو کے علاقہ خوزستان کے شہر سوس میں دفن ہوئے۔ بنی اسرائیل کی یہ آخری گرفتاری تھی اور بالکل اُسی شان کی جس طرح کہ جناب موسیٰ سے پہلے ساری قوم فراعنہ مصر کے ہاتھ میں گرفتار تھی۔

ان کی مصر کی غلامی اور بابل کی غلامی کا فرق

لیکن نہیں فرق تھا۔ مصر میں بنی اسرائیل زیادہ ذلیل کئے جاتے تھے۔ اُن کو غلاموں سے زیادہ وقعت نہ دی جاتی تھی۔ ان سے سخت سخت محنتیں لی جاتی تھیں۔ مگر یہ گرفتاری بالکل دوسرے طریقہ کی تھی۔ بابل میں بنی اسرائیل فقط لا کے آباد کر دئیے گئے تھے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ صرف جلا وطنی کی سزا تھی۔ اس کے علاوہ اور سب باتوں میں اُن کو آزادی حاصل تھی۔ ان کو اختیار تھا کہ جو چاہیں کریں۔ اور جس طرح چاہیں رہیں وہ وہاں ہر قسم کی ترقیاں کر سکتے تھے جتنی کہ آراضی اور جائدادیں خرید کے رئیسوں کی شان بھی پیدا کر سکتے تھے۔ اور آخر میں تو ان کے بعض انبیا اور عقلا دربار بابل میں معزز خدمات پر مامور کئے گئے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ پولٹیکل مصالح سے اُن کی قومیت مٹانے اور ان کی مجموعی حالت کے توڑ دینے کا پورا سامان

۵۶ گبج ۔ ۵۵ ابن اثیر

البتہ کیا گیا تھا۔ ان کو ہدایت کی گئی کہ مختلف بلاد و اضلاع مین پھیل جائین اور اجازت تھی کہ اپنے وطن کے سوا جس حصہ سلطنت مین چاہین جا کے آباد ہون۔ مگر خود بنی اسرائیل نے اس طرح منتشر ہونے کو نہ پسند کیا۔ شاذ و نادر ہی وہ کسی اور جگہ گئے۔ ورنہ سب کے سب آخر تک شہر بابل ہی مین رہے۔ اور یہین معاش کے ذریعہ پیدا کئے۔ اسی یکجائی کا نتیجہ تھا کہ ان کی قومیت نہین ٹوٹی۔ اُن کے چند لوگ تو البتہ بت پرستون مین مل کے غائب ہوگئے۔ باقی سب کا یہ حال تھا کہ سخت محنت و جفاکشی مین مبتلا رہتے۔ اور اپنی حالت کو یاد کرکے روتے۔ انھین اپنی مذہبی رسمون کے بجا لانے کی بھی ممانعت تھی۔ نہ قربانی کر سکتے نہ روزہ رکھ سکتے یہ سب کچھ تھا اور ان تمام ذلتون کا سامنا تھا۔ مگر ان کے دلون مین اپنے نسب کا فخر بدستور قائم تھا اب بھی وہ اپنے آپ کو اسی طرح خدا کی خاص اور مقبول قوم تصور کرتے اور بیت المقدس مین واپس آنے کے لیے ہمیشہ تیار اور مستعد رہتے۔

مدت اسیری آخر بنی اسرائیل کو اس جلاوطنی و غلامی مین ستر سال گزر گئے نسلین بدل گئین۔ جو لوگ یروشلیم سے اسیر کرکے گئے تھے۔ سب پیوند خاک ہوگئے اور نئی نسل جو ارض بابل مین پیدا ہوئی تھی باپ داداؤن کی کہی سنی باتون اور تمناؤن پر اپنے اصلی وطن اور مرکز کی مشتاق تھی اس مدت مین بنی اسرائیل کی نسل ہی نہین پلٹی بلکہ بابل کی حکومت و سلطنت مین بھی بڑا بھاری انقلاب ہوگیا۔ کلدانیون کا وہ دور دورہ مٹ چکا تھا اور اب شہنشاہ ایران سائرس جسے عوام کیخسرو کہتے ہین اس ملک و دولت کا مالک ہوا[عہ]

عہ موجودہ مورخین یورپ کے نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ نینوا و بابل کی مستقل سلطنتین بلکہ اولوالعزم شہنشاہیان تھین مگر مورخین عرب کو اس سے اختلاف ہے وہ بخت نصر وغیرہ کو تاجداران ایران کا والی سمجھتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ بخت نصر زوال بیت المقدس کے بعد ۴۰ سال زندہ رہکے عذاب الٰہی مین گرفتار ہوا۔ اور مرا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اور لمروج والی بابل مقرر ہوا ۲۳ سال بعد وہ مرا تو اسی کا بیٹا بلتا نصر مقرر کیا گیا۔ جو تیس (۳۰) سال رہا۔ اس کے بعد انقلاب ہوا تاجدار ایران نے اس خاندان کو موقوف کرکے دار یوش کو والی بابل و شام مقرر کیا۔ غالباً یہ وہی داریوش ہے جس کو یونانی ڈیریس کہا کرتے ہین داریوش کے بعد اخشویرش مقرر ہوا جسکے بعد اُسکا بیٹا کیرش چودہ برس بعد مقرر ہوا۔ کیرش ہی وہ شخص ہے جس نے بنی اسرائیل کو ارض یہودا مین واپس جانے کی اجازت دی اور غالباً یہی نام ہے جس کو انگریزی مین سائرس لکھتے ہین اگر یہ صحیح ہو تو جو لوگ سائرس کو کیخسرو خیال کرتے ہین وہ غلطی پر ہین

باب ہفتم

دولت عجم کے ماتحت یہودی اماموں کا زمانہ

سائرس کی پالیسی حضرت دانیال۔ یہود کو وطن آنے کی اجازت۔ بہت سے اسرائیلی وہین رہ گئے۔ عازمان وطن کا پہلا قافلہ۔ انھون نے وطن کی کیا حالت پائی مسجد اقصیٰ کی تعمیر اہل شومرون سے سخت عداوت۔ اسرائیلیون کی یہان کیا حالت ہوئی۔ دوسرا قافلہ اور حضرت عزرا۔ تاجدار عجم کا ساقی نحمیا اور شہر کی تعمیر نحمیا کے ساتھ تیسرا قافلہ۔ ترقی کا جدید دور شہر و معبد کی درستی۔ تجدید شرع موسوی۔ گم شدہ توریت کا پھر ہاتھ آنا۔ مجموعۂ عہد عتیق کی تدوین مسجد اقصیٰ کے سوا دوسری معبد یہود۔ مجموعہ توریت کی تکمیل۔ توحید کا استقلال۔ اور شرک سے ہمیشہ کے لیے باز آجانا۔ موجودہ شریعت یہود۔ یہود کے نئے عیوب حیات بعد الموت۔ فقہی فرقے فریسی وصدوقی۔ انتظار مسیح۔ جلا وطنی کا فائدہ۔ یہود کا دوسرے ملکون مین پھیلنا اب ان کی حکومت کہین نہ تھی۔ ارض یہودا دولت عجم کا ایک صوبہ تھی۔ گر یہان کا والی یہودیون سے منتخب ہوتا۔ حنانی اور حنانیہ امام مالیا شیب امام۔ یہودا امام یہودا اور یوحنا امام۔ خاص حرم کے اندر قتل۔

سائرس کی پالسی مشہور تاجدار ایران سائرس کی پالیسی جلا وطن یہودیون کی متعلق بدل گئی اس کی غالباً وجہ یہ تھی کہ اسرائیلیون نے بخت نصر کے مذہب اور وہان کی معاشرت کو کسی طرح نہین اختیار کیا حضرت دانیال جو اسیر ہو کے بیت المقدس سے آئے

حضرت دانیال تھے پیغمبر تھے اور قوم یہود کے صاحب فراست مقتداؤن مین تھے۔ انھون نے نہ بخت نصر کی سنہری مورت پوجی۔ اور نہ اس کے جانشین بعل شصر کے آگے سجدہ کیا۔ جس کی سزا مین ایک بار درندون کے کٹھرے مین ڈالے گئے۔

اور دوسری بار بھی موت ہی کی سزا دی گئی۔ مگر دونوں بادمعجزنما طریقوں سے زندہ بچے
اتفاقاً بعل شذر کے قصر کی دیوار پر چند ایسے الفاظ لکھے نظر آئے جن کے کوئی کچھ
معنی نہ بیان کرسکا۔ مگر حضرت دانیال نے ان کے ویسے ہی معنی بیان کردیے جیسی
کہ حضرت یوسف نے فرعون کے خواب کی تعبیر کہی تھی۔ اس غیر مفہوم عبارت کا
مطلب حضرت دانیال نے یہ بیان کیا کہ "اس کی سلطنت چھن جائے گی۔ اور میڈیا
والے (اہل فارس) اُسکے مالک ہون گے"۔ چند روز بعد جب یہ پیشین گوئی پوری ہوئی
تو حضرت دانیال نئے فارسی تاجدار سائرس کے وزیر مامور ہوئے۔ اور بادشاہ کو
اپنے وزیر کی قوم کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اُس نے جب یہ دیکھا کہ اتنی مدت
دراز کی جلا وطنی کے بعد بھی یہودیون کا قومی خیال بدستور باقی ہے۔ اور اپنے وطن
واپس جانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہین۔ تو اُسے مناسب معلوم ہوا کہ مہربانی
ظاہر کرکے ان سے سرحدی حفاظت کا کام لیا جائے۔ اب ان لوگون کی طرف سے
اسے اِس بات کا بالکل اندیشہ نہ تھا کہ ایران کی مشرقی فیاض دولت کی اطاعت
چھوڑ کے کبھی مصر کے قبطیون کی طرف رخ کرین گے۔ اس نے یہ بھی خیال کیا کہ
بنی اسرائیل مین وطنی محبت کا سچا اور انتہا سے زیادہ جوش ہے لہذا غیر حملہ
آورون کے مقابلہ مین وہ یقیناً غیر معمولی جوش و خروش سے لڑین گے۔ الغرض یہ
خیالات تھے اور یہ پالسی تھی جس کی بنا پر سائرس نے ۵۳۸ ق م مین دولت بابل کا

یہود کو وطن آنے کی اجازت

خاتمہ کرنے کے بعد بہت سے بنی اسرائیل کو بیت المقدس جانے
کی اجازت دیدی۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد اقصیٰ کا تمام طلائی ساز و سامان بھی
واپس کر دیا جسے بخت نصر لوٹ لایا تھا۔ چنانچہ بنی اسرائیل اُسے بڑے ادب و تعظیم
سے اپنے ساتھ لے کے ارض یہودا کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

بہت سے اسرائیلی وہین رہ گئے

بنی اسرائیل نے ارض بابل مین اکثر تعلقات پیدا

کر لیے تھے۔ بعض نے زمینداریاں اور جائدادین حاصل کر لی تھین۔ بہت ایسے تھے جو مہاجنی کا لین دین کرتے اور ان کا بہت سارا روپیہ اہل بابل مین پھیلا ہوا تھا یہ ایسے تعلقات تھے جن کی وجہ سے ممکن نہ تھا کہ ساری قوم یہود ایک ہی مرتبہ بابل کے تمام تعلقات کو منقطع کر دیتی۔ بہت سے لوگون نے تو واپسی کو پسند ہی نہ کیا اور بعض آمادہ بھی ہوے۔ تو دل مین یہ ٹھہرا کے کہ ایک محدود زمانہ کے بعد روانگی کا سامان کرین گے۔ اس لیے کہ وہ اپنے کاروبار اور اپنی جائدادون کو نہین چھوڑ سکتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ ساری قوم اتنی باخدا نہ تھی کہ اجازت ملتے ہی ہر شخص دولت و عزت پر لات مار کے چل کھڑا ہوتا۔ اور بہتون کو اجازت ہی نہیں دی گئی تھی۔

عازمان وطن کا پہلا قافلہ

تاہم اس حکم کے ساتھ ہی اسرائیلیون کا ایک بڑا گروہ واپسی پر مستعد ہو گیا۔ اور ان کا پہلا قافلہ جس مین ۲۴۳۶ یہود تھے۔ ارض بابل سے روانہ ہو کے سنہ ۱۱۰۸ ق محمد مین ارض یہود مین پہونچا۔ اور شہر یروشلیم کے کھنڈرون مین آ کے اُترا۔

اُنھون نے وطن کی کیا حالت پائی

یہ لوگ جس وقت اپنے قدیم وطن اپنی مقدس آبائی سرزمین اور حضرت سلیمان کے بنائے ہوئے شہر مین پہونچے ہین۔ اور جس وقت انھین پہلے پہل اپنے معبد اور اپنے آباؤ اجداد کے مکانون کے کھنڈر نظر آئے ہین اُس وقت کا منظر عبرت سے خالی نہ تھا۔ ارض یہود کی یہ حالت تھی کہ اس کا سارا علاقہ غیر قومون نے اپنی سرحدین بڑھا بڑھا کے باہم تقسیم کر لیا تھا۔ فقط شہر یروشلیم اور اس کے گرد کی تھوڑی سی زمین باقی تھی جس مین نہ وہ رونق تھی نہ وہ شان۔ ہر طرف غیر آباد کھنڈر اور بدنما وحشت ناک جنگل اور جھاڑیان نمودار تھین جن مین آدمیون کے عوض وحشی درندے آباد تھے۔ اگلی دولت و حشمت کو یاد دلانے والی عمارتین چمگادڑون اور ابابیلون کے آشیانے بنی ہوئی تھین۔ اور

زمین دوزتہ خانون کے اندر عزلت گزین اُتو اپنی شب بیداری کا وظیفہ پڑھا کرتا تھا
حضرت سلیمان کے مطلا و مذہب دار السلطنت کی جو صورت ان نووارد رونے والون
کو فی الحال نظر آئی یہ تھی کہ گرد کی شہر پناہ کے بدلے پتھرون اور مٹی کے ڈھیرون
کے ایک بڑے حلقہ کے درمیان مین عالیشان عمارتون کے جلے اور جھلسے ہوئے منہدم
کھنڈر پڑے تھے۔ اور انھین کھنڈرون مین وہ مقدس مطلا و مذہب معبد آلٰہی (ہیکل
سلیمانی) تھا۔ اس محترم عالیشان طلائی عمارت اور منقش و مرصع درو دیوار کی جگہ
راکھ کا ڈھیر اور خاک کا تودہ تھا۔ ظاہر ہے کہ اس منظر کو دیکھ کے ان دلدادگان وطن کے
دل پر کیا گزری ہوگی۔ ان کھنڈرون اور خاک کے ڈھیرون پر پہلے انھون نے
آنسو بہائے۔ اور جی بھر کے روئے۔ پھر اس کے بعد پہلا یہ کام کیا کہ مسجد اقصیٰ یعنی
حضرت سلیمان کے بنائے ہوئے خانہ خدا کے از سر نو تعمیر کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ بنی
اسرائیل نے واپس آتے ہی اطراف و جوانب مین پھیلنا نہین پسند کیا۔ بلکہ جتنے آئے
تھے سب کے سب حرم آلٰہی مین اُتر پڑے۔ اور انھین کھنڈرون مین آباد ہو گئے۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر سائرس کے مرنے کے بعد جب دارائے ہستاسپس کے عہد مین اسرائیلی
پیمبرون حقائی۔ اور زکریا کے ابھارنے سے زروبابل نے جو پہلے اسرائیلی قافلہ کا
قافلہ سالار تھا۔ دربار عجم سے مسجد اقصیٰ کے از سر نو تعمیر کرنے کی منظوری حاصل کی
اس نے تعمیر بیت اللہ کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اور اگرچہ گرد و جوار کی قومون کی طرف
سے بڑی بڑی مزاحمتین پیش آئین۔ مگر وہ اور اس کے ساتھی اپنے اس خدا
شناسی اور یزدان پرستی کے کام سے ہرگز نہ باز آئے۔ کہتے ہین کہ ہیکل ربانی کی
تعمیر کا یہ زمانہ علی العموم اس طرح گزرا کہ بنانے والے ایک ہاتھ سے کام کرتے اور
دوسرے ہاتھ مین سلاح جنگ لیے رہتے۔ آخر اس طرح ۲۱ سال کی محنت و کوشش
مین مسجد اقصیٰ پھر بن کے تیار ہوئی۔ اگرچہ یہ جدید عمارت پہلی عمارت سے ایک

ثلث حصہ بڑی تھی۔ مگر وہ قدیم طلاکاری۔ جواہرات کے نقش ونگار اور وہ اگلی شان داری اب کہاں نصیب ہو سکتی تھی؟

اہل شومرون سے سخت عداوت

اب ان اسرائیلیون کو شومرون والون سے سخت عداوت تھی۔ اگرچہ اخلاق وعادات اور مذہب وعقائد مین وہ یہود کے بہت مشابہ تھے مگر یہود انھین ایک بت پرست قوم کی نسل بتاتے اور اس قدر ناپاک خیال کرتے کہ اگر شومرون کا کوئی آدمی کسی کھانے پینے کی چیز کو ہاتھ لگا دیتا تو اسے لحم خنزیر کے برابر ناپاک خیال کرتے۔

اس کے مقابل شومرون والون کو بھی اُن سے عداوت ہو گئی کہ جب زروبابل نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی اجازت حاصل کی ہے تو شومرون والون کی طرف سے اس مضمون کی درخواست دربار عجم مین پہونچی "اس خراب اور باغیانہ شہر کے دوبارہ تعمیر ہونے کی اجازت سے طرح طرح کے اندیشے ہین"۔ مگر اس پر کچھ لحاظ نہ کیا گیا۔

اسرائیلیون کی یہان کیا حالت ہوئی

زروبابل اور اسرائیلیون کے اس پہلے قافلہ والون نے اپنے پاس سے سرمایہ فراہم کر کے خانۂ خدا کو تو پھر بنا لیا۔ مگر اپنی قومی وضع وشان اور پرانی آن بان کو نہین باقی رکھ سکے۔ بلکہ اپنی قدیم خود پسندی وعصبیت کو چھوڑ کے انھون نے قرب وجوار کی بت پرست قومون سے شادی بیاہ کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے اُن کی نسلین بگڑنے لگین اور ابراہیمی ویعقوبی خون کی اگلی یکرنگی مین فرق پڑنا شروع ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک طرف تو خود ہی دوسری قومون مین جذب اور فنا ہوتے جاتے تھے۔ دوسری طرف ایرانی حکومت کی گرفت بھی بہت سخت تھی۔ تاجدار ایران نے اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ مگر ارض یہود اپر اپنی گرفت اگلے تمام حکمرانون سے زیادہ سخت رکھی تھی۔ حکومت کا جوا ان کی گردن پر تھا اور

نہایت گران بار تھا۔ الغرض اس کے آثار صاف صاف نمایان تھے کہ پہلے قافلہ کے یہودی اپنی قومیت اور اپنے مذہب دونون چیزون کو کھو بیٹھین۔ یکایک پہلے

دوسرا قافلہ اور حضرت عزراد

آنے والون کے ۷۷ سال بعد ۴۲۰ ق محمد مین حضرت عزراد نبی اسرائیل کے ایک دوسرے قافلے کو لیئے ہوئے آپہونچے۔

حضرت عزراد نے آکے اپنی قوم کے سابقون اوّلون کو اس خرابی و ادبار کی حالت مین پایا تو بہت پریشان ہوئے۔ اصلاح کی تدبیرین سوچ رہے تھے۔ اور قوم یہود مین ایک تازہ روح پھونکنے کو تھے۔ کہ ارتازرکشیز سریر آرائے عجم ہوا

تاجدار عجم کا ساقی نحمیا اور شہر کی تعمیر

اس کا ساقی نحمیا نام ایک اسرائیلی نژاد شخص تھا جسے کجکلاہ عجم نے اِس غرض کے لیے بیت المقدس روانہ کیا کہ شاہی خزانے سے روپیہ دے کے شہر بیت المقدس کو از سر نو آباد کر دے۔ اور اس مین مضبوط قلعہ بندی کرے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ایرانیون کو شکست کھانے کے بعد یونانیون سے یہ معاہدہ کرنا پڑا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے سے تین دن کی مسافت تک کہین اپنی فوج نہ رکھیین گے۔ لہذا تاجدار عجم نے اپنی حفاظت کے لیے یہ تدبیر سوچی کہ بیت المقدس کو جو سمندر سے قریب تھا ایک زبردست شہر پناہ کے ایک ایسی قوم کے ہاتھ مین رکھے جسے وہ وفادار سمجھتا تھا۔ اور اس مین ہمیشہ ایک زبردست لشکر رہا کرے۔ جو اگرچہ سلطنت فارس کے ماتحت ہو گا۔ مگر اپنی قومی وقعت قائم رکھنے کے لیے اچھی قوت پیدا کر لے گا۔

نحمیا کے ساتھ تیسرا قافلہ

غرض ۴۴۵ ق محمد مین نحمیا تیسرا قافلہ لے کے آپہونچا۔ یہود کی خوش نصیبی سے دربار ایران نے اسے ارض یہودا کا والی مقرر کر کے روانہ کیا تھا۔ جب ارض یہودا اور اسرائیلیون کو ایک ہم قوم والی و حکمران بھی مل گیا۔ تو قومی فلاح کی پھر امید پیدا ہوئی۔ اور ترقی کی کوششین

شروع ہو گئیں۔ پچھلے دونوں قافلوں میں تھوڑے ہی آدمی تھے اس لیے کہ حضرت عزرا کے ساتھ صرف چھ ہزار کا گروہ آیا تھا۔ اور نحمیا کے ساتھ اس سے بھی کم تھے۔

ترقی کا جدید دور۔ حضرت عزرا اور نحمیا کے آتے ہی بنی اسرائیل کی حالت پھر سنبھلنا شروع ہوئی۔ اس لیے کہ خدا کے فضل سے پیمبر بھی موجود تھا جس کی ہدایت سے قوم کے اخلاق و عادات درست ہو سکیں۔ اور حاکم بھی اپنی قوم کا اور اپنا ہم خیال و ہم مذہب تھا جو شہر کی گزشتہ رونق کے واپس لانے اور اصول مذہب کے مروج کرنے میں ہر طرح کی مدد دینے کو تیار تھا۔ علاوہ بریں خود بنی اسرائیل بھی غضب الٰہی کا اتنا کڑا تازیانہ کھا چکے تھے کہ اب اپنے دینی احکام کے بجا لانے اور اپنے انبیا کی نصیحت پر عمل کرنے کے لیے پورے جوش و خروش سے آمادہ تھے۔

شہر و معبد کی درستی۔ نحمیا نے آتے ہی یہ کام کیا کہ پہلے تو شہر کی حفاظت کے لیے نئی شہر پناہ تعمیر کی۔ پھر قدیم دار السلطنت اور معبد کی رونق بڑھانے اور اس کی حفاظت کا سامان فراہم کرنے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ صدیوں کی تباہی کے بعد خانۂ خدا میں چراغ جلایا۔

تجدید شرع موسوی۔ نحمیا نے گزشتہ رونق کے واپس لانے کی تدبیریں شروع کیں تو حضرت عزرا قومی اور مذہبی اصلاح میں مصروف ہوئے۔ آپ نے یہودیوں کو غیر قوموں میں مناکحت کرنے سے قطعاً روک دیا۔ تاکید کے ساتھ صاف کہدیا کہ بنی اسرائیل کو اپنے خون میں بت پرستوں کا خون ملانا قطعاً حرام ہے۔ آپ کے اس حکم سے کسی نے انحراف نہیں کیا۔ اور آپ کے اس ارشاد کے ساتھ ہی غیر قوموں سے یہودیوں کے تعلقات کلیتہً منقطع ہو گئے۔

گم شدہ توراۃ کا پھر ہاتھ آنا۔ توراۃ مقدس اور قدیم آسمانی صحف انبیا کا کہیں پتہ نہ تھا

اس لیے کہ بابل والون کے طوفان بے تمیزی نے اُن کی قدیم تاریخ اور اگلے اسرائیلی لٹریچر کے ساتھ ان مقدس کتابون کو بھی فنا کر دیا تھا حضرت عزرا نے اس کتاب کو ڈھونڈھنا شروع کیا۔ اتفاقاً بیت المقدس کے کھنڈرون ہی کے نیچے ایک تہ خانے سے ایک نسخہ برآمد ہو گیا۔ اور جناب عزرا اسے ادب و تعظیم اور قدر و منزلت کے ساتھ نکال کے پھر قوم مین پھیلانے اور رواج دینے لگے مگر معترضون کو اس وقت تک اس امر کا اطمینان نہین ہوا کہ یہ کتاب جو اس وقت ملی فی الحقیقت توراۃ تھی یا کوئی اور کتاب۔ مگر یہودیون اور عیسائیون کو اطمینان ہے اور جب حضرت عزرا کے سے ایک نبی برحق نے اس کی تصدیق کر دی تو ہمین بھی اپنے شبہات کو واپس لینا چاہیئے۔

مجموعہ عہد عتیق کی تدوین | جناب عزرا نے توراۃ ہی کو بہم نہین پہونچایا بلکہ بعد کے دیگر صحیفون مین ملا کے اسے ایک نئی ترتیب سے مرتب کیا۔ اور اس مقدس مجموعے کو قوم کی مذہبی کتاب قرار دے کے یہود کے شرعی اور اخلاقی احکام و ضوابط کا منبع و منشا بنا دیا۔ اگرچہ چند کتابین اس مین بعد ملائی گئین مگر درحقیقت کتاب عہد قدیم کی اصلی تدوین و تجدید اسی زمانے مین ہوئی۔ اُس عہد عتیق کی یہی ایک کتاب ہے جو آج تک دنیا مین باقی ہے۔ اور قدیم تاریخ کے ساتھ اگلے زمانہ کے لٹریچر کا بھی ایک اعلیٰ اور بے مثل نمونہ ہے۔ اگرچہ بعد کے مذہبی اختلافات اور متعصبانہ جھگڑون نے تصرف و تحریف کے حملہ آور کو جاری کر کے اُسے بہت کچھ مشکوک کر دیا ہے تاہم اس کی انشا پردازی مین قدامت کی شان چمک رہی ہے۔ اور معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت داؤد کے عہد کی مناجاتون جناب سلیمان کے زمانے کی شاعری اور حضرت ارمیا کے دور کی مرثیہ خوانی کس رنگ کی تھی۔

مسجد اقصیٰ کے سوا دوسری معبد یہود | گزشتہ اسیری سے پہلے بھی بنی اسرائیل ہمیشہ ایک

گئے تھے وہ سب ان کی قوم اور ان کے نسب سے نکل گئے - اپنی صحیح النسبی کا پتہ وہ صرف اسیری بابل سے لگاتے تھے۔ اور جن لوگون کی نسبت ثابت ہو جاتا کہ وہان نہین گئے ان کو اپنے سے جدا اور اپنے گروہ سے باہر خیال کرتے۔

حیات بعد الموت | اسی عہد سے یہود مین زندگی آخروی کا خیال بڑھا۔ اس سے پیشتر ان مین زیادہ تر یہ خیال تھا کہ بدی کا بدلہ دنیا ہی مین ملا کرتا ہے۔ مگر اب زیادہ تر حیات بعد الممات کے قائل تھے اور عقاب و ثواب کا دارو مدار زندگی بعد الموت پر پڑ گیا۔

فقہی فرقے۔ فریسی و صدوقی | اسی زمانے مین ان کے دو فقہی فرقے ہو گئے۔ فریسی جو قدامت پرست تھے۔ قیاس و رائے سے کم کام لیتے۔ اور جب تک صریح نص نہ دکھا دی جائے کسی اجتہاد کو نہ مانتے۔ دوسرے صدوقی جو بہ نسبت اُن کے آزاد تھے۔ اور جو نئے مسائل قوم مین پیدا ہو گئے تھے ان کو صحف انبیائے سلف کی آیتون مین تاویل کر کے اور نئی توجیہین کر کے ثابت کرتے۔ اور یہی زمانہ ہے جب سے یہود مین

انتظار مسیح | کسی مسیح کے ظہور کے خیال کو زیادہ اہمیت پیدا ہوئی جس کی نسبت ان کا خیال تھا کہ وہ ہمارا ایک قومی بادشاہ اور بڑا فاتح ہو گا۔

جلا وطنی کا فائدہ | جلا وطنی نے بنی اسرائیل کی مجتمعہ قوت کو اگر توڑا تو یہ فائدہ بھی پہونچایا کہ ان مین باہر نکلنے اور غیر ممالک مین جانے کا شوق پیدا ہوا اور غیر اقوام سے ملنے جلنے اور ان سے تاجرانہ یا دیگر قسم کے تعلقات پیدا کرنے کی عادت پڑی۔ یہود مین باہر نکلنے اور اپنی قوم کی پوری جماعت کو چھوڑ کے کہین اور چلے جانے کا سلسلہ بابل کی غریب الوطنی ہی سے شروع ہوا تھا جس کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔

یہود کا دوسرے ملکون مین پھیلنا | واپسی کے چند ہی روز بعد وہ دور دراز ممالک مین پھیلنے لگے۔ اُن کے جفاکش اور محنت پسند اولو العزمون نے قسمت آزمائی کے لیے ہر طرف جانا شروع کیا۔ اور آخر یہ حالت ہو گئی کہ اس عہد کی آباد دنیا مین کم

مقامات تھے جہان بنی اسرائیل نہ موجود ہون۔ مغربی ایشیا کے ہر حصہ مین وہ کاشتکاری اور محنت مزدوری مین مشغول ملتے بحیرۂ روم کے گرد جہان جہان یونانیون کی نوآبادیان پھیلی ہوئی تھین وہان یہودی بھی موجود تھے۔ ایتھنز و اسپارٹا سے لے کے اسپین و افریقہ کے سواحل تک اور خاص قرطاجنہ (کارتھیج) کی قلمرو مین کوئی جگہ نہ تھی جہان یہودی نظر نہ آتے ہون۔ الغرض اب حضرت یعقوب کی اولاد ارض یہودا اور جرزون کی پہاڑیون مین بند نہ تھی بلکہ ہر طرف کے دروازے اس پر کھل گئے تھے۔ اور وہ خدا جس کا جلوہ وادی سینا مین نظر آیا تھا۔ اب اس کی پرستش انھین موسوی و سلیمانی طریقون سے دجلہ اور فرات کے کنارون سے لے کے اٹلانٹک اوشن (بحر اعظم مغرب) کے سواحل تک ہر زمین پر اور ہر حصہ آسمان کے نیچے ہو رہی تھی۔ اور چونکہ حضرت عزرا کے دینی قوانین نے ہر زمین پہ معبد الٰہی بنانے کی اجازت دیدی تھی لہذا ہر ملک اور ہر شہر مین ان کے سیناگاگ (معبد) بننا شروع ہو گئے۔ مگر بدنصیبی اور سرد مہری زمانے سے جہان تھے وہان انھین رعیت ہی کی حیثیت حاصل تھی۔ کوئی ایسا مقام نہ تھا جہان کی فرمان فرمائی کا تاج ان کے سر پر ہو۔ ہر جگہ ان کی حیثیت مفتوح قوم کی تھی۔ خاص ارض یہودا اور یروشلیم اگرچہ سائرس کی مہربانی یا اس کی پولٹیکل مصلحتون سے دوبارہ آباد ہو گئے تھے اور سلیمان علیہ السلام کے پرانے اور منہدم خانۂ خدا مین پھر خدا پرستی کا دور دورہ تھا۔ مگر وہان بھی حکومت ائمہ یہود کے ہاتھ مین ہوا کرتی جو دولت فارس کے ایک ادنے صوبہ وار کی شان رکھتے تھے۔ تاجداران ایران ہی کی منظوری سے یہان یہود کے امام منتخب ہو کے مقرر ہوتے اور انھین کے حکم سے وہ معزول بھی ہو جایا کرتے۔ صرف اتفاق

اب ان کی حکومت کہین نہ تھی

ارض یہودا دولت عجم کا ایک صوبہ تھی

نگرہان کا والی یہود ہی مین سے منتخب ہوتا

البتہ دیا گیا تھا کہ والی ارض یہود وا یہودیون اور خاص بیت المقدس کے رہنے والون ہی مین سے منتخب ہوتا۔ اور وہی اُنکا مذہبی پیشوا یعنی امام ہوتا۔ نحمیا کے عہد سے مدت دراز تک یہودیون کی یہی حالت رہی۔ دولت عجم کی خفیف سی نگرانی رہتی۔ مگر عام طور پر وہ اپنے وطن اور اپنی مبارک و موعودہ سرزمین مین آزاد تھے۔

نحمیا اگرچہ حاکم مقرر ہوکے آیا تھا مگر اس نے یہان رہنا پسند نہ کیا۔ شہر اور قلعہ کی عمارتون کی تعمیر کا انتظام کرکے اس نے اپنے بھائی حنانی کو حاکم اور

حنانی اور حنانیہ

حنانیہ نام ایک اسرائیلی کو امام مقرر کیا اور دربار عجم مین واپس گیا اس کے جاتے ہی انتظامی حالت خراب ہو گئی۔ اور قوم کا نظم و نسق بگڑ گیا چنانچہ چند روز بعد اس نے واپس آکے دیکھا تو بہت ہی خراب حالت پائی۔ حنانیہ کا

الیاشیب

جانشین اس زمانے کا امام الیاشیب تھا جس نے خود ہی غیر قومون اور دشمنان یہود سے میل جول بڑھا رکھا تھا۔ بہت سے یہود نے غیرون مین شادیان کر لی تھین چنانچہ خود امام الیاشیب کا پوتا بھی اس جرم کا مرتکب تھا۔ اسی طرح یوم السبت کے آداب کی بھی نگہداشت نہ ہوتی جس کی علانیہ بےحرمتی ہو رہی تھی۔

منسّا

نحمیا الیاشیب کے زمانے تک تو خاموش رہا مگر جب امامت مین اس کا جانشین منسّا منتخب ہوا تو نحمیا نے اسے بیت المقدس سے نکلوا دیا۔ اس لیے کہ اُس کی جورو بھی بیرونی اور حورونان کے رئیس سن بالات کی بیٹی تھی۔ سن بالات اپنے داماد کے ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کے بہت برہم ہوا۔ اور بڑے اہتمام سے کوہ عزیزیم پر ایک نیا معبد اور حرم الٰہی تعمیر کرکے منسّا کو اس کا امام مقرر کر دیا۔ سن بالات چونکہ شومرونی تھا اس لیے اس معبد کے بنتے ہی اسرائیلیون مین اور شومرونیون مین عداوت بڑھ گئی۔ اور اسی وقت

جو گرہ دلون مین پڑ گئی تھی پھر کبھی نہ نکلی۔

یہودا اور یوحنا | سنبلّا کے نکالے جانے کے بعد مسجد اقصیٰ کا امام یہودا ہوا۔ اور اُس کے بعد اس کا جانشین یوحنا۔ اس یوحنا کا ایک بھائی تھا۔ عیسٰی۔ اُسے فارسی گورنر شام کے مزاج مین زیادہ درخور حاصل تھا۔ یوحنا کے دل مین خیال پیدا ہوا کہ وہ عجمیون سے سازش کر کے چاہتا ہے کہ مجھے امامت سے معزول کر کے خود ہی امام ہو جائے۔ اس خیال نے اس کو اس قدر طیش دلایا کہ ایک دن موقع پا کے

خاص حرم کے اندر قتل | خانۂ خدا کے خاص حرم کے اندر اُسے قتل کر ڈالا۔ یہ امر فارسی گورنر کو اس قدر ناگوار ہوا کہ بیت المقدس پر چڑھ آیا۔ اور سارے اسرائیلیون سے جرمانے کے نام سے ایک اچھی بھاری رقم وصول کر لی۔

باب ہشتم

عہد اسکندر اعظم سے یونانیون کے آخری دور تک

سکندر اعظم شام مین۔ اس کا استقبال۔ سکندر پر امام یہود کا اثر۔ بیت المقدس مین سکندر کا داخلہ در اصل یہ ایک موضوع قصہ ہے۔ اہل شومرون کی بد قسمتی۔ سکندر کا جانشین۔ بیت المقدس پر بطلیموس کا حملہ۔ ارض یہود اسلاطین مصر و شام کی جولانگاہ شمعون عادل امام یہود۔ اس کے کرامات۔ سلوقس بادشاہ شام۔ بیت المقدس مین چند روزہ امن۔ اونیاس امام یہود۔ بیت المقدس کا ایلچی مصر مین۔ یوسف ارض یہودا کا شاہی کمشنر اس کی سختیان۔ انطیوقس اور بطلیموس کی لڑائیان۔ بطلیموس بیت المقدس مین اس پر حرم کا رعب۔ اس شہر مین انطیوقس کی حکومت۔ وہ کلیوپٹرا کے جہیز مین۔ یوسف کمشنر اور اس کی اولاد۔ اس کا بیٹا ہرقانوس دربار مصر مین۔ اونیاس ثالث امام یہود رحمۃ اللہ کا

کے متعلق امام یہود اور اس کے نائب مین جھگڑا - اپولونیس کے پاس فریاد - سلوقس کا خزانچی خزانہ حرم لوٹنے کو آتا ہے - پھر تائید غیبی - دشمنون پر اس واقعہ کا اثر - اونیاس امام یہود انطاکیہ مین - سلوقس کا مجنون جانشین اسے یہود سے بغض - یہود پر یونانی معاشرت کا اثر - یوشع امام یہود - وہ یونانی معاشرت کا دلدادہ ہے - یوسف کا بیٹا اونیاس امام یہود - حرم کے قیمتی ظروف عبادت کا بکنا اور معزول امام کا دعوے اس کی ناکامی اور موت - عوام کی شورش - انطیوقس نے شکایت سے کان بہرے کرلیے - اُس کی موت کی افواہ - انطیوقس بیت المقدس مین قتل عام - حرم کی توہین - اس کا لٹنا - مسجد اقصٰی ناپاک کی گئی - بیت المقدس مین یونانی والی - رومیون کا ڈھر کا بنی اسرائیل کے فنا کردینے کی فکر - پھر بیت المقدس مین قتل عام - شہر کی بربادی - مذہب یہود کے استیصال کی تدبیر - شومرون والے بت پرست ہوگئے - بیت المقدس مین جبریہ بت پرستی - حرم الحرام مین المپیوس دیوتا کی مورت - اسرائیلی رسوم بجا لانے پر سزائین - بعض خدا پرستون کا استقلال - وہی مظالم گاؤن مین - یہود کی عید بھی موقوف - بظاہر ملت اسرائیلی مٹ گئی -

سکندر اعظم شام مین | اسرائیلی امام تاجداران عجم کی اطاعت مین بیت المقدس اور ارض یہودا پر حکومت کر رہے تھے کہ اسکندر اعظم دارائے عجم کو پہلی شکست دے کے ملک شام مین آیا - اور ساحلی شہر طائر کا محاصرہ کرلیا - اسی محاصرے کے اثنا مین اُس نے اہل بیت المقدس کے پاس کہلا بھیجا کہ "میری اطاعت قبول کرو" اس کا جواب امام بیت المقدس یدوا نے یہ دیا کہ "مین دارائے عجم سے عہد وفا کرچکا ہون - اور بدعہدی ہماری وضع کے خلاف ہے" یہ جواب سن کے سکندر اس وقت تو خاموش رہا مگر جب طائر کے فتح کرلینے کے بعد اُس نے شہر غزہ کو بھی اپنے تصرف مین کرلیا تو اس نے سنہ ۹۳۷ قبل محمد (سنہ ۳۶۶ قبل مسیح) مین خاص بیت المقدس کا رخ کیا -

اس کا استقبال | اس کے آنے کی خبر پہونچتے ہی شہر مین تہلکہ پڑ گیا۔ اور کوئی تدبیر کسی کے بنائے نہ بنتی تھی۔ آخر امام قوم یدوا کو خواب مین الہام ہوا کہ "شہر کے پھاٹک کھول دو۔ اور اس وضع و شان سے اس یونانی حملہ آور کے استقبال کو جاؤ کہ خلعت امامت تمہارے جسم پر ہو تمہارے ماتحت زہاد و ائمہ بھی اپنے اپنے مخصوص لباس مین ہون اور باقی معززین شہر سفید کپڑے پہنے ہون۔ ملہم غیب کی اس ہدایت کے مطابق وہ اپنے پورے جلوس اور ساز و سامان کے ساتھ شہر سے نکل کے کوہ صفا نام ایک ٹیکرے پر ٹھہر گیا۔ جہان سے شہر کی عمارتین اور مسجد اقصیٰ کے گنبد اور کلس صاف نظر آ رہے تھے۔

سکندر پر امام یہود کا اثر | سکندر اپنے یونانی سردارون اور شام کے باج گزار بادشاہون کی جھرمٹ مین آ رہا تھا کہ اس کی نظر یدوا کے مطلا و مذہب لباس اور سنہری عمامے پر پڑی اور دیکھتے ہی بے اختیار اس کے آگے سجدے مین گر پڑا۔ تمام یونانی سردار اور اُن سے زیادہ شاہان شام یہ دیکھ کے گھبرا گئے۔ اور عرض کیا "ساری دنیا تو آپ کے آگے سربسجود ہے۔ پھر آپ نے اس کے سامنے کیون سجدہ کیا؟" سکندر نے کہا "مین نے اس شخص کی نہین بلکہ اس کے خدا کی پرستش کی۔ مقدونیہ مین مجھے خواب مین یہی صورت اسی وضع و لباس مین نظر آئی تھی۔ اور حکم دیا تھا کہ ایشیا مین آ کے ایران پر حملہ کرو۔ اور اسی کے کہنے سے مجھے اس ملک پر چڑھائی کرنے کی ہمت ہوئی"

بیت المقدس مین سکندر کا داخلہ | اب سکندر اور امام بنی اسرائیل ہاتھ مین ہاتھ دیئے شہر بیت المقدس مین داخل ہوئے۔ سکندر نے مسجد اقصیٰ مین حاضر ہو کے قربانی کی چڑھاوا چڑھایا۔ عین اسوقت امام نے اپنا اثر بڑھانے کیلئے کہا "ہمارے پیغمبر دانیال نے پہلے ہی سے کہہ رکھا تھا کہ ایک یونانی شخص سلطنت فارس کو

تہ و بالا کر دے گا" یہ سن کے سکندر خوش ہوا۔ ان لوگون نے جو کچھ مانگا انھین دیا اور انھون نے جب یہ درخواست کی کہ ہمارے جو بھائی فارس اور بابل مین ابھی تک اسیر ہین۔ آزاد کر دئے جائین تو اسے بھی قبول کر لیا۔

در اصل یہ ایک موضوع قصہ ہے

سکندر کے آنے کے جو کچھ حالات بیان کیے گئے یہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہین۔ یونانی مورخ خاموش ہین۔ صرف اسکندریہ و مصر کے مسیحیون نے غالباً اس قصہ کو بنالیا ہے جو حضرت مسیح کے مولد و موطن کے متعلق طرح طرح کے معجزات اور خوارق عادات تصنیف کر کر کے دنیا مین پھیلا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد کے مسیحی مورخون۔ اور مستند محققون نے بھی اس واقعہ کی تردید کر دی ہے۔

لیکن اس مین شک نہین کہ سکندر اعظم نے بیت المقدس والون کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کیا۔ انھین خراج سے مستثنی کر دیا۔ اور یہود کی طرف سے اُس کے دل مین اس قدر جگہ ہوگئی تھی کہ یہان سے ایک لاکھ اسرائیلیون کو لے جا کے اپنے نو تعمیر شہر اسکندریہ مین آباد کر دیا۔ اور اُن کو وہی حقوق عطا کئے جو خاص مقدونیہ والون کے سوا کبھی اور کو نہ حاصل تھے۔

اسکندریہ کے جن لوگون نے سکندر کے بیت المقدس مین داخل ہونے کا یہ قصہ بیان کیا ہے وہی یہ بھی کہتے ہین کہ سکندر کو اسرائیلیون پر مہربان دیکھ کے

اہل شومرون کی بدبختی

شومرون والے بھی اُس کی نظر عنایت کے امیدوار ہوئے۔ کوشش کی کہ اسے اپنے حال پر بھی مہربان بنائین اور خود بھی خراج سے مستثنی ہو جائین۔ سکندر اس معاملہ پر غور کر رہا تھا کہ یکایک اہل شومرون کی شامت اعمال سے وہان کے چند لوگ اندروماخس یونانی کے خلاف بغاوت پر اُٹھ کھڑے ہوئے جسے سکندر نے اپنی طرف سے حاکم شومرون مقرر کیا تھا۔ اس

واقعہ سے سکندر اس قدر برہم ہوا کہ شومرون کے تمام لوگون کو جلا وطن کر دیا۔ اُن کے عوض شومرون مین اہل مقدونیہ کی آبادی قائم کر دی۔ اور شومرون والے بھاگ کے شہر شیشم مین آباد ہوئے۔ جہان ہمیشہ ذلیل و خوار ہے

سکندر کے جانشین

۳۲۴ء قبل محمد مین جب سکندر نے وفات پائی تو اس کی ساری مملکت اس کے سپہ سالارون مین بٹ گئی اور بیت المقدس سپہ سالار لاؤمیڈن کے تصرف مین آیا۔ سی کے مقابل ملک مصر کا حاکم اُس کا دوسرا سپہ سالار بطلیوس ہو گیا۔ بطلیوس نے چاہا کہ ملک شام کو بھی اپنے قبضہ مین کر لے۔ چنانچہ اس نے مصر سے نکل کے ارض یہود اپر حملہ کر دیا۔ اور خاص ہفتہ کے دن یعنے یوم السبت کو

بیت المقدس پر بطلیوس کا حملہ

بیت المقدس پر دھاوا کیا جس دن یہود لڑنا بھڑنا اور کوئی دنیوی کام کرنا حرام سمجھتے تھے۔ بت پرست حریف کو اس کی کیا پروا ہو سکتی تھی؟ اسرائیلیون نے سبت کی بے حرمتی گوارا نہ کی۔ اور بطلیوس بغیر اس کے کہ کوئی مزاحمت پیش آئے شہر پر قابض ہو گیا۔ اور ایک لاکھ یہود کو پکڑ لے گیا۔ جن کو اسکندریہ اور سرین مین لے جا کے بسایا۔ لیکن چند روز بعد کسی وجہ سے وہ ایک حد تک اسرائیلیون پر مہربان ہو گیا۔ اور کوشش کرنے لگا کہ اُن کا دل اپنے ہاتھ مین لے۔ چنانچہ اسی خیال سے اُس نے تیس ہزار یہود کا ایک لشکر مرتب کر کے بیت المقدس مین اپنی طرف سے چھوڑ دیا۔ اور ارض یہود کی حفاظت اسی فوج کے ذمے کی۔

ارض یہود اسلاطین شام و مصر کی جولانگاہ

یہ پرشور و شر زمانہ اس متبرک سرزمین کے لیے نہایت نازک تھا۔ مصر کے بطلیوس اور دمشق شام کے انطی گونس کی لڑائیان درمیانی علاقون کو کسی طرح چین نہ لینے دیتی تھی۔ بیت المقدس پر دو بار انطی گونس نے قبضہ کیا اور دونون دفعہ بطلیوس نے حملہ کر کے اُس سے چھین لیا۔ لیکن اسے غنیمت سمجھنا چاہیئے کہ ان ہنگامون مین خاص شہر بیت المقدس

لوٹ مار اور قتل و غارت سے بچا رہا۔

یدوا کے بعد اسرائیلیون کا امام اونیاس ہوا۔ جو ۲۱ سال تک یہود کی مسند امامت پر جلوس کرتا رہا۔ اس کے بعد شمعون امام منتخب ہوا جو ایسا عدالت گستر اور نیک سرشت تھا کہ یہود مین "شمعون عادل" کے لقب سے مشہور ہو۔ اس مین فقط انصاف پسند ہی کی صفت نہین بیان کی جاتی بلکہ اُس کی نسبت یہود مین عجیب عجیب روایتین مشہور ہین۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی زندگی مین قربانیان نہایت ہی عمدگی کے ساتھ درگاہ الٰہی مین قبول ہو جایا کرتی تھین مگر اُس کے مرتے ہی اُن کی مقبولیت مشتبہ ہو گئی۔ قاعدہ تھا کہ جو بکرا قربانی کے لیے چڑھایا جاتا وہ ایک چٹان پر سے نیچے پھینک دیا جاتا۔ اور معمول تھا کہ گرتے ہی وہ پاش پاش ہو جاتا۔ اور اُس کے پاش پاش ہو جانے سے لوگون کو یقین واثق ہوتا کہ خدا کی درگاہ مین قبول ہو گیا۔ مگر شمعون عادل کے بعد جو بکرا وہان سے پھینکا گیا تو بجائے مرنے کے اُٹھ کے بھاگا۔ اور ریگستان مین ہو رہا۔

شمعون عادل امام یہود

اُس کے کرامات

اسی طرح حرم مسجد اقصیٰ مین مغرب کی جانب جو طلائی قندیل آویزان تھی۔ شمعون عادل کے عہد مین بڑی آب و تاب سے روشن ہوا کرتی تھی۔ مگر اُس کے بعد اس کی روشنی نہایت دھیمی پڑ گئی۔ اور اکثر خود بخود خاموش ہو جاتی قربان گاہ کی آگ جو دھونیون کے لیے ہر وقت سلگتی رہتی ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ ہی آپ بجھ گئی۔ اسی طرح قربان گاہ کی روٹی مین اُس کے زمانے مین تو اتنی برکت ہوتی کہ کل مقتداون کے لیے کافی ہو جاتی۔ مگر اب اکثر ایسا ہوتا کہ پوری نہ پڑتی۔ بہر حال اس کی وفات کے ساتھ ہی یہود پر طرح طرح کی آفتین نازل ہونا شروع ہو گئین۔

سیلوقس بادشاہ شام

اب انطی گونوس کو قتل کرکے سیلوقس نے ارض شام مین اپنی یونانی سلطنت قائم کرلی۔ اور انطاکیہ اسکا دارالسلطنت قرار پایا۔ ارض یہودا کے لیے اکثر باعث تباہی یہی چیز ہوا کی ہے کہ دو زبردست حریفون کے درمیان مین واقع ہونیکی وجہ سے اس پر آفت آتی رہی اب بھی ہوا۔ اگلے دنون جس طرح بابل و مصر کی رقابت اسکے حق مین عذاب بن گئی تھی اسی طرح اب سیلوقس اور بطلیموس کی رقابت اسکی تباہی و بربادی کا باعث ہوئی۔

بیت المقدس مین چند روزہ امن

پہلے تین بطلیموس سوٹر فلاڈلفوس اور یورگیٹس اسرائیلیون کے حال پر بڑے مہربان رہے اور انھین بڑی بڑی عنایتون سے سرفراز کرتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آس پاس کے دوسرے شہرون پر تو دونون حریف سلطنتون کی نزاع سے روز کوئی نئی آفت نازل ہوتی مگر بیت المقدس کے امن و امان مین فرق نہ پڑتا اور وہ قتل و غارت سے بالکل بچا ہوا تھا۔ مگر یہود

ادنیاس امام یہود

کے امام ادنیاس ثانی کی بیہودگی و گستاخی سے اطمینان خطرے مین پڑ گیا۔

ادنیاس ثانی شمعون عادل کا بیٹا تھا۔ اور اپنے دو چچاؤن الیزر اور منساہ کے بعد امام منتخب ہوا تھا مقررہ خراج کے ادا کرنے مین اس نے تاخیر کی جس پر بگڑ کے بطلیموس مصر نے چڑھائی کر دینے کی دھمکی دی کہ "یاد رہے تمھارا ملک فتح کرکے اپنے سپاہیون مین تقسیم کر دون گا" ادنیاس خواہ کسی معذوری کی وجہ سے جانیکے قابل نہ تھا یا اسے خود جانا مناسب نہ معلوم ہوا جوابدہی کے لیے اپنے بھانجے یا بھتیجے یوسف کو روانہ کیا۔ تاکہ فرمانروائے مصر کو اطمینان

بیت المقدس کا ایلچی یوسف مصر مین

دلائے اور اسکی ناراضی کو جس طرح بنے دور کرے۔

یوسف جس قافلہ کے ساتھ اسکندریہ روانہ ہوا اس مین چند فلسطینی امرا بھی تھے جو اس غرض سے جا رہے تھے کہ بطلیموس کے دربار سے اس علاقہ مین شاہی ٹیکس وصول کرنے کا ٹھیکہ لین۔ یوسف نے باتون باتون مین اسکا بھی پتہ لگا لیا کہ یہ لوگ کتنی رقم پر ٹھیکہ لینا چاہتے ہین اور اس مین کتنی بچت ہوگی۔

اسکندریہ مین پہونچ کے جب وہ دربار مین حاضر ہوا بطلیموس اس سے بہت

خوش ہوا۔ اُسکی بے انتہا خاطر داشت کی عزت کے ساتھ اپنا مہمان بنایا اور روز بروز اس کی

یوسف ارض یہودا کا شاہی کمشنر

عزت بڑھاتا ہی گیا یہان تک کہ اُن ٹھیکے کے امیدوارون کی درخواستین دربار مین پیش ہوئین جس مین انھون نے آٹھ ہزار ٹیلنٹ[ع] (سونے کی ایک مقدار معینہ) ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ یوسف نے کہا مین اس خدمت کے انجام دینے کے لیے اس سے دونی رقم دینے کو تیار ہون۔ بادشاہ نے اسکی درخواست قبول کی اور ضمانت مانگی یوسف نے ادب سے کھڑے ہوکے بادشاہ اور ملکہ کے نام لیے اور کہا "یہی میرے ضامن ہین" درخواست ضمانت کو اس نے کچھ ایسے موثر طریقے سے پیش کیا تھا کہ فوراً بادشاہ نے اسکی ضمانت کرلی اور وہ ساری ارض یہودا سماریہ اور فلسطین وغیرہ کا کلکٹر یا کمشنر ہوگیا۔ اور اسے یہ حق مل گیا کہ اس ملک کے لوگون سے شاہی ٹیکس وصول کرے۔ دو ہزار سپاہی اس کے پاس متعین کیے گیے تاکہ اُن کی قوت واثر سے اسے ٹیکس وصول کرنے مین سہولت ہو۔

اسکی سختیان

اب واپس آکے اُس نے بڑے زور و شور سے اس سارے ملک پر حکومت شروع کردی اور ٹیکس کے وصول کرنے مین بڑی سختیان کین عسقلان مین بیس آدمیون کو قتل کرڈالا۔ اور ان کی ساری جائداد پر قبضہ کرلیا جو ایک ہزار ٹیلنٹ تھی۔ ایسی ہی کاروائیان اور شہرون مین بھی کین جس سے اس کا خوب رعب جم گیا اور مسلسل بائیس سال تک سلطنت مصر کا کمشنر رہی رہا۔

اسکی کمشنری کے زمانے مین حاکم شام انطیوقس نے حملہ کرکے اپنا ہاتھ سے کھویا ہوا علاقہ لینے ہی پر قناعت نہ کی بلکہ ارض یہودا پر بھی قابض ہوگیا لیکن خود بطلیموس فلپوپاطر نے

انطیوقس اور بطلیموس کی لڑائیاں

ایک زبردست لشکر کے ساتھ آکے شہر غزہ کے قریب مقام

ع یہ ٹیلنٹ قدیم الایام [illegible] ایک وزن تھا جس سے سونے چاندی اور نقد رقم کا اندازہ کیا جاتا اس کی مقدار [illegible] جدا جدا تھی یہود کا سونے کا ٹیلنٹ ۳۹۰ پونڈ کا ہوتا تھا جس کی تعداد [illegible] سے [illegible] روپیہ کی ہوتی ہے۔ لہذا آٹھ ہزار ٹیلنٹ کے ایک [illegible]

رافیہ میں اُسے ایسی فاش شکست دی کہ انطیوقس کے بنائے کچھ نہ بنی اور بطلیموس خاص بیت المقدس میں چلا آیا اور مسجد اقصیٰ میں نامزد ہو کے چڑھاوا چڑھایا۔

بطلیموس بیت المقدس میں

اس تمام کارروائی میں یہود کی طرف سے جو بے پروائی اور بے وفاداری ظاہر ہوئی اس نے بطلیموس کا حوصلہ ایسا بڑھا دیا کہ خانۂ خدا کی زیارت کرتے کرتے بڑھا کہ خاص حرم المحرم کے اندر داخل ہو جائے۔ ان دنوں بیت المقدس میں اسرائیلیوں کا امام اونیاس کا بیٹا شمعون تھا۔ اس نے گستاخ فاتح کو حرم کی بے حرمتی کرتے دیکھا تو بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا "آپ حرم المحرم کے اندر نہیں جا سکتے"۔ شمعون کی اس بیباکی نے

اس پر حرم کا رعب

بطلیموس کے دل پر عجب اثر ڈالا۔ وہ اس معبد ربانی کی عظمت و جلال سے بہت ہی خائف و مرعوب ہوا۔ اور اندر داخل ہونے کے ارادے سے باز آ گیا۔ مگر اسی گھڑی سے وہ اسرائیلیوں کا جانی دشمن ہو گیا۔ اور اُن پر طرح طرح کے ظلم شروع کر دیے۔

اسکے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بطلیموس ایپی فانس ہوا۔ اور پھر مصری و شامی دولِ یونان میں لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ انطیوقس نے پھر حملہ کر کے ارضِ یہودا پر قبضہ کر لیا اس کا بدلہ لینے کے لیے مصری سپہ سالار سقوپاس آیا اور انطیوقس کو شکست دی۔ اسے چند ہی روز ہوئے

اس شہر میں انطیوقس کی حکومت

تھے کہ انطیوقس پھر زبردست لشکر لے کے آیا۔ سقوپاس کو شکست دی اور بیت المقدس مستقل طور پر انطیوقس کے تصرف میں آ گیا۔ بنی اسرائیل یونانی فرمانروایان مصر کے مظالم کو بھولے نہ تھے۔ انطیوقس کی فتح سے بہت خوش ہوئے اور اس نے بھی اسرائیلیوں کو اپنا دوست بنانے کے لیے ایسے احکام جاری کیے جو قوم یہود کے حق میں نہایت مفید تھے۔

وہ کلیوپٹرا کے جہیز میں

اسی اثنا میں انطیوقس کی بیٹی کلیوپٹرا کی شادی نوجوان فرمانروائے مصر بطلیموس ایپی فانس کے ساتھ ہوئی۔ اور ارضِ یہودا کا علاقہ اسے جہیز میں دے دیا گیا۔ مگر باوجود جہیز میں دیے کے شرط یہ تھی کہ ارضِ یہودا اور بیت المقدس کا محاصل آدھا آدھا فرمانروایانِ شام و حکمرانِ مصر میں تقسیم ہو جایا کرے لیکن چند ہی روز کے اندر کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ انطیوقس نے پھر لیا

پورا قبضہ جما لیا۔

یوسف کمشنر اور اسکی اولاد اس زمانے مین اسرائیلی امام آدنیاس دوم کا عزیز یوسف
جو بطلیموس کی طرف سے ارض یہودا اور دیگر علاقون کا کمشنر تھا بیت المقدس
کے امام سے کم اثر نہ رکھتا تھا۔ اور بہ اعتبار قوت کے وہ سب سے بڑھا ہوا
تھا۔ اس کے آٹھ بیٹے تھے۔ جن مین سب سے چھوٹا ہیرقانوس تھا بطلیموس
کے محل مین لڑکا پیدا ہوا اور مصر مین خوشی کے جشن منائے جانے لگے۔ تو یوسف نے
اپنے اس چھوٹے فرزند کو دربار مصر مین بھیجا کہ اس کی طرف سے رسم

اسکا بیٹا ہیرقانوس دربار مصر مین مبارکباد ادا کرے۔ اور اس کے ساتھ بطریق نذر کے
ایک سو حسین و بے مثال کنیزین اور ایک سو حسین و نازک اندام لڑکے بھیجے۔ ان
کنیزون اور لڑکون مین سے ہر ایک کی قیمت ایک ٹیلنٹ تھی۔ اور پیش کیے جاتے
وقت ایک ہی ٹیلنٹ کا توڑا ہر ایک کے ہاتھ مین تھا۔ اس نذرانے سے بطلیموس بہت
خوش ہوا۔ اور اس کی نظر مین ہیرقانوس کی بھی ویسی ہی عزت ہو گئی جیسی کہ
اس کے باپ یوسف کی تھی۔

اسکے بھائیون کا حسد یہ عزت حاصل کر کے ہیرقانوس واپس آ رہا تھا کہ راستہ مین اسکے
بھائیون نے یہ خیال کر کے کہ مصر سے بہت سی دولت لیے آتا ہو گا اس پر یورش
کر دی۔ اس لڑائی مین اس کے دو بھائی جان سے مارے گئے۔ اور خود اسے
بھی دریائے یردن کے دوسری طرف بھاگ کے پناہ لینی پڑی۔ مگر اس نے وہین
سے بیٹھ کے سرکاری مالگزاری وصول کرنا شروع کر دی۔

اسی اثنا مین یوسف مر گیا۔ اور اسکے مرنے پہ بیٹون مین تقسیم ترکہ کی بابت

ادنیاس ثالث امام یہود سخت جھگڑے ہوئے۔ اور جب یہ جھگڑا امام بیت المقدس ادنیاس
ثالث کے سامنے پیش ہوا تو اس نے ہیرقانوس کے خلاف اور اسکے بڑے بھائیون کے

موافق فیصلہ کیا۔ اور ہیرقانوس کو دریاے یردن کے اس پار بھاگنا پڑا۔ اب کی وہان پہونچ کے اس نے ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ تعمیر کیا۔ اور وہان سے بیٹھ کے قرب و جوار کے عربی او نبطی قافلون پہ لوٹمار کرنے لگا جو تجارت کے لیے ادھر سے گذرا کرتے تھے اسکا حال جب شام کے بادشاہ انطیوقس کو معلوم ہوا جو یہان کا مستقل فرمان روا تھا تو وہ سزا دہی پر آمادہ ہوا۔ اور اُسکی وحشت سے سہم کے ہیرقانوس نے زہر کھا کے اپنی زندگی ختم کر دی

خزانۂ حرم کے متعلق امام یہود اور اُسکے نائب مین جھگڑا

اسی اثنا مین امام بیت المقدس اونیاس اور یوسف کے بڑے بیٹے شمعون مین ایک جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ شمعون مقتداے اعظم یہود کے ماتحت مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اسکے ساتھ وہ شاہی محاصل وصول کرنیکے لیے سلوقس کیجانب سے کمشنری کی خدمت پر بھی ممتاز تھا۔ مسجد اقصیٰ کے متعلق ایک بہت بڑا خزانہ تھا۔ اونیاس چاہتا تھا کہ خزانہ میرے قبضہ مین رہے۔ اور شمعون کے دل مین سمائی ہوئی تھی کہ یہ خزانہ میرے چھوٹے بھائی ہیرقانوس کا جمع کیا ہوا ہے اس لیے کہ امام یہود نے خود ہی ہیرقانوس کو اس خزانے مین دولت جمع کرنے کی اجازت دی تھی۔

اپولونیس کے پاس فریاد

جب اونیاس پر شمعون کا کچھ زور نہ چلا تو شکایت لے کے اپولونیس کے پاس دوڑا گیا جو علاقہ جات جنوبی شام مین سلوقس کا نائب تھا۔ اور اسے بتایا کہ بیت المقدس مین کتنی دولت جمع ہے۔ اس نے بجاے اسکے کہ اسکی کچھ مدد کرے خزانۂ مسجد اقصیٰ کے مشرح حالات سلوقس کو لکھ بھیجے۔ سلوقس ان دنون رومیون کے ہاتھ سے پریشان ہو رہا تھا۔ اور روپیہ کی ضرورت نے اسے پریشان و عاجز کر رکھا تھا۔ اس دولت غیر مترقبہ کا حال سنا تو منھ مین پانی بھر آیا

سلوقس کا خزانچی خزانۂ حرم کو لوٹنے آتا ہے

چھوٹتے ہی اپنے خزانچی ہیلیوڈورس کو روانہ کر دیا کہ بلا تامل جا کے اس بیشمار دولت کو اپنے قبضہ مین کر لے۔ اسکی روانگی کا حال بیت المقدس کے لوگون کو معلوم ہوا تو سب کے حواس جاتے رہے۔ پورے شہر مین ایک یاس و ناامیدی پھیل گئی۔ اور سب سے زیادہ اثر امام شہر اونیاس پر پڑا۔ اسنے

زیادہ اندیشہ اس بات کا تھا کہ ایک کافر کے آنے سے خانۂ خدا کی بے حرمتی ہو گی۔ مگر

پھر تائید غیبی

مگر خدا ہی کو منظور نہ تھا کہ ہیلیوڈورس کے ہاتھ سے مسجد اقصیٰ یا اسکے خزانے کو کسی قسم کا ضرر پہونچے۔ ہیلیوڈورس شہر مین داخل ہوکے معبد محترم کیطرف بڑھ رہا تھا اور لوگ اُس کے جلوس کو یاس و حسرت کی نگاہون سے دیکھ رہے تھے۔ اور کمال بیکسی سے آسمان کیطرف نظر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے تھے کہ ناگہان ایک ازغیبی سوار نمودار ہوا جو سنہرے زرہ بکتر سے آراستہ تھا۔ اور دو خوبصورت جوان اُس سوار کے داہنے بائین تھے۔ وہ سوار ہیلیوڈورس کے قریب پہونچا۔ اور اس کے گھوڑے نے یکایک دونون اگلی ٹاپین اٹھا کے اس گستاخ یونانی افسر کو اس زور سے مارا کہ وہ غش کھا کے زمین پہ گر پڑا۔ ساتھ ہی سوار کے دونون رفیقون نے ہیلیوڈورس کے ہمراہیون پہ حملہ کر دیا۔

دشمنون پر اس واقعے کا رعب

اس خلاف امید اور غیر معمولی واقعے اور خدا کی ازغیبی مدد کو دیکھ کے بنی اسرائیل بہت ہی خوش ہوے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ اور ہیلیوڈورس اُسی طرح زمین پہ بیہوش پڑا تھا۔ جب اس کے ہمراہیون نے امام بیت المقدس ادنیاس کے پاس حاضر ہوکے اسکی بے انتہا منت و سماجت کی اور اس نے درگاہ الٰہی مین دعا کی تو اسکی دعا کے بعد ہیلیوڈورس کو ہوش آیا۔ اب ہمگین ہیلیوڈورس کے حواس ابھی بجا تھے اور سارے شام مین مسجد اقصیٰ کے اس معجزے کی شہرت ہو رہی تھی۔

مگر شمعون جس کی وجہ سے حرم مسجد اقصیٰ پہ یہ آفت آئی تھی اس پہ کچھ اثر نہ ہوا۔ اُس نے علانیہ کہنا شروع کیا کہ یہ سراسر فریب تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باہم فساد اور بڑھا۔ اور شمعون نے کئی آدمیون کو قتل کر ڈالا۔ اسرائیلی امام ادنیاس نے جو یہ خرابیان دیکھین تو فوراً انطاکیہ

ادنیاس امام یہود انطاکیہ مین

مین چلا گیا تاکہ خود بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوکے دادرسی کا امیدوار ہو۔ مگر اُسکے پہونچتے ہی سلیوقس مر گیا اور انٹی فانس مجنون اُسکا جانشین ہوا۔

سلوقس کا مجنون جانشین فرمان روا عجیب و غریب شخص تھا۔ ادنیٰ درجے کے ذلیل و حقیر لوگ اس کی صحبت مین رہتے۔ گلی کوچون مین اچکتا اور اچھلتا کودتا پھرتا چھوٹے چھوٹے شراب خانون اور ذلیل قسم کے حامون مین جاتا۔ چونکہ رومیون سے اُسے نفرت تھی اس لیے ان کے چڑھانے کی غرض سے رومی مجسٹریٹون کے سے سفید کپڑے پہن کے کسی چوراہے پر بیٹھ جاتا۔ اور گویا اپنے نزدیک رومیون کی عداوت مین دل کی بھڑاس نکال لیتا۔

اسے یہود سے بغض یہود سے بھی اسے خاص عناد تھا۔ چاہتا تھا کہ یہ مذہب ہی دنیا سے غائب ہو جائے اور اس کے عوض اس کا یونانی کیش و آئین پھیلے اور ترقی کرے۔ مگر ہوا یہ کہ اس کے تعصب و اختلاف سے یہود کو بجائے ضرر کے فائدہ پہنچا۔

یہود پر یونانی معاشرت کا اثر یہود ان دنون یونانیون کی معاشرت سے بہت ہی گرویدہ ہو رہے تھے۔ یونانیون کے عادات و اطوار رفتہ رفتہ اور آہستہ آہستہ اُن کی معاشرت مین داخل ہوتے جاتے تھے اسرائیلی قوم [illegible] ہو چکی تھی [illegible] پیدا ہونے لگا تھا کہ دفعتہً یہود کو ایک یونانی فرمان روا کے [illegible] تعصب کا حال معلوم ہوا اور ساری قوم جوش و خروش سے [illegible] آمادہ ہو گئی۔ اور جب اپنے قومی کیش و آئین کا خیال آیا تو [illegible] اس کے رسوم سے متنفر ہو کے دوڑتے سے اپنے خدا [illegible] کی عبادت کرنے لگے۔

یوشع امام یہود اس زمانے مین امام یہود اونیاس [illegible] اس کے بھائی یوشع نے بادشاہ شام کی خدمت مین [illegible] کے ساتھ درخواست پیش کی کہ امامت کے عہدے سے اونیاس معزول کر دیا جائے اور اس کی جگہ مجھے خلعت امامت عطا ہو۔ یہ درخواست ایسی بھاری رقم کے ساتھ تھی کہ بادشاہ نے اونیاس کو اپنے پاس بلا کے نظربند کر لیا۔ [illegible]

وہ یونانی معاشرت کا دلدادہ تھا

اجازت نہ دی۔ گویا وہ ایک قسم کی اعزازی قید مین رکھا گیا۔ اور یوشع کو امامت
کی سند عطا ہوئی۔ جو اس طریقہ سے یہود کا امام بن گیا۔ اپنے عہد امامت مین اس نے
کوشش کی کہ یونانیون کی تقلید مین بنی اسرائیل کے
قومی امتیاز اور ان کے خصائص قدیم کو مٹا دے۔ خود اپنا عبرانی نام یوشع چھوڑ کے
اپنے لیے یونانی نام "جاسون" اختیار کیا۔ اور انتیفنر کی طرح بیت المقدس مین
ایک اکھاڑا (جمنے شیم) بنوایا۔ جہان شہر بھر کے اسرائیلی نوجوان جمع ہو کے
طرح طرح کی کثرتین کیا کرتے۔ غرضکہ اس مقتدائے امت نے رفتہ رفتہ آبا و اجداد
کی پوری رسمون کو مٹا دیا۔ یونانیون کے طور طریقے سب کو سکھا دیے اور نوبت
یہان تک پہونچی کہ مسجد اقصیٰ مین نماز ادا کرنے اور اسکی عبادت کے جاری رہنے
مین بھی بے پروائی کرنے لگا۔

آخر خدا خدا کر کے جاسون کی امامت کا دور بھی ختم ہوا۔ اور وجہ یہ ہوئی
کہ اس نے یوسف کے بیٹے اور شمعون کے بھائی ادنیاس کو اپنی طرف سے انطاکیہ
مین بھیجا تاکہ بادشاہ کے خزانے مین خراج کی رقم داخل کرے۔ ادنیاس نے

یوسف کا بیٹا ادنیاس امام یہود

کچھ اس طرح باتین بنا کے بادشاہ کو شیشے مین اتار لیا کہ اس نے
جاسون کو معزول کر کے اس کی جگہ اسی شخص کو یہود کا
امام بنا دیا۔ چنانچہ اب اس ادنیاس نے انطاکیہ سے واپس آ کے خلعت
امامت پہنا۔ اور چونکہ یونانیت اس کے دماغ پر بھی چھائی ہوئی تھی اس لیے
اپنا یونانی نام "منیلاؤس" قرار دیا۔

اب اتفاق سے مسجد اقصیٰ کا خزانہ بالکل خالی تھا۔ اس لیے کہ جاسون کی فضول
خرچیون کی وجہ سے کچھ بھی نہین بچا تھا۔ اور انطاکیہ کے خزانے مین رقم خراج
ادا کرنا لازمی تھا۔ منیلاؤس نے خزانۂ حرم کو تاکا۔ اور اس کے سونے کے

ظروف خفیہ طور پر شہر طائر میں بیچ کے بکوا لئے پرانا امام اونیاس جس کو معزول

حرم کے قیمتی ظروف عبادت کا بکنا اور معزول امام کا دعویٰ

کرا کے جاسون امام بنا تھا اب تک انطاکیہ میں زندہ موجود تھا۔ اُس کو یہ حالات معلوم ہوئے تو خانہ خدا کی بے حرمتی پر صبر نہ آیا۔ فوراً منیلاؤس کے خلاف انطاکیہ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ مگر اس کا کیا علاج تھا کہ فیصلہ کرنے والے جج منیلاؤس سے رشوت لے چکے تھے فیصلہ اونیاس کے خلاف ہوا۔ اور اُلٹا وہی ملزم قرار دیا گیا۔ یہ نتیجہ سن کے اونیاس اپنی جان بچانے کی غرض سے

اس کی ناکامی اور موت

بھاگ کے ایک خانقاہ میں بیٹھ رہا۔ لوگوں نے اُبھار اُبھار کے اُسے پھر گوشۂ عزلت سے نکالا کہ قوم و ملت کی خدمت کرے۔ مگر خانقاہ کے باہر نکلتے ہی اندرونیقوس نام ایک شخص نے اُسے مار ڈالا جسے منیلاؤس نے رشوت دے کے اس خدمت پر بھیجا تھا۔ اونیاس کی زندگی نہایت سچائی اور راست بازی میں گزری تھی۔ اور ایسا پاک باز و پاک نفس تھا کہ مکار شاہ انطاکیہ کو بھی چاہے فقط دکھانے کے لیے ہو اُس کی موت پر بڑا افسوس ہوا۔

عوام کی شورش

لیکن اب بیت المقدس میں ایک سخت شورش پیدا ہو گئی تھی۔ لوگوں کو پتہ لگ گیا تھا کہ موجودہ امام صاحب نے مسجد اقصیٰ کے سونے کے ظروف اندر ہی اندر بیچ ڈالے ہیں۔ عوام کو مشتعل دیکھ کے منیلاؤس کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا اُس نے اپنے بھائی لی سی ماخوس کو اپنا نائب بنایا اور اُسے تین ہزار فوج کی حفاظت میں چھوڑ کے بیت المقدس سے بھاگ گیا۔ مگر وہ فوج کام نہ آئی لوگوں نے نرغہ کر کے لی سی ماخوس کو مار ڈالا۔

انطیوقس نے شکایت سے کان بہرے کر لیے

اُن دنوں انطیوقس نے مصر پر حملہ کر دیا تھا۔ اور زبردست لشکر کے ساتھ اُس طرف جا رہا تھا۔ وہ شہر طائر میں تھا

بیت المقدس کے معزز اسرائیلیوں کا ایک وفد اُس کی خدمت میں حاضر ہوا اور مینلائوس کے مظالم کی فریاد کی۔ ہوشیار و مکار مینلائوس ان لوگوں سے پہلے ہی انطیوقس سے مل چکا تھا اور اُس کے کان بھر دیے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انطیوقس ان لوگوں کی صورت دیکھتے ہی اس قدر برافروختہ ہوا کہ اُن سب کو قتل کر ڈالا۔

اُس کی موت کی افواہ | اس کے بعد انطیوقس نے مصر میں جا کے پوری کامیابی حاصل کی۔ سارے علاقۂ مصر کو فتح کر لیا۔ اور اس خوشی میں وہاں جشن منا رہا تھا کہ دفعتہً ارض مقدس میں کسی نے یہ غپ اُڑا دی کہ انطیوقس مر گیا۔ یہ سنتے ہی جاسون جو معزول ہو چکا تھا اُٹھ کھڑا ہوا۔ بیت المقدس پر قابض ہو گیا۔ اپنے بھائی مینلائوس کو قلعۂ عکہ میں قید کر دیا۔ اور جو لوگ اُس کے خلاف تھے اُن پر نہایت

انطیوقس بیت المقدس میں | سخت مظالم کرنے لگا۔ یہ خبر انطیوقس کو پہونچی تو طیش کھا کے چلا۔ اور بیت المقدس کے قریب آپہونچا۔ اسرائیلی حامیان وطن کی طرف سے ایک خفیف سی مزاحمت ہوئی۔ مگر کچھ زور نہ چلا۔ انطیوقس شہر پر قابض ہو گیا۔

قتل عام | قبضہ کرتے ہی قتل عام شروع کر دیا۔ تین دن کے اندر چالیس ہزار اسرائیلی قتل ہوئے اور اتنی ہی مقدار میں پکڑ کے غلام بنا لیے گئے۔

حرم کی توہین | یہود اپنے کیش و آئین کے اس قدر دلدادہ تھے کہ اگر اُن کے مذہب کی توہین نہ ہو تو ایسے قتل عام کو بھی صبر و شکر سے گوارا کر لیتے۔ مگر انطیوقس نے قیامت تو یہ کی کہ مسجد اقصیٰ میں بلا تامل گھس پڑا۔ اور اُس کے بعد حرم الحرم میں جہاں اُن لوگوں کے اعتقاد میں فرشتہ پر نہیں مار سکتا تھا دراتا چلا گیا۔ اور وہاں کا

اُس کا لُٹنا | قیمتی سامان اور ظروف عبادت کی لوٹ مار شروع کر دی۔ تمام سونے چاندی اور جواہرات کی چیزیں اپنے قبضے میں کر لیں۔ جن میں سونے کا شمعدان۔ عود و لوبان سلگانے کی طلائی انگیٹھی۔ اور بہت سے ظروف

اس لوٹ مار مین اٹھارہ سو ٹیلنٹ کی مالیت اُس کے ہاتھ آگئی *

مسجد اقصیٰ ناپاک کی گئی | مگر جوشِ انتقام اب بھی ٹھنڈا نہین ہوا تھا - مسجد اقصیٰ مین حرم الحرم کے اندر وہان کی خاص قربان گاہ پر ایک بہت بڑا سور لا کے ذبح کیا گیا - اُس کا گوشت اُبال کے شوربا حرم الحرم اور ساری مسجد اقصیٰ کے در و دیوار پر چھڑکا گیا - یہ وہ جگہہ تھی جہان امام بھی فقط سال مین ایک مرتبہ ڈرتا ہوا جاتا تھا - اور خدائے واحد ذوالجلال کا یہ وہ عبادت خانہ تھا جو نہایت ہی محترم اور پاک سمجھا جاتا - اور صدیون سے اُس مین اللہ جل شانہ کی عبادت ہو رہی تھی - مگر متعصب دشمن نے کسی بات کا پاس و لحاظ نہ کیا -

جاسون انطیوقس کے آنے کی خبر سُنتے ہی شہر سے نکل کے بھاگ گیا تھا - مگر ادھر اُدھر آوارہ پھرتا تھا اور کہین پناہ نہ ملتی تھی - آخر اسی وحشت نوردی مین وہ پیوند زمین ہو گیا - وہ نہایت ہی نالائق اور ناپاک امام یہود تھا جس سے ہر شخص کو نفرت تھی - جس کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ اس غریب الوطنی اور بیکسی کی موت کے وقت کوئی متنفس اُس کے ساتھ نہ تھا - انطیوقس نے اتنے مظالم کرنے کے بعد منیلاؤس کو پھر امام یہود مقرر کیا - لیکن اب اُس نے اس

بیت المقدس مین یونانی والی | علاقے مین اپنی طرف سے دو اور عہدہ دار بھی مامور کیے - پہلا فلپ - جسے اُس نے بیت المقدس اور ارض یہودا کا والی مقرر کیا اور دوسرا اندرونیقوس جو اُس کی جانب سے شومرون کا والی مقرر ہوا -

رومیون کا دھڑکا | اس واقعے کو دو ہی سال ہوئے تھے کہ رومیون کا علم اقبال اس سرزمین تک آ پہونچا - اُنھون نے مصر کو چھین لیا - اور انطیوقس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے ما بقی ملک کو اس قدر دبا کے اپنے قبضہ مین رکھے کہ کسی کو سر اُٹھانے کی جُرأت نہ ہو - رومیون کا معمول تھا کہ طاقتور سلطنتون

کمزور کرنے کیلیے اُن کی پڑوس کی کمزور ریاستون کو بھڑکا کے اُن کی
مخالفت پر کھڑا کر دیتے - اور اُن کو مدد دیکے زبردست سے زبردست قوتون کا خاتمہ کر دیتے
اور اگر کوئی دوسری ریاست نہ ملتی تو خود اُنھین کی قلمرو مین رعایا کو ابھار ابھار
کے اُس مین شورش پیدا کر دیتے۔ اور خود شورش کرنے والون کے حامی و ہمدرد بنتے

نسل اسرائیل کے فنا کر دینے کی فکر رومیون کی اس پالسی سے واقف ہونے کے بعد
انطیوقس کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو بنی اسرائیل بھی رومیون کے بھڑکانے مین آجائین
اس وہم مین پڑکے اُس نے عام حکم جاری کر دیا کہ ساری اسرائیلی نسل کا خاتمہ کر دیا
جائے - اس کام کے انجام دینے کے لیے اُس نے اپولونیوس نام ایک سنگدل رومی
سردار کو مقرر کیا جس نے یہ خدمت بڑی ہی مستعدی سے انجام دی - اور سخت بے رحمی
کے ساتھ ایسے ایسے مظالم کیے کہ شاید دنیا کا اور کوئی ظالم اس سے زیادہ مشق ستم نکر سکا ہوگا

پھر بیت المقدس مین قتل عام ایک یوم السبت (ہفتہ) کو جس دن یہود لڑنا جھگڑنا اور
دنیاوی کام کرنا داخل معصیت سمجھتے تھے - اور اُس دن بھی خاص اُس وقت
جبکہ ساری قوم مصروف عبادت تھی اپولونیوس نے اپنے جلاد سپاہیون کو قتل عام کا
حکم دے دیا - آناً فاناً مین ہر طرف تلوار چلنے لگی - سڑکون اور گلیون مین خون کی
ندیان بہ نکلین - مرد بلا استثنا قتل ہوئے - اور عورتین ساری کی ساری لونڈیان
بنا لی گئین - اس قتل عام کے بعد ظالم یونانی حاکم نے شہر کو برباد کرنا شروع کیا - سارا شہر خالی کرا لیا

شہر کی بربادی جابجا آگ لگا دی - عمارتین مسمار کر دین - پھر کوہ صیہون پر ایک نہایت
مضبوط قلعہ تعمیر کرایا - جہان سے مسجد اقصیٰ اور اُس کے گرد کی زمین کی پوری نگرانی
ہو سکتی - اور شہر کی بخوبی نگہبانی کی جا سکتی - اس قلعے مین جو فوج رکھی گئی اُس کے
سپاہیون کا یہ طریقہ تھا کہ اکثر قلعہ سے نکل کے آس پاس کے گاؤن کو لوٹا کرتے
اور کوئی نہ پوچھتا کہ کیا کرتے ہو - جو دل خون شدہ دلدادگان ملت شہر کی

زیارت کو یا لوگون سے چھپ کے مسجد اقصیٰ مین عبادت کرنے کو آتے اُنھین یہ ظالم سپاہی پکڑ لیجاتے یا لوٹ لیتے - غرض توحید کی آواز دب گئی اور خداپرستی جُرم تھی - اور اُس کے عوض جہان دیکھیے بت پرستی اور رسوم شرک کا دَور دورہ تھا

مذہب یہود کے استیصال کی تدبیر | انطیوخس کا دل اتنے مین بھی نہ ٹھنڈا ہوا اب اُس نے ایک عام فرمان اپنی تمام قلمرو مین جاری کر دیا کہ ہمارے ممالک محروسہ مین جتنے لوگ آباد ہین اُن سب کا ایک ہی مذہب ہونا چاہیے - اور وہ مذہب یونانی بت پرستی ہی - اس فرمان پر عملدرآمد ہونے کے لیے اُس نے جا بجا بہت سے عہدہ دار مقرر کیے جن کا فرض منصبی یہ تھا کہ اس شاہی حکم کی پابندی رعایا سے نہایت سختی کے کرائین -

جو عہدہ دار اس خدمت کے انجام دینے کے لیے ارض یہودا اور شومرون مین آیا اُس کا نام اتھنائیوس تھا - یہ ایک معمر و سن رسیدہ شخص تھا - یونانی مذہب کے رسوم و عادات اور فرائض و عبادات سے خوب واقف تھا - اہل شومرون تو اسکی

شومرون والے بت پرست ہو گئے | پیروی کرنے اور اُس کے احکام بجا لانے پر آمادہ ہو گئے - اور شاہی مذہب کو فوراً قبول کر لیا - اور اُن مین جرزیم کا جو عبادت خانہ قائم تھا باضابطہ طریقے سے یونانیون کے دیوتا جیوپٹر زیوس کی جانب منسوب کر دیا گیا -

بیت المقدس مین جبریہ بت پرستی | اہل شومرون کو بت پرست بنا کے اتھنائیوس بیت المقدس مین آیا - اور وہان جو فوج پہلے سے موجود تھی اُس سے مدد لیکے یہود کو مجبور کیا کہ اپنے قدیم طریقہ عبادت کو چھوڑ کے یونانی بت پرستی اختیار کرین - یوم السبت اور دیگر ایام مین کوئی امتیاز نہ کرین - سور کا گوشت سب کو زبردستی کھلایا گیا - اور اس سے بھی زیادہ آفت یہ کہ اپنی تعلیم قومی رسم ختنے سے قطعاً

روک دیے گئے۔ اور ختنہ کرنا جرم قرار دے دیا گیا مسجد اقصیٰ مین بت پرستی ہونے لگی۔

حرم المحرم مین المپوس دیوتا کی مورت | اور اُس معبد الٰہی کو جو مندر بنا یا گیا وہ یونانی دیوتا آلمپئیوس کی جانب منسوب تھا۔ یہ مورت خاص حرم المحرم مین قربان گاہ کی جگہ پر قائم کی گئی اور اُس کے سامنے اُس پر جانور بھینٹ چڑھائے جانے لگے۔

اسرائیلی رسوم بجا لانے پر سزائین | اتفاقاً دو اسرائیلیہ عورتون نے اپنے بچون کے ختنے کرا لیے تھے اس جرم کی سزا مین وہ شہر کے باہر ایک نمایان جگہ پر بیچا کے پھانسی پہ لٹکا دی گئین اور اُنھین کے ساتھ اُن کے دونون مختون بچون کی بھی گردنین باندھ دی گئین۔ اسی قسم کے صدہا ایسے ایسے مظالم ہوئے جو بیان نہین ہو سکتے اس عام ظلم کے زمانے مین جو لوگ جان سے مارے گئے اُن مین ایک نیک نفس بزرگ الیزر بھی تھے۔ اُن کی عمر نوے سال کی تھی۔ توحید کے سچے شیدا اور اپنے دین کے دلدادہ تھے۔ جن اسرائیلیون نے کفر و بت پرستی کو اختیار کر لیا تھا اُنھین مارا۔ اور محض اس جُرم پر کہ اپنے دین الٰہی سے دست بردار نہ ہوے اُنھون نے نہایت ہی استقلال و جوانمردی سے جان دے دی مگر بے دینی نہ اختیار کی۔ اور نوجوانان قوم کے لیے ایک قابلِ اتباع نظیر چھوڑ گئے۔

بعض خدا پرستون کا استقلال | بنی اسرائیل مین وہ سات بھائی بھی بہت مشہور ہین جنھون نے اس سخت آزمائش کے زمانے مین اپنی مان کے جرأت دلانے سے شریعت موسوی کی پیروی اور اُس کے رسوم توحید کی پابندی نہ چھوڑی۔ طرح طرح کی مصیبتین برداشت کین۔ اور لاکھ بت پرستی اختیار کرنے کے لیے ترغیب و ترہیب کی گئی مگر اُنھون نے ذرا پروا نہ کی۔ اور مرتے دم تک حق پرستی اور سچائی کو نباہ دیا۔

دیہی مظالم گاؤن مین | جب بیت المقدس کی یہ حالت ہو گئی کہ اب ظلم کرنے کو کوئی دلدادہ حق نہ ملتا تھا تو گرد و پیش کے گاؤن اور ارض یہودا کے دو ...

شہروں میں بھی مظالم شروع ہو گئے - اور انبیاے سلف کی اس برگزیدہ خاک پر خدا پرستوں کو کوئی پناہ کی جگہ نہ ملتی تھی -

یہود کی عید بھی موقوف

اب سب سے بڑا جور یہ ہوا کہ یہود کو حکم دیا گیا کہ اپنی قومی عید ملتوی کر دیں اور اُس کے عوض یونانیوں کی عید منایا کریں - ملت اسرائیلی کی یہ سب سے بڑی بے حرمتی تھی - جس میں بنی اسرائیل زبردستی پکڑ پکڑ کے شرک کی عیدوں میں شریک کیے جاتے اور معبودان باطل یعنی یونانی دیوتاؤں کی مورتیں انھیں کے کندھوں پہ اُٹھوا کے شہر میں نکالی اور گلی کوچوں میں پھرائی جاتی تھیں

بظاہر ملت اسرائیلی مٹ گئی

بہرحال اس زمانے میں بنی اسرائیل کے مذہب توحید اور یہوا (خداے عز و جل) کی عبادت کی ایسی نازک اور ابتر حالت تھی کہ بظاہر معلوم ہوتا تھا قوم بنی اسرائیل اور اُن کا کیش و آئین دونوں صفحہ ہستی سے مٹ جانے کو ہیں - اور اُن کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں -

باب نہم

آزادی کے لیے بنی اسرائیل کی کوششیں یونانی شاہان شام کے عہد میں

خود خدا بنی اسرائیل کا نگہبان تھا - خاندان اسمونی یا مکابی کا آغاز - ان لقبوں کی مشہور ہونے کی وجہ - متاتھیاس - اُس کا مذہبی جلال - یوم السبت کو لڑنا جائز ہوا - جابجا نئے معبد بنے - یہودا مکابی - اُس کی فتحیں - شام کے یونانیوں کا اُس پر حملہ - یہود کی کمزوری - اور پریشانی - سچے حامیان ملت کے سوا سب اسرائیلی لشکر سے نکال دیے گئے - یونانیوں کی پہلی شکست - دوسری شکست - تیسری شکست - اور نقصان عظیم سلطنت شام کا دوسرا حملہ اور پھر شکست - یہودا مسجد اقصیٰ کے کھنڈروں میں اُس کی تعمیر درستی و آراستگی جا بسد پڑ دی - اور اُن کی سرگرمی - یہودا مکابی کی پالیسی - ایک فرمانی

اور اُس کی سزا۔ انطیوقس کی نامرادی موت۔ یوپاتور بادشاہ شام۔ ارض یہودا پر اُس کا زبردست
حملہ۔ بیت سورہ پر اُس کا قبضہ۔ بیت المقدس کا محاصرہ۔ یونانیوں کی دغابازی۔ دمیطریوس
بادشاہ شام۔ بنی اسرائیل میں پست ہمتی۔ الکیموس امام یہود۔ اُس کے مظالم طرفداران یہودا پر۔
بیت المقدس پر یہودا کا حملہ۔ پھر یونانیوں کی شکست پر شکست۔ رومیوں سے یہودا کا
پہلا تعلق اور دولت روم کی پالیسی۔ دمیطریوس کا نہایت سخت حملہ۔ یہودا کی بہادرانہ موت۔ اُسکی خوبیاں۔ یہود پر
بد اندیش امام کے مظالم۔ یہودا کا بھائی یوناثان۔ الکیموس کی عبرتناک موت۔ یونانیوں کی شکست۔ اُن سے اور یوناثان سے صلح۔
وہی فرمانروا ہے ارض یہودیہ۔ اسکندر نے سلطنت شام پر یونانیوں کے باہمی جھگڑوں سے یوناثان نے فائدہ اٹھایا۔ بیت المقدس
پر یوناثان کا قبضہ۔ اسکندر کے وعدے۔ یوناثان امام یہود۔ اور اسکندر بادشاہ شام۔ نقاطور بادشاہ شام۔
یوناثان انطاکیہ میں۔ نقاطور اور یوناثان میں مخالفت۔ انطیوقس بادشاہ شام۔ طریفون کی مکاری اور یوناثان
سے دغا۔ شمعون یہود کا سردار۔ یوناثان کا دغابازی سے مارا جانا۔ انطیوقس بھی دغابازی سے مارا گیا۔ سیدیطس بادشاہ
شام۔ شمعون یہود کا خود مختار بادشاہ اور اُسکی حکومت۔ روم میں سفیر یہود۔ شمعون کی خوبیاں۔ پہلا لویس فارسیوں کا
قیدی۔ انطیوقس سدیتیس بادشاہ شام۔ اُس سے اور شمعون سے مخالفت۔ سلطنت شام کا شمعون پر حملہ اور شکست۔ شمعون
دغابازی سے مارا گیا۔ ہرقانوس امام یہود۔ ایک یہودیہ کا ایثار نفس۔ ارض یہودا پر پھر یونانیوں کا حملہ۔
انطیوقس کی رحمدلی۔ صلح اور ارض یہودا پر بادشاہ شام کا قبضہ۔ فارسیوں نے سلطنت شام کو
شکست دی۔ دمیطریوس پھر بادشاہ شام۔ ارض یہودا کی آزادی۔

اگرچہ یونانی تاجدار شام اور یونان کے بت پرستوں نے بظاہر اسباب ملت اسرائیلی کو بیخ و
بن سے اُکھاڑ کے پھینک دیا تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ قوم یہود صفحہ ہستی سے بالکل مٹ جائیگی۔
خود خدا بنی اسرائیل کا نگہبان تھا مگر خداوند جل و علا کو نہیں منظور تھا کہ یہ خدا پرست قوم فنا ہو۔
بمصداق "اذا اراد اللہ شیئاً ھیّأ اسبابہ" خدا نے اُنکی بقا کا سامان پیدا کر دیا۔ اور صاف
نظر آگیا کہ زبردست سے زبردست فرمان رواؤں کو بھی مظلوم کی آہ کمزور کر دیا کرتی ہے۔
اس مرتبہ خدا نے بنی اسرائیل کی مدد کسی معجز نما طریقے یا خلاف فطرت واقعے سے

نہین کی بلکہ خود یہودیہ ہی مین سے ایک ایسا جانباز اُٹھا کے کھڑا کر دیا جس نے اپنی شجاعت - اپنے حوصلے - اپنی دینداری - اور اپنے استقلال سے یونانیون کی تلوارین کُند کر دین - اور اُن کی مشرکانہ آرزو کسی طرح نہ پوری ہونے دی - اُس کی نیو

خاندان اسمونی یا مکابی کا آغاز

یون پڑی کہ ارض یہودا کے ایک گمنام شہر مودین مین جسکی نسبت یقین کے ساتھ کوئی نہین کہہ سکتا کہ کہان پر واقع تھا متاتھیاس نام ایک اسرائیلی تھا جو یواریب کی نسل اور مقتدایان اُمت کے گھرانے سے تھا - اور بہت ہی معمر و سن رسیدہ تھا - اُس کے پانچ بیٹے تھے (۱) یوحانان (۲) شمعون (۳) یہودا مکابی (۴) الیعزر - (۵) یوناثان - یہی خاندان بعد کے زمانے مین اسمونی اور مکابی کے لقبون سے مشہور ہوا - اسمونی اس لیے کہ متاتھیاس کے پردادا کا نام حسمون تھا - جو کثرت

ان لقبون سے مشہور ہونے کی وجہ

استعمال سے اسمون ہو گیا - اور مکابی اس لیے کہ متاتھیاس کا سنجھلا بیٹا یہودا گرز زنی مین کمال رکھنے کے باعث مکابی کے لقب سے مشہور ہو گیا تھا جس کے معنے گرز زن کے ہین -

جس وقت ساری ارض یہودا مین یہودیون کے قتل اور شریعت موسوی کے مٹانے کی کوشش ہو رہی تھی انطیوقس کا ایک عہدہ دار اپلیس نام مذکورہ شہر مودین مین بھی اسی غرض کے لیے آیا - اور تمام یہود کو حکم دیا کہ اپنا مذہب چھوڑ کے یونانی بُت پرستی اختیار کر لین - اس قصبے مین چونکہ سب سے زیادہ صاحب اثر یہی بوڑھا متاتھیاس تھا اس لیے سب سے پہلے اُسی کو بُلا کے یہ ظالمانہ حکم سنایا گیا

متاتھیاس

اور اُس کے ساتھ ہی اُسے دولت و عزت کا بھی بہت کچھ لالچ دیا گیا - متاتھیاس اپنے دین برحق کا ایسا دلدادہ تھا کہ صاف انکار کر گیا - اور

عہ اس شہر کا پتہ ڈاکٹر رابنسن نے یہ لگایا ہے کہ فی الحال یہی پُرانا شہر للطرون کہلاتا ہے جو ارض یہودا کی پہاڑیون کے دامن مین اُس سڑک پر واقع ہے جو بیت المقدس سے رملہ کو گئی ہے -

علانیہ کہدیا کہ "مین اپنے دین کی حمایت مین جان دے دون گا - مگر اُس سے دست بردار نہ ہون گا"

اس پر بُت پرست حاکم بگڑا - اور اُس کے حکم سے یونانی سپاہی اُسے پکڑ کے اُسی کے ایک بُت کے سامنے لے گئے - اور ارادہ کیا کہ اُس پر بھینٹ اُس کا مذہبی خلاف چڑھا دین - یہ دیکھ کے متا تھیاس کو کچھ ایسا جوش آیا کہ اُنھین بوڑھے ہڈیان پڑے ہاتھ پاؤن سے اپلیس پر جھپٹ پڑا - اُٹھا کے دے مارا - اور سینے پر چڑھ کے مار ڈالا - پھر اُسے قتل کر کے دوسرے سردارون پر جھپٹا جنمین سے کئی ایک کو قتل کیا - اور بھاگ کے پہاڑون مین چھپ رہا - جہان اُس نے اور بہت سے ہم مذہب جمع کر لیے - جن کی تعداد روز بروز بڑھتی ہی گئی - یہان تک کہ شاہی فوج سے کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی -

اتفاقاً ایک مرتبہ اُس کے ہمراہیون مین سے ایک ہزار اسرائیلی کسی گھاٹی مین گھر گئے - اور قیامت یہ کہ اُس دن یوم السبت (ہفتہ) تھا - یونانیون نے اُن مین گھس کے قتل کرنا شروع کیا - اور وہ ہفتے کا دن ہونے کی وجہ سے ہتھیارون کے قبضون پر ہاتھ نہ لیجا سکتے تھے - سب کے سب صبر و استقلال کے ساتھ قتل ہو گئے - اور کسی نے چون نہ کی - لیکن اُن لوگون کے جان دے دینے سے یہود نے ابد الآباد تک کے لیے یہ فائدہ اُٹھایا کہ یہ حالت دیکھ کے متا تھیاس نے یوم السبت کو لڑنا جائز ہوا اور اُس کے رُفقا نے یوم السبت کو بھی دشمنون سے لڑنے کا فتوی دیدیا - کیونکہ اب بغیر اس کے مفر نہ تھا -

قوت پکڑ لینے کے بعد متا تھیاس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب موقع پاتا پہاڑیون کی کمین گاہ سے نکل کے شہرون پر آپڑتا - یونانی مندرون کو منہدم کر دیتا - مورتون کو توڑ ڈالتا - زبردستی پکڑ کے لوگون کا ختنہ کر دیتا - اور ستم

موسوی کی کتابین یا توراۃ کے نسخے جہان ملتے اُٹھا لیجاتا۔ اس لیے کہ یونانی اُن کے مٹانے اور فنا کرنے کے درپے تھے۔ اسی زمانے مین ان اسرائیلیون نے خدائے واحد ذوالجلال کی عبادت کے لیے جابجا اپنے عبادت خانے "سناگاگ" بنا لیے۔ اس سے پیشتر اُن کی عبادت گاہ صرف مسجد اقصیٰ تھی۔ جو اب دشمنون کے قبضے مین تھی اور نجس کر دی گئی تھی۔

جابجا نئے معبد بننے

ان لوگون کی کامیابیان دیکھ کے جابجا سے یہود اُن کے پاس آ آ کے جمع ہونے لگے۔ یہان تک کہ ایک بڑی بھاری جماعت پیدا ہو گئی جس مین علی العموم فریسی گروہ کے لوگ تھے۔ اور اُن کا مشغلہ بُت پرست لوگون کو لُوٹ مارنے کے سوا کچھ نہ تھا۔

یہوداہ مکابی

اسی اثنا مین متاتھیاس نے سفر آخرت کیا۔ اور اُس کا بیٹا یہوداہ مکابی جو سب بھائیون مین زیادہ بہادر تھا باپ کا جانشین اور اس اسرائیلی گروہ کا سردار قرار پایا۔ مگر متاتھیاس نے مرنے سے پہلے اتنی قوت پیدا کر لی تھی کہ اُس کا جنازہ اُس کے وطن مودین مین بڑے کروفر اور نہایت ہی اطمینان کے ساتھ لیجا کے دفن کیا گیا

اُس کی فتحین

اب یہوداہ نے علی الاعلان مکابی جھنڈا بلند کیا۔ اور سلیوقس کی فوجون سے کھلے میدانون مین مقابلہ کرنے لگا۔ سب کے پہلے شومرون کا یونانی والی اپولونیوس اُس کے مقابلے کو آیا۔ اسرائیلی اس طرح جان توڑ کے لڑے کہ یونانی لشکر کو فاش شکست ہو گئی۔ اور اپولونیوس مارا گیا۔ یہوداہ مکابی نے مال غنیمت مین سے فقط اُس کی تلوار لے لی۔ اور اس کے بعد سے وہ لڑائیون مین بجائے گرز کے اسی تلوار کو کام مین لایا کرتا تھا۔

حاکم شومرون کے بعد اب ممالک سواحل شام کے نائب والی سیرون نے آ کے مقابلہ کیا۔ مگر اُس نے بھی شکست کھائی اور اپنی جان دی۔ ان دونون فتحون نے اسرائیلیون کا زور بہت بڑھا دیا تھا۔ اور کثرت سے یہودی آ آ کے اس جماعت

دین کی کارروائی مین شریک ہونے لگے۔

ان دنون انطیوقس نہایت ہی پریشان اور مصیبتون مین گھرا ہوا تھا۔ فضول خرچیون کے باعث خزانہ خالی تھا اور ٹکا پاس نہ تھا۔ مشرقی صوبون آرمینیہ اور ایران مین ہر طرف بغاوت ہوگئی تھی۔ اور وہان کے لوگون نے خراج دینا موقوف کر دیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے خود اُس نے تو ایک زبردست فوج ساتھ لے کے مشرق کی راہ لی۔ مگر لی سیاس نام اپنے ایک سردار کے پاس فوج کا ایک زبردست حصہ چھوڑ کے حکم دے گیا۔ کہ وہ ارض یہودا کی بغاوت فرو کرے۔

شام کے یونانیون کا اُس پر حملہ

یہ لشکر دو حصون پر منقسم ہو کے ارض یہودا کی طرف چلا۔ اگلے حصہ مین بیس ہزار سپاہی تھے جن کے افسر نکونر اور گورجیاس تھے۔ دوسرا حصہ سپہ سالار اعظم بطلیموس مقرون کے زیر علم تھا۔ کل فوج کی مجموعی تعداد چالیس ہزار پیدلون اور سات ہزار سوارون کی تھی۔ یہودا اس عظیم الشان شاہی لشکر کے مقابلے کے لیے بدقت تمام چھ ہزار آدمی فراہم کر سکا۔ جو شہر مزپہ مین جمع ہوئے۔ یہ لوگ چونکہ اپنی تعداد کی بے انتہا کمی کی وجہ سے پریشان اور مایوس تھے اس لیے سب نے صدق دل سے خدا کی طرف رجوع کیا۔ روزے رکھے عبادتین کین۔ انجام کی دہشت ناک حالت کے تصور کے ساتھ حرم ربانی کی حالت یاد کر کے روئے اور جان دینے کو تیار ہو گئے۔

یہود کی کمزوری اور پریشانی

یہودا کو یقین تھا کہ لڑائی مین حضرت رب العزت کی رحمت و عنایت کے بعد اگر کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو وہ ہر ہر سپاہی کا ذاتی جوش۔ اُس کا پابند شریعت موسوی ہونا۔ اور اُس سے خالص محبت رکھتا ہے۔ اس خیال کے مطابق اُس نے اپنے تمام لشکریون مین اعلان کرا دیا کہ "یہ حمایت دین کا معاملہ ہے اور ہمارے لیے نہایت نازک وقت۔ لہذا وہ تمام لوگ جو بیوی بچون والے ہون۔ یا جنھون نے ذاتی مکان بنا لیے ہون۔ یا جو بہار

سچے حامیان ملت کے سوا سب اسرائیلی لشکر سے نکال دیے گئے

اور میوہ دار باغ رکھتے ہون - یا جن لوگون کے دل مین ذرا سی بھی دہشت ہو ہماری لشکرگاہ چھوڑ کے اپنے گھر چلے جائین ہمین تو اُن لوگون کی ضرورت ہی جو فارغ البالی کے ساتھ لڑنے اور خالصۃً لوجہ اللہ جہاد کرنے - اور اپنی جانین خدا کی نذر کرنے کے لیے تیار ہون" - اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ گنتی کے چھ ہزار آدمیون مین سے بھی تین ہزار چلے گئے - فقط تین ہزار دلدادگان دین و وطن کٹنے مرنے کو باقی رہ گئے - اس منتخب لشکر کو لے کے یہودا شہر اماؤس کی طرف بڑھا جہان دشمنون کا لشکر عظیم خیمہ زن تھا -

راستے مین اُسے خبر ملی کہ دشمنون کا ایک افسر گورجیاس پانچ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوارون کی منتخب فوج لے کے اس لیے روانہ ہوا ہی کہ رات کو اسرائیلیون پر اچانک حملہ کر دے - یہودا نے اس کو غنیمت جانا - اور کوشش کی کہ اُن لوگون سے بچ کے آگے نکل جائے اور خود ہی رات کو یونانی لشکر پر ناگہان جا پڑے - یہ منصوبہ سوچ کے وہ تیزی کے ساتھ چلا - مگر دشمنون کے پڑاؤ تک پہونچتے پہونچتے صبح ہو گئی - اس کی اُس نے کچھ پروا نہ کی - بلا تامل حملہ کر دیا - شامی و یونانی سپاہیون کے ایک متلاطم سمندر مین یہ تین ہزار جانثار پھاند پڑے اور خون کے دریا مین ہیرا کی سا جوہر دکھانے لگے - خدا کی قدرت - تھوڑی ہی دیر کی لڑائی مین یونانیون کے حواس جاتے رہے - اور کمال بدحواسی و بدنظمی کے ساتھ وہ میدان چھوڑ چھوڑ کے بھاگے -

یونانیون کی پہلی شکست

مگر یہودا نے اُن لوگون کا تعاقب نہین کیا - اس لیے کہ گورجیاس کا دھڑکا لگا تھا جس کے پاس شاہی لشکر کا منتخب حصہ تھا - گورجیاس کو جب اسرائیلیون کا پتہ نہ لگا تو اپنے لشکر مین واپس آیا - یہان کیا دیکھتا ہی کہ اُس کے تمام رفقا بھاگ گئے - لشکرگاہ کے خیمون پر شعلے بلند ہین - اور اسرائیلی فتح و نصرت کے نعرے

دوسری شکست

لگا رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی اُس نے یہودا کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ پھر لڑائی ہونے
لگی۔ اور پیشتر سے زیادہ سخت اور جان ستان لڑائی لیکن شام ہونے سے پہلے ہی
یونانیوں کا یہ منتخب لشکر بھی جان دینے والے اسرائیلیوں کی شجاعت کا لوہا
مان گیا۔ سب ہمت ہار کے بھاگے۔ اور یونانی لشکر کو پوری شکست ہو گئی۔

تیسری شکست اتنے میں یہودا مکابی نے سُنا کہ دریاے یردن کے اُس پار دو
یونانی سرداروں طموثیوس اور سخشتی دیمر کے جھنڈے کے نیچے ایک بہت بڑی یونانی
فوج جمع ہو گئی ہے۔ فوراً اُس کے مقابلے کو بھی چل کھڑا ہوا۔ یردن کے پار اُترا۔
سامنا ہوتے ہی بلا تامل اُن پر جا پڑا۔ اور نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی۔ آخر اس
میدان میں بھی یونانیوں ہی کو شکست ہوئی۔ لشکرگاہ چھوڑ کے بدحواس بھاگے

اور نقصان عظیم اور بہت سی دولت اور تمام سامان جنگ اسرائیلیوں کے ہاتھ آیا
اس لڑائی میں یونانیوں کے بہت بڑے بڑے نامی جنرل مارے گئے۔ ایسی شکست
ہوئی کہ ایک سال تک وہ پنپنے نہ پائے۔ اور انھیں سر اُٹھانے یا ارض یہودا کی طرف
رُخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

سلطنت شام کا دوسرا حملہ اور پھر شکست دوسرے برس لوسیاس جسے انطیوکس ارض
یہودا کی مہم کا ذمہ دار بنا کے چھوڑ گیا تھا ساٹھ ہزار پیدل اور پانچ ہزار سواروں
کی جمعیت سے یہودیہ کی طرف بڑھا کہ یہودا اور اُس کے سرکش گروہ کا کلی استیصال
کرے۔ یہودا مکابی کے پاس اب دس ہزار فوج تھی۔ مقابلہ ہوا۔ خوفناک
ہنگامہ آرائی ہوئی۔ آخرکار اس میدان میں بھی یونانی اپنی پانچ ہزار لاشیں
چھوڑ کے خائف و مضطرب الحال بھاگے اور اسرائیلیوں نے صدق دل سے
خداوند جل و علا کا شکریہ ادا کیا۔

اب یہودا ہر طرف سے مطمئن ہو کے تباہ شدہ شہر بیت المقدس میں آیا

جس کی عجیب حالت ہو رہی تھی مسجد اقصیٰ کے صحن مین جھاڑیون کا ایک جنگل پیدا ہو گیا تھا - اُس کی عمارت مسمار ہو گئی تھی - گو کہ اُس کے تمام در و دیوار ناپاک اور چھوت کر دیے گئے تھے - مگر بغیر اس کے کہ اُس کا کچھ بھی لحاظ کرے - انھین افتادہ اور ویران کھنڈرون مین صدق دل سے عبادت کی۔ اس کے بعد معبد الٰہی کے تعمیر کرنے کا انتظام کیا - مگر بیت المقدس کے یونانی قلعے مین ابھی تک یونانی فوج موجود تھی اس لیے یہوداکو اپنے بہادر سپاہیون کی ایک جماعت کو اِس خدمت پر مامور کرنا پڑا کہ ہر وقت تیار رہین - تاکہ یونانی اگر دھوکہ دے کے نکل پڑین تو اُن کی بخوبی سرکوبی کی جائے -

یہودا مسجد اقصیٰ کے کھنڈرون مین

اُس کی تعمیر

درستی و آراستگی

اس فوجی انتظام کے بعد مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور مرمت شروع ہو گئی - یہودا نے نہایت ہی نیک نفس اور پاک باطن امام عبادت کرانے اور قوم کی مذہبی سربراہی کے لیے مقرر کیے - نئی قربان گاہ بنی - نئے ظروف عبادت تیار ہوئے - پھر جب مرمت ہو چکی - اور سب سامان درست ہو گیا تو بنی اسرائیل نے آٹھ روز تک خوشی منائی - اور از سر نو حرم ربانی کا افتتاح کیا گیا - تاریخ یہود مین یہ ایسا مبارک وقت تھا کہ اُس کی خوشی مین آج تک اِن دنون مین عید منائی جاتی ہے -

حاسد پڑوسی

ارض یہودا مین اسرائیلی قوت کو از سر نو قائم ہوتے دیکھ کے پاس پڑوس کی دوسری قومون کو اُن پر حسد آیا - اور مخالفت پر آمادہ ہو گئین - اس خیال سے یہودا مکابی نے مسجد اقصیٰ کی درستی و آراستگی کے بعد اُن لوگون کی طرف توجہ کی - اور اُمونیون اور ادومیون پر حملہ کر دیا - اس موقع پر یہودا نے اپنی فوج کے تین حصے کیے - آٹھ ہزار سپاہیون کو خود اپنے ساتھ لیکے دریائے یردن کے پار اُترا - اور گلیاد پر حملہ کر دیا - تین ہزار سپاہی اپنے بھائی شمعون کے ماتحت کیے - اور اُن سے ارض جلیل پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا -

اور اُن کی سرکوبی

اور باقی سپاہیون کو یوسف بن زکریا کے ماتحت کرکے ارض یہودا مین چھوڑ دیا تاکہ ارض مقدس کی حفاظت کرین - یوسف کو سخت تاکید کردی کہ خبردار تم اپنی طرف سے پہل کرکے کسی پر حملہ نہ کرنا -

یہودا مکابی کی پالسی یہودا اور شمعون دونون کی مہین کامیاب ہوئین - اور سارے ملک پر قبضہ ہو گیا - یہودا کی پالسی یہ تھی کہ اسرائیلی قوت یکجا رہے - لہذا اُس نے عام یہودیون کو حکم دیا کہ اُنھین دوسرے ملکون مین پھیل کے منتشر ہونے کے عوض خاص ارض یہودا مین آکے بسنا اور آباد ہونا چاہیئے - تاکہ حرم الٰہی بیرونی حملون سے محفوظ رہے اور اسرائیلی قوت خوب مضبوط ہو جائے -

ایک نافرمانی اور اُسکی سزا بنی اسرائیل کی یہ خصوصیت ہم بیان کر چکے ہین کہ اُنھین نافرمانی و معصیت کی سزا ہمیشہ دنیا ہی مین مل جایا کرتی تھی - چنانچہ اس موقع پر بھی ایسا ہی ہوا - یہودا جس لشکر کو یوسف بن زکریا کے ماتحت ارض یہودا مین چھوڑ گیا تھا اور منع کر گیا تھا کہ خبردار کسی پر خود سے حملہ نہ کرین اُن لوگون نے اُس حکم کے خلاف ایک یونانی سپہ سالار کے لشکر پر خود ہی حملہ کر دیا جو نہایت ہی تجربہ کار کہنہ مغز اور بہادر افسر تھا - اُس کے مقابلے مین اُن لوگوں کو سخت شکست ہوگئی اور سمجھا گیا کہ خدا نے انھین یہ اُسی نافرمانی کی سزا دی -

انطیوقس کی نامرادی و موت ارض یہودا کا یہ رنگ تھا کہ ۲۵ء قبل محمدؐ مین انطیوقس جو یہود کا سب سے بڑا دشمن تھا ایران مین مرگیا - وہ ایران اور مشرقی صوبون کی بغاوت فرو کرنے کو گیا تھا - اِس غرض مین بالکل ناکامی ہوئی - اسی ناکامی کے وقت خبر پہنچی کہ ارض یہودا کا علاقہ بالکل قبضے سے نکلا جاتا ہے - اور جتنے لشکر گئے سب بُری طرح سے شکست کھا کے بھاگے - غم و غصہ کے ساتھ شام کی طرف پلٹا - لیکن فکرون نے دل و دماغ پر ایسا مضر اثر ڈالا کہ راستے ہی مین مرگیا - اور

انطاکیہ تک پہونچنا نصیب ہوا۔

یوپاتور بادشاہ شام

یہ غمناک خبر سُنتے ہی لی سیاس نے اُس کے ایک بیٹے یوپاتور کو اُس کی جگہ تخت پر بٹھا دیا۔ اور اُس کی طرف سے حکومت کرنے لگا۔ اصلی وارث تاج و دیہیم دیمیتریوس تھا۔ مگر وہ رومیون کے ہاتھ مین اسیر تھا۔ لی سیاس نے

ارض یہودا پر اُس کا زبردست حملہ

تخت نشینی کا یہ انتظام کرتے ہی ارادہ کیا کہ سب سے پہلے ارض یہودا کی بغاوت فرو کر کے اُسے اپنے قبضے مین کرے تو اور طرف توجہ کرے چنانچہ اُس نے بڑھ کے شہر بیت سُورہ کا محاصرہ کر لیا۔ یونانی فوج اس مرتبہ بڑے کروفر اور جوش و خروش سے آئی تھی۔ اُس مین ایک لاکھ پیدل اور بیس ہزار سوار تھے۔ سب سے زیادہ ہیبت ناک یہ چیز تھی کہ اس لشکر عظیم مین بتیس کوہ پیکر ہاتھی تھے۔ یہودہ کا بیان ہے کہ ان ہاتھیون مین سے ہر ایک کی پیٹھ پر بجاے ہودے کے بڑی بڑی عماریان تھین ہر عماری مین بتیس جنگجو بہادر تیر و کمان ہاتھون مین لیے بیٹھے تھے۔ اور ہر ہاتھی کے گرد ایک ہزار پیدل سپاہیون اور پانچ سو سوارون کا غول تھا۔

اس یونانی لشکر نے بیت سُورہ پر بڑے بڑے دھاوے کیے۔ مگر اہل شہر بھی جان پر کھیل کے لڑے۔ اور خوب خوب مقابلہ کیا۔ آخر خود یہودا شہر والون کی مدد کے لیے بیت المقدس سے روانہ ہوا۔ گو کہ اُس کے ہمراہی اسرائیلیون پر ہاتھیون کی بے انتہا ہیبت چھائی ہوئی تھی۔ مگر یہودا اور اُس کے لشکر نے بڑی بہادری سے سامنا کیا۔ اور اس طرح لڑے کہ فتح یہود ہی کو حاصل ہوئی۔ گو کہ اُنھون نے نقصان بھی بےحد اُٹھایا۔ اسی نقصان کی وجہ سے یہودا بغیر اس کے کہ دشمنون کو مار کے بھگا دے

بیت سورہ پر یونانیون کا قبضہ

بیت المقدس مین واپس چلا آیا۔ اور رسد نہ پہونچ سکنے کی وجہ سے بیت سورہ والون کو بھی ہتھیار رکھ دینا پڑے۔ لیکن اپنی بہادری و شجاعت سے اُنھون نے ایسی شرطون پر شہر دشمنون کے سپرد کیا جو نہایت ہی

معزز تھیں اور ان کے ذریعے سے انھیں آزادی کے بہت سے حقوق مل گئے تھے۔

بیت المقدس کا محاصرہ

اس شہر پر قابض ہو جانے سے یونانیوں کا حوصلہ بڑھا۔ اور بڑھ کے خاص بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ یہودا نے اس نتیجے کو پہلے سے سمجھ کے مقابلے کا سامان کر رکھا تھا۔ لڑائی شروع کر دی۔ اور بیت المقدس کے گرد سخت خونریزی ہونے لگی۔

یونانیوں کی دغا بازی

یہ محاصرہ قائم تھا کہ یونانی لشکر میں خبر آئی انطیوقس یوپاتور کو فوراً انطاکیہ میں پہونچنے کی ضرورت ہے۔ لی سیاس نے جیسی شرطوں پہ ممکن ہوا اسرائیلیوں سے صلح کر لی۔ اور صلح کے بعد جیسے ہی شہر کے پھاٹک کھلے اور وہ اندر داخل ہوا تو بدعہدی کی۔ تمام مضبوط عمارتوں اور قلعے کی دیواروں کو مسمار کرا ڈالا۔ مگر اس کی سزا بھی اسے انطاکیہ پہونچتے ہی مل گئی۔

دمیطریوس بادشاہ شام

انطاکیہ میں جس آفت کے اٹھ کھڑے ہونے کی وجہ سے اسے واپس جانے کی ضرورت پیش آئی یہ تھی کہ اصلی وارث سلطنت دمیطریوس جو رومیوں کے ہاتھوں میں اسیر تھا اسے کسی تدبیر سے رہائی مل گئی۔ روم سے بھاگ کے انطاکیہ میں آیا۔ اور دعویدار سلطنت ہوا۔ لی سیاس اور یوپاتور کے پہونچنے سے پہلے ہی اس نے اپنا رنگ جما لیا۔ اور یہ لوگ جیسے ہی قریب پہونچے ان کے سامنے صف آرا ہو گیا۔ دونوں لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی جس کا انجام یہ ہوا کہ لی سیاس اور یوپاتور دونوں مارے گئے۔ اور دمیطریوس تاج و تخت سلیوقس کا وارث ہوا۔

بنی اسرائیل میں پست ہمتی

آخری لڑائیوں اور سالہا سال کی جنگجوئی نے اسرائیلیوں کا حوصلہ اس قدر پست کر دیا تھا کہ ہمت ہارنے لگے۔ اور ساری قوم چاہتی تھی کہ

جن شہروں پر ممکن ہو صلح کر لی جائے۔ یہان تک کہ ان مین بہت سے لوگ ایک حد تک شاہان انطیوقس کے طرفدار ہو گئے۔ اودھر اس خاندان کے نئے تاجدار دمیطریوس نے بجائے فوج کشی کے حکمت عملی سے کام لینا شروع کیا۔ اُس نے

لیسی موس امام یہود پہلی چالاکی یہ کی کہ القیموس نام ایک شخص کو جو لیسی موس کے لقب سے مشہور تھا اسرائیلیون کا امام مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ یہودا اس کی امامت کو قبول کرین۔ دمیطریوس نے دل مین سوچ لیا تھا کہ اگر سارے یہودی اس کو امام نہ مانین گے تو کم از کم اتنا ضرور ہو گا کہ بہت سے اُس کے طرفدار ہو جائین گے اور انکی جماعت مین پھوٹ پڑ جائے گی۔ اُس کی یہ کارروائی بخوبی چل گئی اور سارے بیت المقدس والے جو لڑائی سے اکتا گئے تھے اُس کے طرفدار ہو گئے۔ اور فوراً اُسے اپنا امام مان لیا۔

اُس کے مظالم طرفداران یہودا پر امامت کے اقتدارات حاصل کرتے ہی اُس نے اس بات کی کوشش شروع کی کہ یہودا کے طرفدارون کی ساری قوت توڑ کے نیست و نابود کر دے۔ چنانچہ اُس کے نامور سردارون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور قرب و جوار کے گاؤن مین بھی سختیان شروع کر دین۔

بیت المقدس پر یہودا کا حملہ یہ حالات سن کے یہودا نے آس پاس کے شہرون سے ایک فوج جمع کی۔ اور اس زور و شور سے آ کے بیت المقدس پر حملہ کیا کہ یونانی تاجدار شام کے مقرر کیے ہوئے امام یہود لیسی موس اور اُس کے سپہ سالار بقیدیس دونون کو اپنی جان لے کے بھاگنا پڑا۔ لیکن اب بھی شہر بیت المقدس یونانی سپاہیون کے قبضے مین تھا اور یہودا کو اُس کے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

اب انطیوقس دمیطریوس نے اپنے دوسرے سپہ سالار نیقانور کو روانہ کیا کہ مفرور امام یہود کی مدد کرے۔ نیقانور نے بڑی بڑی کوششین کین کہ مکر و فریب سے

یہودا کو گرفتار کر لے - مگر یہودا اس قدر ہوشیار اور سیانا تھا کہ کوئی تدبیر نہ چلی -
آخرکار سنہ ۹۳ قبل مسیح میں شہر کفر سامہ کے پاس بڑی بھاری لڑائی ہوئی جس میں دونون

پھر یونانیوں کی شکست

حریفون کا بہت نقصان ہوا - اور نیقانور کو اپنی پانچ ہزار
لاشیں خاک و خون میں غلطان چھوڑ کے بیت المقدس میں واپس آنا پڑا -

مگر اس لڑائی نے اس کے دل میں یہود کی جانب سے ایسا تعصب پیدا کر دیا تھا کہ
واپس آتے ہی بنی اسرائیل پہ طرح طرح کے ظلم شروع کر دیے - اور ایسے سخت مظالم
جو بیان سے باہر ہیں - اس ظلم و جور میں اس کا مقصد یہ تھا کہ اسرائیلی تنگ
آ کے اپنے سرغنا کو پکڑ کے اس کے حوالے کر دیں - مگر یہ غرض کسی طرح نہ حاصل

شکست پر شکست

ہوئی - یہودا نے دوڑ دھوپ کے پھر ایک زبردست لشکر
تیار کر لیا - نیقانور بھی ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اس کے مقابلے کو آیا - اگرچہ
اس میدان میں یونانی لشکر کی تعداد بہت ہی زیادہ تھی - مگر اسرائیلیوں کے جوش
اور ان کی سچی دینی حمیت نے بڑی فاش شکست دے دی جس میں خود نیقانور
مارا گیا -

رومیوں سے یہود کا پہلا تعلق اور دولت روم کی پالیسی

اس فتح کے بعد یہودا نے اپنے ملک کی حفاظت کی ایک
نئی تدبیر سوچی - وہ یہ کہ رومیوں سے اس نے دوستی
پیدا کی - اور تعلقات بڑھائے - رومیوں کا طرز عمل یہ تھا کہ ایمانداری یا بے ایمانی
سے جس طرح ممکن ہو دنیا کی بڑی بڑی طاقتور سلطنتوں کے کمزور کرنے کی کوشش کرتے
اس کوشش میں وہ ان ملکوں اور قوموں کے دوست اور حامی بن جاتے جن سے
انھیں کوئی تعلق نہ تھا - اور نہایت ہی فیاضی و وسیع الاخلاقی سے ان کو ولے دیتے
اسی بنا پر انھوں نے ارض یہودا کی خود مختاری کو بڑی خوشی سے قبول کر لیا -
اسی قدر نہیں چند آس پاس کی چھوٹی ریاستوں کو بھی اسرائیلیوں کی حفاظت میں لے لیا

دیمطریوس کا نہایت سخت حملہ | مگر اس صلح کا حال کھلنے سے پہلے ہی دیمطریوس نے اپنی پوری قوت کے ساتھ ارض یہودا پر حملہ کر دیا۔ اس مرتبہ اُس نے ایسے زبردست لشکر کے ساتھ اور ایسی شان و شوکت سے چڑھائی کی کہ اُس کی روانگی کا حال سنتے ہی یہود کے حواس جاتے رہے۔ اُن کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اور لڑائی سے بھاگنے اور مُنہ چرانے لگے۔ یہودا کے جان نثار ساتھیوں میں سے اکثر ساتھ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ اور بڑی کوششوں اور بار بار جرأت دلانے سے وہ فقط آٹھ سو آدمیوں کو جمع کر سکا جو آخر تک اُس کا ساتھ دینے اور اُس کے جھنڈے کے نیچے جان دینے کو تیار تھے۔ مگر اس ناکامی پر بھی بہادر یہودا کے حوصلے میں فرق نہ آیا۔

یہودا کی بہادرانہ موت | اُنھیں آٹھ سو آدمیوں کو لے کے وہ اس یونانی طوفان عظیم کے روکنے کو کھڑا ہو گیا۔ اور فوراً مع اپنے رفقا کے یونانی لشکر پر جا پڑا۔ یہ لوگ جدھر رُخ کرتے دشمنوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیتے۔ آخر یونانی فوج کے ایک بازو کو بالکل درہم و برہم کر دیا۔ اب دوسرے بازو کی طرف رُخ کرنے کو تھے کہ یونانیوں کے نرغے میں گھر گئے۔ اب بھی اگرچہ مایوس اور بےبس تھے مگر اپنی شجاعت کی وضع نہ چھوڑی۔ یہودا اور اُس کے وہ آٹھ سو رُفقا سب کے سب ملک و ملّت پر قربان ہو گئے۔ اور وہ زبردست قومی تحریک جس نے بڑے بڑے یونانی سپہ سالاروں کے دانت کھٹے کر دیے تھے ایک دم کے دم میں فنا ہو گئی۔

اُس کی خوبیان | یہ یہودا بڑا زبردست شخص تھا۔ اُس کی زندگی اول سے آخر تک بے داغ رہی۔ اور بغیر کسی ذریعے اور وسیلے کے صرف اپنی ذاتی شجاعت و حمیت سے اُس نے جتنا بڑا کام کیا دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر یادگار ہے۔

یہودیوں پر اپنے بد اندیش امام کے مظالم | اب الیسی موس پھر یہود کا امام بن گیا۔ مکابی گھرانے کے طرفدار ڈھونڈ ڈھونڈھ کے پکڑے اور چن چن کے مارے جانے لگے۔ اور یہودی

روز کے اندر بنی اسرائیل کے بڑے بڑے بہادر نہایت دغا بازی اور بے رحمی وسنگدلی سے مار ڈالے گئے۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ قومی آزادی کی جو تحریک اسمونی خاندان سے شروع ہوئی تھی بجھ فنا ہونے کو ہے۔

یہوداکا بھائی یوناثان

اتفاقاً یہودا مرحوم کے سب سے چھوٹے بھائی یوناثان نے اپنے گروہ کے چند لوگوں کو جمع کیا اور تیکواہ کے جنگل میں چھپ کے بیٹھ رہا۔ یہ جنگل نہایت ہی محفوظ تھا۔ اس کے ایک جانب دریائے یردن تھا اور دوسری طرف ایک گہری دلدل تھی۔ یونانیوں نے ان لوگوں کے استیصال کی بھی کوشش کی۔ اور فوج لے کے گئے۔ مگر مقام ایسا دشوار گزار تھا کہ کچھ نہ کر سکے۔ اور ناکام واپس آئے۔

لیسی موس کی عبرتناک موت

یہ حالت دیکھ کے یونانی سپہ سالار بخشی دیس نے ارض یہودا کے تمام شہروں میں زبردست قلعے بنوائے۔ اور ان میں فوجیں متعین کیں۔ اسی اثنا میں امام ملت لیسی موس نے حرم محترم مسجد اقصیٰ کی ایک پردے کی دیوار منہدم کرانا شروع کی۔ وہ پوری منہدم نہیں ہونے پائی تھی کہ امام صاحب کے دماغ میں خلل پیدا ہو گیا۔ اور یکایک کچھ ایسی گرمی اور الجھن معلوم ہوئی کہ دم نکل گیا۔

یوناثان کی تاختیں

اس کے مرنے کے بعد بخشی دیس نے جو اب ارض یہودا کی تمام فوج کا کمانڈر انچیف تھا کسی ضرورت سے انطاکیہ کی راہ لی۔ اس کے ہٹتے ہی یوناثان اپنی کمین گاہ سے نکل پڑا اور لوٹ مار شروع کر دی۔ یہ سنتے ہی بخشی دیس بڑی بھاری فوج کے ساتھ واپس آیا۔ اور اس کے آتے ہی یوناثان پھر اپنے جنگل میں جا کے چھپ رہا۔ لیکن اب اس کی وضع یہ تھی کہ بار بار جنگل سے نکل کے یونانی فوج پر اچانک آ پڑتا۔ اور بہت کچھ نقصان پہنچا

بھاگ جاتا۔ آخر نخشی دیس کو اُس سے لڑنا بے نتیجہ معلوم ہوا۔ اور اُس کے استیصال کی کوئی صورت نہ نظر آئی۔ مجبور ہو کے برابر کے شرائط پر اُس سے صلح کر لی۔ اِس

اُس سے اور یونانیون سے صلح

صلح کی صرف یہی وجہ نہ تھی کہ نخشی دیس کا یوناثان پر زور نہ چلا۔ بلکہ اس میں یہ مصلحت بھی تھی کہ دربار انطاکیہ کو خیال ہوا کہ ریاست ارض یہودا اور دولت روم مین دوستی ہے۔ ایسا نہ ہو ان لوگون سے لڑنا رومیون کو ناگوار ہو۔

دیہی فرمان رواے ارض یہودا

بہر حال کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ اب جو صلح یوناثان اور یونانیون مین ہوئی تو اُس کی رو سے یوناثان ارض یہودا کا مالک اور رئیس تسلیم کر لیا گیا۔ لیکن ایسی صلح ہو جانے پر بھی بیت المقدس اور دوسرے بڑے بڑے شہر جن مین یونانی فوج موجود تھی اور نیز وہ مقامات جہان ایسے یہودی آباد تھے جو یونانیون کے اثر مین آ چکے تھے سب یوناثان کے خلاف تھے۔ اور اُس سے لڑنے پر آمادہ تھے۔

اسکندر رومی سلطنت شام

اسی اثنا مین شام کی یونانی سلطنت مین ایک نیا انقلاب ہو گیا۔ جس کی وجہ سے یوناثان کو سنبھلنے اور اپنی قوت بڑھانے کا بہت اچھا موقع مل گیا۔ وہ انقلاب یہ تھا کہ اسکندر بالاس نام ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین انطیوقس اپی فانس کا بیٹا ہون۔ اور اصلی وارث تاج و تخت مین ہی ہون۔

یونانیون کے باہمی جھگڑے سے یوناثان نے فائدہ اُٹھایا

رومیون نے فوراً تصدیق کر دی۔ اور اُس کی پشت پناہی کو کھڑے ہو گئے۔ یوناثان کی قوت چونکہ دونون حریفون کی نظر مین زبردست تھی اس لیے دونون خوشامدین کر کر کے اُسے اپنی طرف بلا رہے تھے۔ ادھر دمیطریوس اپنی طرف بلاتا تھا۔ اُدھر یہ نیا دعویدار سلطنت اسکندر اپنا شریک بنانا چاہتا تھا۔ دمیطریوس کو جب یہ اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو یوناثان اسکندر

بیت المقدس پر یوناثان کا قبضہ

اسکندر کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا تو اپنا اثر ڈالنے کے لیے اس کے پاس بہت سا روپیہ اور قیمتی تحفے ہدیے بھیجے - اور جتنے اسرائیلی کفیل اس کے ہاتھ میں اسیر تھے سب کو چھوڑ کے عزت کے ساتھ بھیج دیا۔ یوناثان نے موقع پاتے ہی بیت المقدس پر قبضہ کر لیا گو کہ قلعے سے ابھی تک یونانی لشکر نہیں نکلا تھا۔

اسکندر کے وعدے

اس کے مقابل اسکندر بالاس نے یوناثان کے سامنے یہ شرطیں پیش کیں کہ ”میں آپ کو بنی اسرائیل اور مسجد اقصیٰ کا امام تسلیم کرتا ہوں خراج سے آپ کو بالکل مستثنیٰ کر دوں گا۔ شاہی ٹیکس اور نمک کا محصول بھی معاف کر دونگا۔ جس قدر غلہ ہر سال ارض یہود سے لیا جاتا ہے اُس کا ایک تہائی حصہ اور جتنے میوہ جات لیے جاتے ہیں اُن کا نصف حصہ بھی چھوڑ دوں گا۔ اور جتنے اسرائیلی دولت انطاکیہ کے ہاتھ میں اسیر ہیں سب کو آزادی دے دوں گا۔ اور باقرار واثق کہتا ہوں کہ آیندہ کبھی اسرائیلیوں کے مذہب میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائیگی بلکہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور مرمت کے لیے آپ کو کچھ نقد رقم بھی دی جائیگی اور شہر طالیس

یوناثان امام یہود

اسی غرض کے لیے اسرائیلیوں کو دیا جائیگا۔ یوناثان نے یہ شرطیں فوراً قبول کر لیں۔ امامت کا خلعت پہنا۔ اور یوں کہنا چاہیے کہ اسی وقت سے خاندان اسمونی کی سلطنت شروع ہوئی۔

اسکندر بادشاہ شام

اور اسرائیلیوں کا ساتھ دینے کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسکندر کو پوری فتح حاصل ہوئی۔ دیمطریوس اُس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ مستقل طور پر شام و انطاکیہ کا فرمانروا ہو گیا۔ تاجدار مصر کی بیٹی کے ساتھ شادی کر کے خاندانی عزت و وجاہت بھی حاصل کر لی۔ اور یوناثان کو جو شادی کے جشن میں شریک تھا ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور دربار میں اس کی بے انتہا عزت کی۔

تفاطور بادشاہ شام

مگر اسکندر بالاس چند ہی روز سلطنت کرنے پایا تھا کہ

خسر بطلمیوس نے اُس کے خلاف سازشیں کرکے اُسے نکال باہر کیا - اور نقاطور انطاکیہ کا فرمان روا ہوگیا - یوناثان نے مصر و شام کے اس جھگڑے سے فائدہ اُٹھا کے بیت المقدس کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا جس میں اب تک یونانی لشکر موجود تھا - محاصرے کے دوران میں اُس نے سُنا کہ یہودیوں کی جو پارٹی اُس کے خلاف تھی اُس کے چند نائب انطاکیہ میں گئے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں اُس کی شکایت کریں اور سلطنت شام کو اُس کے خلاف بنادیں - یہ سنتے ہی اُس نے قلعۂ بیت المقدس کے محاصرے پر ایک زبردست لشکر چھوڑ دیا اور خود پیروی کے لیے انطاکیہ کی راہ لی - اس مرتبہ

یوناثان انطاکیہ میں

انطاکیہ میں اُس کی ہمیشہ سے زیادہ عزت ہوئی - اور ایک نیا عہد نامہ ہوا جس کی رُو سے یوناثان کو بہت سے نئے حقوق دیدیے گئے - اور تین ہزار اسرائیلیوں کا ایک باڈی گارڈ خاص شاہ انطاکیہ کی حفاظت جان کیلیے مقرر ہوا - اتفاقاً اسکندر بالاس کے بیٹے انطیوقس نے انطاکیہ میں ایک ایسی سازش کی کہ سارے شہر میں بلوہ ہوگیا - بلوائی نقاطور کی جان لینے کے درپے تھے - مگر یہودی باڈی گارڈ نے ایسی حفاظت کی کہ اُس کا بال بھی نہ بیکا ہوسکا - اس واقعے سے انطاکیہ

نقاطور اور یوناثان میں مخالفت

میں اسرائیلی باڈی گارڈ کی اور وقعت ہوگئی - مگر چند روز بعد ایسے واقعات پیش آئے کہ شاہ انطاکیہ نقاطور میں اور یوناثان میں مخالفت ہوئی - وہ اختلاف عداوت کے درجے کو پہونچ گیا - اور یوناثان نے اپنا یہودی باڈی گارڈ انطاکیہ سے واپس بلالیا -

انطیوقس بادشاہ شام

اس گارڈ کا واپس آنا تھا کہ انطیوقس نے پھر شورش مچادی - اب کی چونکہ نقاطور کی حفاظت کا کافی انتظام نہ تھا اُسے شہر چھوڑ کے بھاگنے کے سوا کسی بات میں مفر نہ نظر آیا - اُس کا بھاگنا تھا کہ انطیوقس تاج و تخت پر قابض ہوگیا - اور سلطنت پھر اسکندر بالاس کے گھرانے میں آگئی - انطیوقس نے یوناثان کی بڑی قدر و منزلت کی

اُسے بدستور امامت یہود پر بحال رکھا - اور اُس کے بھائی شمعون کو ساحل طائر سے حدود مصر تک کی کل یونانی فوج کا کپتان اعظم مقرر کر دیا - کیونکہ در اصل یوناثان ہی کی مدد سے اُسے حکومت ملی تھی - اور اُسی کے بِرتے پر وہ حکومت کر رہا تھا -

طریفون کی مکاری

مگر دیمطریس کے سپہ سالار طریفون کو اُس پر حسد آیا - اس کو خیال تھا کہ اگر یوناثان انطیوقس کی مدد نہ کرے تو میں خود شام کا بادشاہ ہو جاؤں اس بغض و حسد نے یہان تک ترقی کی کہ اُس نے بہ ظاہر محبت بڑھا کے اور بہت سے عہد و پیماں کر کے یوناثان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اپنی فوج کو بے ضرورت ہونے کی وجہ سے گھٹا دے - کیونکہ اب نہ کسی سے لڑنا ہے اور نہ کسی بیرونی حملہ آور کا اندیشہ ہے - اس کے بعد اُسے لکھا کہ شہر طولمیس گو کہ آپ کو دیا گیا مگر ابھی تک یونانیون ہی کے قبضے مین ہے - اور اُن کی طرف سے مین قابض ہون - آپ اپنے چند احباب کے ساتھ یہان تشریف لا کے میرے مہمان ہو جیئے - تا کہ مین اُسے آپ کے حوالے کر دون

اور یوناثان سے دغا

یوناثان نے اُس کی خاطر داشت کے خیال سے اور اُس کی محبت کا لطف اُٹھانے کے لیے طولمیس کی راہ لی - مگر جیسے ہی شہر کے اندر داخل ہوا طریفون نے پھاٹک بند کروا لیے - اور جو فوج چھپا رکھی تھی اُس کے ذریعے سے اُسے گرفتار کر لیا - اور ساتھ ہی ارض یہودا پر حملہ کر دیا - اس دغا بازی کی کارروائی سے بنی اسرائیل

شمعون یہود کا سرغنا

سخت متحیر ہوئے - مگر یہ نہین ہوا کہ خاموش ہو جاتے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھ رہتے - اُنھون نے فوراً یوناثان کے بھائی شمعون کو اپنا سردار و سرغنا بنایا اور سارا اسرائیلی لشکر اُس کے زیر علم ہو گیا -

دغا باز طریفون نے یہ حالت دیکھی تو فوراً پیام صلح دے دیا - اور لکھ بھیجا کہ اگر امن و امان قائم رکھا جائے اور جنگجوئی موقوف ہو تو مین ایک سو ٹیلنٹ چاندی لیکے یوناثان کو چھوڑ دون گا - لیکن عہدۂ امن و امان کی ضمانت و کفالت مین اُس کے دو بیٹے

میرے حوالے کر دیے جائیں۔ یہود کو یوناثان کے ساتھ اس قدر محبت تھی کہ طریفون
کی سب شرطیں قبول کرلیں۔ اور رقم مطلوبہ اور یوناثان کے دو بیٹے فوراً اُس کے
پاس بھیج دے گئے۔ مگر طریفون اتنا بڑا بدعہد اور دغاباز تھا کہ اب بھی یوناثان کو

یوناثان کا دغابازی سے مارا جانا

آزادی نہ دی۔ بلکہ اس شریف و شجاع اسرائیلی کو
۱۴۳ قبل مسیح میں نہایت ہی بے رحمی و سنگدلی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد طریفون نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کے قلعے میں جو یونانی
اسرائیلیوں میں گھرے ہوئے تھے اُن کو مدد پہونچائے۔ مگر کچھ زور نہ چلا۔ اور یہاں

انطیوقس بھی دغابازی سے مارا گیا

کے معاملات کو یونہیں چھوڑ کے وہ مع اپنے لشکر کے
انطاکیہ میں جا پہونچا۔ وہاں بھی اُس نے اپنی کیادی و مکاری اور دغابازی بدعہدی
کی شان دکھادی۔ مکر و فریب سے انطیوقس تاجدار انطاکیہ پر قابو حاصل کیا۔ اور
موقع پاتے ہی اُسے نہایت سفاکی سے قتل کر ڈالا۔

دمیطریوس بادشاہ شام

اب طریفون اور دمیطریوس کے درمیان سلطنت کے لیے جھگڑا
تھا۔ شمعون نے دمیطریوس کی طرفداری کی۔ اور اُس نے بھی حکومت پاتے ہی اُس کا

شمعون یہود کا خودمختار بادشاہ اور اُس کی حکومت

یہ معاوضہ کیا کہ شمعون کو ارض یہودا کا خودمختار بادشاہ
تسلیم کر لیا۔

اب شمعون نے اسرائیلی تاج و تخت پاتے ہی اپنی قلمرو کی اندرونی اصلاحوں کی

روم میں سفیر یہود

طرف توجہ کی۔ اپنا ایک سفیر رومۃ الکبریٰ میں بھیجا۔ جہاں اُس کی
بہت بڑی قدر و منزلت ہوئی۔ شہر بیت سورہ کو جو ادومی لوگوں کی سرحد پر واقع
تھا خوب مضبوط کر کے ایک زبردست قلعہ بنا دیا۔ بیت المقدس کے نہایت ہی
اہم بندرگاہ یافہ کو بھی مستحکم کیا۔ شہر غزارہ کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا اور
سب سے بڑا کام شمعون نے یہ کیا کہ بیت المقدس میں جو یونانی قلعہ قائم تھا اُسے فتح کر کے

مسمار کر ڈالا - اور اسی قدر نہین بلکہ جس پہاڑی پر یہ قلعہ واقع تھا اُسے توڑ توڑ کے
اتنا نیچا اور پست کر دیا کہ اب اُس مقام سے مسجد اقصیٰ پر کوئی اثر نہین پڑ سکتا تھا - شمعون
شمعون کی خوبیان
بہت ہی اچھا فرمان روائے یہود تھا - رعایا کے معاملات
مین بالاد و رعایت انصاف کرتا - مسجد اقصیٰ کی مرمت کرائی - مقدس ظروف عبادت
جو بک گئے تھے پھر فراہم کیے - غرضکہ اُس کے عہد مین ساری قلمرو کے اندر امن تھا
اُس کی خوش انتظامی و پاک نفسی سے اس سلطنت مین پھر اگلے زمانے کی سی خوش حالی
پیدا ہو گئی - اور جتنے لوگ اس کے ملک مین تھے سب مطمئن اور شادان و فرحان تھے -
یہ سنہ ۷۱۲ قبل محمدؐ کا واقعہ ہے - اور مورخین کہتے ہین کہ اس زمانے مین بوڑھے لوگ عام
شاہراہون اور تنگ گلیون مین بیٹھ بیٹھ کے وطن کی دولت مندی کے افسانے بیان
کرتے - اور نوجوانون کی یہ حالت تھی کہ جسے دیکھیے شاندار فوجی لباس پہنے اور
بانکا ترچھا بنا نظر آتا - اہل روم سے دوستی بڑھانے کے لیے شمعون نے ایک
سونے کی ڈھال تحفے کے طور پر رومۃ الکبریٰ مین بھیجی جس کا وزن ایک ہزار پونڈ تھا
دیمطریوس فارسیون کا قیدی
اسی اثنا مین سلطنت شام اور دولت فارس مین لڑائی
چھڑ گئی - دیمطریوس فارسیون کے مقابلے پر گیا جس مین شکست کھائی اور فارسیون
کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا - طریفون اس وقت تک فساد پیدا کرنے مین مصروف تھا -
دیمطریوس کی گرفتاری کا حال سنا تو اور شورش مچا دی - اُس کی یہ حالت دیکھ کے
انطیوقس سی دتیس بادشاہ شام
دیمطریوس کے بھائی انطیوقس سی دتیس نے فوج جمع
کی اور طریفون کو دو تین میدانون مین شکست دینے کے بعد مقام دورا مین محصور
اُس سے اور شمعون سے رنجش
کر لیا - شمعون قدیم تعلقات کی وجہ سے انطیوقس کا طرفدار
تھا لیکن انطیوقس کے خیال مین یہ بات گذری کہ دوستی و اعانت کے معاوضے
مین فرمان روائے ارض یہودا کو جو حقوق دے دیے گئے ہین وہ بہت زیادہ ہین -

ارض مقدس کا آزاد کر دیا جانا چاہیے گوارا بھی کر لیا جائے مگر بلاد غزارہ اور یافا پر
شمعون کا قبضہ ہونا اُس کی عقل میں بالکل خلاف مصلحت تھا۔ دل میں یہ سوچ کے
کے اس نے شمعون کے پاس اپنا ایک ایلچی بھیجا اور رقم خراج اور زرتاوان
کا تقاضا کیا۔ اس کے جواب میں شمعون نے خراج ادا کرنے سے تو قطعاً انکار کر دیا
لیکن بندرگاہ یافا کے معاوضے کی رقم ادا کرنے کا البتہ وعدہ کیا۔ مگر جو یونانی ایلچی آیا تھا
اُس نے یہاں کی دولت مندی اور شمعون کے محلوں کی رونق و شوکت اور ان
ساز و سامان کو دیکھا تو عش عش کر گیا۔ اور واپس جا کے اِن واقعات کو انطیوکس کے

سلطنت شام کا شمعون پر حملہ

سامنے اس انداز سے بیان کیا کہ وہ فوراً لڑائی چھیڑنے
پر آمادہ ہو گیا۔ اور اپنے سپہ سالار قندے بیوس کو حکم دیا کہ یہودستان پر لشکر لے
جاؤ اور اس نئی سلطنت ارض یہودا کو بیخ و بن سے اُکھاڑ ڈالو۔

اور شکست

اب شمعون کی عمر بہت زیادہ آچکی تھی۔ میدان میں جانے کے قابل
نہ تھا۔ اپنے بیٹوں یہودا اور یوحنا ہرقانوس کو اس یونانی لشکر کے مقابلے پر
روانہ کیا جنھوں نے جاتے ہی قندے بیوس کو شکست دیدی۔ اور بڑھ کے شہر
ازدوتوس پر قبضہ کر لیا۔

شمعون دغابازی سے مارا گیا

اُدھر تو یہ لڑائی ہوئی اِدھر ابوبوس کے بیٹے بطلیموس
نے انطیوکس شاہ انطاکیہ سے سازش کر کے شمعون اور اُس کے بڑے بیٹے یہودا
کو سنہ قبل مسیح میں دعوت کے طریقے سے شہر جریکو میں بُلایا اور وہ اطمینان و
خاطر جمعی سے دعوت کا لطف اُٹھا رہے تھے کہ اچانک حملہ کر کے دونوں باپ
بیٹوں کو قتل کر ڈالا۔ چھوٹا بیٹا یوحنا ہرقانوس اتفاقاً کسی ضرورت سے شہر غزارہ
میں گیا ہوا تھا۔ بطلیموس نے کوشش کی کہ اُس کی زندگی کا خاتمہ اُسی شہر میں کر دیا
جائے۔ چالاکی سے اُس کے اسیر کر لینے کی کوشش کی۔ اور چاہا کہ خبر ہونے سے پہلے ہی

ہرقانوس امام یہود

اُسے پکڑ لے۔ مگر وہ دل میں کچھ کھٹک گیا تھا۔ دغابازمہماندار کے پنجے سے بھاگ کے بیت المقدس میں ہو رہا۔ اور جیسے ہی شمعون کے مارے جانے کی وہان خبر پہونچی تمام اسرائیلیون نے مل کے بالاتفاق اُسی کو اپنا مقتدا و سردار اور حرم محترم کا امام منتخب کرلیا۔

یوحنا ہرقانوس نے امام یہود منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلا یہ کام کیا کہ فوج جمع کی۔ اور جوش وخروش سے چلا کہ اپنے باپ اور بھائی کے خون کا انتقام لے۔ ہرقانوس کی مان اور اُس کے اور کئی عزیزون کو دغاباز بطلیموس نے قید کر رکھا تھا۔ جیسے ہی ہرقانوس زبردست لشکر لے کے آیا اُس نے جریشو کے پھاٹک بند کرا لیے۔ مظلوم قیدیون کو سامنے فصیل پر لا کے کھڑا کر دیا اور ہرقانوس کے پاس کہلا بھیجا "اگر تم نے شہر پر حملے کا ارادہ کیا تو تمھاری مان اور عزیزون کو ایسی ایسی اذیتین پہونچا کے مارون گا کہ تم بھی یاد کروگے"۔ ساتھ ہی شمعون کی بیوہ نے فصیل پر سے چلا کے اپنے بیٹے سے کہا "تم میری کچھ پروا نہ کرو۔ اور بے تکلف حملہ کر کے اپنے باپ اور بھائی کے خون کا بدلا لے لو"۔ مگر ہرقانوس سے یہ نہ ہو سکا۔ مان کی تکلیف و مصیبت نہ دیکھی گئی۔ فقط محاصرہ کیے پڑا رہا۔ کبھی شہر پر دھاوا کرنے کا ارادہ نہ کیا۔ اتنے مین اسرائیلی نوروز کا زمانہ آگیا۔ اور ہرقانوس کو مجبوراً محاصرہ اُٹھا لینا پڑا۔ راستہ کھلتے ہی بطلیموس شہر فلاڈلفیا کی طرف بھاگ گیا۔ اور اُس کے بعد پتہ نہ چلا کہ وہ کیا ہوا اور کہاں گیا۔

ایک یہودیہ خاتون کا ایثار نفس

ارض یہودا پر یونانیون کا حملہ

اب ۱۳۵ قبل مسیح مین عبد و انطیوقس نے زبردست یونانی لشکر کے ساتھ آ کے ارض یہودا پر بڑے جوش وخروش سے یورش کی۔ اور سارے ملک کو لوٹنا مارنا اور ویران و تباہ کرنا شروع کر دیا۔ یہان تک کہ بڑھ کے خاص بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ ہرقانوس یہین تھا۔ اور باہر کی رسد بند

ہو جانے سے سخت پریشان تھا۔ اہل شہر بھوکون مر رہے تھے۔ اور کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی اس محاصرے کے زمانے مین عید تابوت سکینہ کا زمانہ آگیا جس موقع پر بنی اسرائیل سلسلہ ایک ہفتے تک عید منایا کرتے تھے۔ انطیوقس بالطبع نہایت ہی رحم دل شخص تھا اور اسکے ساتھ بڑا ہی فیاض تھا۔ اُس سے یہ نہ دیکھا گیا کہ یہودی اپنے عید کے دن بھی فاقہ کرین۔ فوراً ایک ہفتے کے لیے صلح کر لی۔ اور اسرائیلیون کے پاس قربانی کے لیے بہت سے جانور بھیج دیے۔ اُس کی یہ فیاضی بے نتیجہ نہ رہی۔ ایسے فیاض فرمان روا سے لڑنا یہود کو بھی خلاف انسانیت و شرافت معلوم ہوا۔ جن شرطون پر اُس نے چاہا صلح کر لی۔ اور ہتھیار رکھ دیے۔ یہ شرائط اگرچہ بہت ہی سخت تھے تاہم اس سے اچھا ہوا کہ اسرائیلیون کو بغیر کسی شرط کے ہتھیار رکھنا پڑتے۔ اس لیے کہ اُن مین ہمت چاہے کیسی ہی ہو مگر اب مقابلہ کرنے کا دم نہ تھا۔ اب ارض یہودا پھر انطیوقس کے زیر نگین تھی۔ اور بیت المقدس کا قلعہ جسے یہود نے بنا لیا تھا منہدم کر دیا گیا۔

انطیوقس کی رحم دلی

صلح اور ارض یہودا پر بادشاہ شام کا قبضہ

اس کے چار سال بعد ۱۲۹ قبل مسیح مین فارسیون اور شام کے یونانیون میں پھر لڑائی چھڑ گئی۔ انطیوقس اس مہم پر چلا تو یوحنا ہرقانوس کو طلب کیا کہ میرے ساتھ چل کے ایرانیون سے لڑو۔ ہرقانوس اپنے اسرائیلی لشکر کے ساتھ گیا۔ مگر وہان پہونچ کے لڑائی کا رنگ دیکھا تو اُسے یاس ہو گئی۔ اور یقین ہو گیا کہ اس لڑائی مین انطیوقس کو کامیابی حاصل ہونا غیر ممکن ہے لڑائی کو ختم ہونے سے پہلے ہی تاجدار انطاکیہ سے رخصت ہو کے واپس چلا آیا۔ اور گھر پہونچ کے سنا کہ لڑائی مین یونانیون کو فاش شکست ہوئی۔ اور انطیوقس مارا گیا۔

فارسیون نے سلطنت شام کو شکست دی

اتفاقاً دمیطریوس جو اس وقت تک ایرانیون کے

دمیطریوس پھر بادشاہ شام

ہاتھ میں قید تھا۔ انطیوقس کے مارے جاتے ہی کسی حکمت سے چھوٹ کے بھاگ آیا۔ اور اُنولا کیپرن پہونچتے ہی بغیر اس کے کہ کوئی مزاحم ہو تاج و سریر پر قابض ہو گیا۔

ارض یہودا کی آزادی

سلطنت شام کی اس نازک حالت کے وقت ہرقانوس نے موقع پاتے ہی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اور اس کے بعد سے پھر کبھی شام کی سلطنت یونان ان کو اپنا مطیع نہ بنا سکی۔ اس لیے کہ اب اُنھیں کسی دوسرے کی فرمانبرداری اُسی وقت کرنا پڑی جب رومیوں نے یونانی سلطنت شام کا خاتمہ کرکے اس سرزمین کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔

باب دہم

خاندان اسمونی کی خودسر و آزاد حکومت

ہرقانوس کا عروج۔ شہر سیخم اور اس کے بتخانے کا انہدام۔ سامرہ شام کی تباہ حالت۔ اسرائیلی قلمرو کی سرسبزی۔ حکومت ادوم اور اس کے مذہب کا خاتمہ۔ دولت روم سے دوستی۔ سامریہ پر حملہ۔ اُس ملک پر یہود کا قبضہ۔ سامریہ ایک تالاب بنا دیا گیا۔ ہرقانوس کی فریسیوں سے مخالفت۔ صدوقیوں کی طرفداری اور موت۔ ارسطوبولس شاہ یہودا۔ خاندان والوں پر اس کے مظالم۔ انطوریکس کی فتح۔ جوانمرد بھائی کو دغابازی سے قتل کرانا۔ آہ مظلوم کا اثر۔ اور ارسطوبولس کی خوفناک موت۔ اسکندر جانوس بادشاہ یہودا۔ گرد و پیش کی سلطنتوں کی حالت۔ طولیمس کا ناکام محاصرہ۔ لاطیروس حاکم قبرس۔ اسکندر کی پُرفن کارروائی۔ اُس کے ملک پر لاطیروس کا حملہ۔ لاطیروس کے ہولناک مظالم۔ اسکندر کی کمک کو مصر کے لشکر کا آنا۔ اسکندر مصر میں۔ اُس کا مصریوں کے مکر سے بچ کے نکل آنا۔ مشرقی

یردن کے علاقے پر اُس کا ناکام حملہ - غزہ پر ناکام حملہ - غزہ پر دوسرا حملہ اور نقصان اُٹھانے کے بعد فتح - جوشِ انتقام مین اُس کی بدعہدی - بیت المقدس کے خانگی جھگڑے - عوام کی شورش - خود اپنی رعایا کو قتل کرنا - پھر مشرقی یردن پر ناکام حملہ - گدر کے ہنگامے - شاہ شام یہودی رعایا کی مدد پر - اسکندر کا شکست کھا کے بھاگنا - پھر یہودی بادشاہ اور رعایا مین اتحاد - بیت ہوم کا محاصرہ اور فتح - اپنی رعایا پر سخت ترین مظالم - اسکندر کی موت - مرتے وقت وہ فریسیون کا دوست تھا - اُس کے مرتے وقت سلطنت اسرائیلی کے حدود -

ہرقانوس کا عروج انطاکیہ مین مذکورۂ بالا جھگڑون کے اُٹھ کھڑے ہونے سے فرمان رواے یہود ہرقانوس کو موقع مل گیا - ادھر سے اطمینان ہوتے ہی اُس نے اپنی قوت بڑھانا شروع کی - اپنی قلمرو کے حدود بھی وسیع کر لیے - اور یردن کے اُس پار حملہ کر کے بلاد سمیگہ اور سیدابہ بھی اپنے قبضہ و تصرف مین کر لیے -

شہر سخیم اور اُس کے بتخانے کا انہدام لیکن اُس نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ شہر سخیم پر قابض ہو گیا - اور وہان کے بتخانے کو جو مسجد اقصیٰ کے جواب مین کوہ جرزیم پر تعمیر کیا گیا تھا کھود کے خاک مین ملا دیا - یہان تک کہ اُس کی کوئی اینٹ بھی اپنی جگہ پر نہ باقی رہی - یہ واقعہ سنہ ۶۸۰ قبل محمدؐ (مطابق سنہ ۱۰۹ قبل مسیحؑ) کا ہے - یہ بتخانہ دو سو برس تک شان و شوکت مین بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کا مقابلہ کرتا رہا تھا - اب خداے واحد ذوالجلال کی عبادت کے لیے فقط مسجد اقصیٰ رہ گئی اور یہود کے دل پر شومرون یعنی سماریہ کے بتخانے کے موجود ہونے کا جو بار تھا ہٹ گیا - یون تو دنیا مین ہزارون بڑے بڑے مشہور بتخانے پڑے تھے مگر اس بتکدے کے قیام سے بنی اسرائیل کو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا اُن کے خدا کو کسی نے اُن سے چھین لیا ہے - اب اُس کے کھُد جانے کے بعد اُن کی

جان مین جان آئی - اور اُن کا خدا پھر اُن کو ملا - اس کے ساتھ ہی یہ خیال بھی قائم ہوگیا کہ خانۂ خدا فقط مسجد اقصیٰ ہے -

مصر و شام کی تباہ حالت

مصر و شام مین دونون جگہ نئے نئے دعویداران سلطنت اُٹھ کھڑے ہوئے - اور دونون سلطنتین تباہ و برباد ہو رہی تھین - اُن کی

اسرائیلی قلمرو کی سرسبزی

اندرونی خرابیون کی وجہ سے ارض یہوداہ مین بالکل امن و امان تھا - اور خوش تدبیر و قابل فرمان روا ہرقانوس کے زیر حکومت ارض یہوداہ کو روز افزون سرسبزی حاصل ہوتی جاتی تھی - سخیم کے نیست و نابود کرنے کے بعد اس یہودی فرمان روا نے علاقۂ ادومیہ کی طرف رخ کیا - اور اُدھر توجہ ہوتے

حکومت ادومیہ اور اُس کے مذہب کا خاتمہ

ہی سارا ملک اُس کے قبضے مین تھا - اپنی اس رقیب سلطنت کو فنا کر کے اُس نے وہان کے مذہب کو بھی فنا کر دیا - وہان کی رعایا مین سے ہر شخص کو مجبور کر دیا کہ شریعت موسوی اور دین اسرائیلی کو قبول کرے - اور زبردستی پکڑ پکڑ کے سب کا ختنہ کرا دیا - بس اُس زمانے سے پھر کبھی تاریخ مین ملک ادومیہ کا نام نہین سُنا گیا -

دولت روم سے دوستی

ہرقانوس کی سب سے بڑی عقلمندی یہ تھی کہ اُس نے دولت روما سے ہمیشہ دوستانہ تعلقات قائم رکھے - ادومیہ کے فتح کر لینے کے بعد اُس عہدنامے کی تجدید ہوئی - اور نئے معاہدے مین دونون جانب سے وعدہ کیا گیا کہ دونون سلطنتین اپنے اپنے دشمنون کے مقابلے مین ایک دوسرے کی ممد و معاون رہین گی -

تخت نشینی کے چھبیسوین سال ہرقانوس نے علاقۂ سماریہ پر (جسے ہم اکثر

سماریہ پر حملہ

شومرون کے نام سے بھی یاد کرتے آئے ہین) فوج کشی کی - اور ارادہ کیا کہ اُسے بھی فتح کر کے اپنی سلطنت مین شامل کر لے - اس مہم پر اُس نے

اپنے دو بیٹون ارسطو بولوس اور انطی غونس کو روانہ کیا۔ سماریہ والون نے فرمانروائے دمشق انطیوقس فری قنوس سے مدد مانگی۔ وہ فوراً اُن کی کمک پر آگیا۔ لیکن دونون اسرائیلی بھائیون نے اُسے بھی پوری شکست دے دی۔ اس اثنا مین مصر سے بھی چھ ہزار فوج سماریہ والون کی مدد کو آگئی۔ یہودیون نے جوش و خروش سے حملہ کر کے اُسے بھی مار کے بھگا دیا۔ اور فوراً بڑھ کے خاص سماریہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو پورے ایک سال تک قائم رہا۔ آخرکار اسرائیلیون نے دھاوا کر کے شہر کو فتح کر لیا۔ لیکن محاصرے کے دوران ہی مین شہر اسقفی توقلیس اور علاقۂ شومرون کے دیگر عظیم الشان بلاد یہودیون کے قبضے مین آچکے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سماریہ کے فتح ہوتے ہی سارا علاقۂ سماریہ اور اپری ارض جلیل بھی ہرقانوس کے قبضے مین آگئی۔ شہر سماریہ بالکل منہدم اور برباد کر دیا گیا۔ اور گرد کی پہاڑیون سے کاٹ کے اُس پر نہرین گرا دی گئین۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ قدیم شہر جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد سے بیت المقدس کی رقابت کا علم بلند کر رکھا تھا بجائے ایک آباد و بارونق شہر کے ایک گہرا تالاب بن گیا۔ اُس کا تختہ بہت ہی نشیب مین واقع تھا۔ اس لیے پہاڑون سے جو نہرین آ کے گرتی تھین اُن کا پانی بجائے بہ کے نکل جانے کے وہین جمع رہا کرتا۔

اس ملک پر یہود کا قبضہ

سماریہ ایک تالاب بنا دیا گیا

بیرونی معاملات مین ہرقانوس ہمیشہ کامیاب ہی رہا۔ مگر آخر مین چند اندرونی معاملات ایسے پیش آگئے کہ اُس کی زندگی کے آخری ایام نہایت پریشانی مین گزرے ہم بتا چکے ہین کہ یہود کے دو فرقے ہو گئے تھے۔ فریسی اور صدوقی۔ مکابی خاندان کی کامیابی کا اصلی راز یہ تھا کہ فریسی فرقے والے ہمیشہ اُس کے ممد و معاون رہے تھے۔ لیکن ہرقانوس آخر عمر مین فریسی لوگون کے خلاف ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک

ہرقانوس کی فریسیون سے مخالفت

آہ مظلوم کا اثر

یہ ایسا ظالمانہ واقعہ اور اتنا بڑا گناہ تھا کہ ارسطوبولوس خود بھی اس کا بوجھ نہ اٹھا سکا - بھائی کی لاش دیکھ کے دل مین کچھ ایسی ہول سما گئی کہ خون کی قی آنے لگی - یہ بھی اتفاق کی بات کہ اس کا غلام خونی استفراغ کا طشت پھینکنے کو لیے جاتا تھا کہ عین اس مقام پر جہان انطی غونس قتل ہوا تھا اور اس کا خون گرا تھا غلام کے ہاتھ سے طشت چھوٹ کے گرا اور الٹ گیا - اور دونون بھائیون کا خون ایک ہی جگہ زمین پر گر کے مل گیا - اس حیرت انگیز واقعے سے سارے

ارسطوبولوس کی عبرتناک موت

محل مین شور مچ گیا - غل سن کے بادشاہ نے پوچھا یہ کیسا شور ہو رہا ہے؟ کسی نے اصل حقیقت بیان کر دی سنتے ہی ارسطوبولوس کے دل مین کچھ ایسی ہول سما گئی کہ اسی دھڑکے مین اس کا دم نکل گیا -

اسکندر جانوس شاہ یہودا

اب ارسطوبولوس کا بھائی اسکندر جانوس جانشین ہوا - اسکے چھوٹے بھائی نے مخالفت مین خفیف سی حرکت کی تھی کہ گرفتار ہوا - اور فوراً مار ڈالا گیا - اسکندر اگرچہ کوئی کامیاب فرمان روا ے بنی اسرائیل نہ تھا مگر بڑا عالی ہمت شخص تھا - اور اس کا زمانہ بھی ارض یہودا کے لیے غنیمت تھا اس لیے کہ اس پاس کی تمام ریاستین آپس کے جھگڑون مین پھنسی ہوئی تھین اور کسی کو یہودی قلمرو کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ تھی -

گرد و پیش کی سلطنتون کی حالت

مصر مین بطلیموس فسقون مر چکا تھا - اور اس کی جانشین اس کی بیوہ کلیوپیٹرا تھی - اس کا بڑا بیٹا بطلیموس لاطیروس جزیرۂ قبرس مین حکومت کر رہا تھا - مگر اپنی ماں کے خون کا پیاسا تھا - شام کی یونانی سلطنت کے اب دو ٹکڑے ہو گئے تھے - ایک کا فرمان روا انطیوقس غرافوس تھا اور دوسرے کا انطیوقس سی شیقنوس - ایک کا دار السلطنت انطاکیہ تھا اور

دوسرے کا دمشق۔ شہر طولمیس کو چھوڑ کے ساری ارض یہودا اسرائیلی سلطنت کے قبضے مین تھی۔ شہر غزہ بھی اسرائیلیون ہی کی قلمرو مین شامل تھا۔ اور بلاد دورا اور اسطراطون۔ زوئلوس نام ایک اور فرمان روا کے زیر تصرف تھے جو ایک حد تک شامی سلطنت کا ماتحت تھا۔

طولمیس کا ناکام محاصرہ

اسکندر نے چاہا کہ متاخر الذکر شہرون کو اپنے قبضے مین کر لے چنانچہ بڑھ کے شہر طولمیس کا محاصرہ کر لیا۔ طولمیس والون نے اپنے مین مقابلے کا دم نہ پایا تو قبرس کے حاکم بطلیوس لاطیروس سے مدد مانگی۔ وہ فوراً ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ اُن کی کمک کو آ گیا۔ اُس کے آتے ہی اسکندر محاصرہ چھوڑ کے واپس

لاطیروس حاکم قبرس

چلا آیا۔ اور لاطیروس نے طولمیس مین داخل ہونے کا ارادہ کیا تو طولمیس والے ڈرے کہ ایسا نہ ہو یہی ہمارے شہر پر قبضہ کر لے۔ اور آخر مین یہ مثل صادق آئے کہ "ولیکن عاقبت خود گرگ بودی" اس اندیشے سے اُنھون نے شہر کے پھاٹک بند کر لیے۔ اور اُسے اندر نہ آنے دیا۔ لاطیروس کے پاس کافی فوج تو موجود تھی مگر طولمیس پر قبضہ پانا دشوار نظر آیا۔ دل مین یہ سونچ کے کہ اب خالی خولی کون واپس جائے اُس نے اسرائیلیون کے شہر غزہ اور زوئلوس کی قلمرو پر حملہ کر دیا۔

اسکندر کی پُرفن کارروائی

اسکندر نے اس موقع پر یہ چالاکی کی کہ ایک طرف تو لاطیروس سے متنازع فیہ شہرون کے قبضے کے متعلق صلح کی مُراسلت شروع کر دی۔ اور دوسری طرف اُس کی مان کلیوپٹرا کو لکھا کہ ایک زبردست لشکر سے ہماری مدد کیجیے۔ ورنہ آپ کا دشمن فرزند آپ کی سرحد پر اپنا قدم جما لیگا۔

مُلس کے ملک پر لاطیروس کا حملہ

اس دورُخی کارروائی کی خبر لاطیروس کو ہو گئی فوراً جھنجھلا کے خاص ارض یہودا پر چڑھ دوڑا۔ اور ایک یوم السبت کو زد و

شور سے وہان آکے شہر اسوخلیس پر قابض ہوگیا۔ اور اسکندر کی پوری فوج کو
جو مزاحم تھی شکست دے دی۔ تین ہزار یہودی لڑائی مین قتل کیے۔ اور اُن پر
اپنی ہیبت بٹھانے کے لیے فتح کے بعد بے انتہا مظالم شروع کردیے۔ اسوخلیس پر
قبضہ جما لینے کے بعد ایک یہودی گاؤن کو ناگہان جا کے چارون طرف سے گھیر لیا۔
اور اُس کے کُل باشندون کو جن مین مرد عورت بوڑھے بچے سب شامل تھے
بلا استثنا و امتیاز قتل کر ڈالا۔ اسی قدر نہین لاشون کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور
اُن کو بڑی بڑی دیگون مین بھر کے اُبال ڈالا۔

یہ ایسے مظالم تھے کہ سُنتے ہی بنی اسرائیل کے ہوش اُڑ گئے۔ اور اُن کے
دلون پر لاطیروس کی ایسی ہیبت چھا گئی کہ اُس کا نام سُنتے ہی کانپ جاتے۔
اور اُس کی طرف رُخ کرتے وحشت کھاتے تھے۔ اسرائیلیون کی اس کمزوری
سے اب بظاہر اُن کی سلطنت کے بچنے کی کوئی صورت نہ نظر آتی تھی کہ یکایک
مصر سے مدد آگئی۔ ملکہ کلیوپٹرا نے ایک بہت بڑا زبردست لشکر اپنے مخصوص

اسکندر کی کمک کو مصری لشکر کا آنا

یہودی سپہ سالارون خلیقاس اور انانیاس کے
زیر علم روانہ کردیا تھا۔ اس لشکر کے آنے کا حال سُنتے ہی لاطیروس کمال
بدحواسی کے ساتھ شامی اضلاع ارض یہودا کی طرف بھاگا۔ اور مصری لشکر کے
دو حصے ہوگئے۔ ایک نے اُس کا تعاقب کیا۔ اور دوسرے نے شہر طولمیس کا محاصرہ
کرلیا۔ جہان سے یہ آفت شروع ہوئی تھی۔ لاطیروس نے بھاگتے بھاگتے دل مین
یہ مسودہ گانٹھا کہ تعاقب کرنے والون کو جھکائی دے کے کسی نئے راستے
سے سرحد مصر کی طرف نکل جاؤن۔ اور جبکہ مصری فوج یہان مصروف
جنگ ہو مین خود اپنی مان کے ملک پر حملہ کردون۔ اس تجویز مین
کامیابی نہ ہوئی تو جان بچا کے اپنے جزیرے مین نکل گیا۔ اور مصری

فوج نے شہر طولمیس پر قبضہ کر لیا۔

اسکندر مصر مین

جب یہ ہنگامہ دُور ہو گیا تو فرمان روائے یہود اسکندر اظہار شکر گزاری اور مبارکباد کے لیے بذات خود مصر مین جا کے کلیوپیٹرا کے دربار مین حاضر ہوا۔ اور اظہار احسان مندی مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا۔ مگر یہ ایسا دغا بازی اور بے اعتباری کا زمانہ تھا کہ ملکۂ مصر کے بعض مشیرون نے اُسے مشورہ دیا کہ پھر ایسا موقع نہ ہاتھ آئے گا۔ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہو سکتی کہ اسکندر کو یہین گرفتار کر لیا جائے۔ اور قبل اس کے کہ بیت المقدس مین خبر پہونچے اپنے

اُس کا مصریون کے مکر سے بچ کے واپس آنا

افسران فوج کو جو ابھی وہین ہین اشارہ کر دیا جائے کہ مملکت ارض یہودا کو حملہ کر کے اپنے قبضہ مین کر لین۔ کلیوپٹرا اس مشورے پر عمل کرنے کو تیار بھی ہو گئی تھی۔ مگر یہودی سپہ سالار مصر آنانیاس نے ہم مذہبی کے جوش مین اس کارروائی سے سخت مخالفت کی۔ اور کہا ایسی دغا بازیاں اور مکر و فریب کی کارروائی ہماری شان سے بعید ہے۔ غرض شریف النفس انانیاس کے طفیل مین اسکندر مصر کے دغا بازون کے پنجۂ مکر سے بچ کے اپنی قلمرو مین آیا۔ مصری فوج ارض یہودا سے مصر مین واپس گئی۔ اور اسکندر پھر خود مختاری کے ساتھ اپنی مملکت مین فرمان روائی کرنے لگا۔

مشرقی یردن کے علاقے پر اُس کا ناکام حملہ

لیکن اسکندر سے بھی سیدھا نہ بیٹھا جاتا تھا۔ پھر نئے جھگڑے مول لے لیے۔ گو کہ اُن سے کوئی مفید نتیجہ نہین حاصل ہوا اُس نے دریائے یردن کے مشرق جانب حملہ کر کے شہر غدارہ پر قبضہ کر لیا لیکن جب آگے بڑھ کے شہر اماتھوس پر پہونچا تو دشمنون سے شکست کھائی۔

غزہ پر ناکام حملہ

ادھر سے ناکامی ہوئی تو مغرب کی طرف جا کے شہر غزہ پر حملہ کر دیا۔ اس شہر کو گھیرے پڑا تھا کہ ناگہان خبر آئی اطیروس نے شہر والون کی مدد کیلیے

اپنی فوج بھیج دی ہے۔ لاطیروس کا ہولناک نام سنتے ہی محاصرہ چھوڑ کے واپس آیا۔ اور گھر میں خاموش بیٹھ رہا۔ لیکن دوسرے سال پھر اس نے شہر غزہ پر چڑھائی کرکے محاصرہ کر لیا۔ اب کی خود محصورین اس طرح جان پر کھیل کے لڑے کہ اسکندر کے دانت کھٹے ہو گئے۔ انھوں نے اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ اور ایک دن شہر سے یکایک نکل کے اس زور و شور سے حملہ کیا کہ اسکندر کی ساری فوج تہ و بالا ہو گئی۔ اور اسے اپنی شکست آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی تھی کہ ناگہاں شہر والوں کا سپہ سالار اپولودوطوس جس کے دم کا سارا ظہور تھا مکر و فریب سے مار ڈالا گیا۔ اور اس کے مرتے ہی اہل شہر نے گھبرا کے ہتھیار رکھ دیے۔

غزہ پر دوسرا حملہ اور نقصان اٹھانے کے بعد فتح

جوش انتقام میں اس کی بدعہدی

اسکندر شہر پر قبضہ کرتے وقت تک تو رحم دل تھا لیکن جب پورا قابو مل گیا تو اپنے لشکر کی تباہی یاد آئی۔ دل میں انتقام کی آگ بھڑکی۔ اور سپاہیوں کو لوٹ مار کی اجازت دے دی۔ اہل شہر نے یہ بدعہدی دیکھی تو پھر ہتھیار لے کے مقابلے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے اسکندر کو کسی حد تک دشواریاں ضرور پیش آئیں۔ مگر جو حریف ہتھیار ڈال کے اپنی حمایت کے موقعے ہاتھ سے کھو چکا ہو وہ کیا کر سکتا ہے؟ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر والے بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اسکندر نے غیظ و غضب کے جوش میں شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی سارے شہر کو مسمار و منہدم کر ڈالا۔ اور ایک آباد شہر کی جگہ کھنڈروں اور ملبے کے ڈھیروں کو چھوڑ کے واپس آیا۔

بیت المقدس کے خانگی جھگڑے

لیکن اسکندر ناحق ہی دشمنوں کو ادھر ادھر ڈھونڈھتا پھرتا تھا۔ اصلی دشمن خود اس کے گھر کے اندر موجود تھا۔ عوام بنی اسرائیل جن کا قوم میں زور تھا سب فریسی تھے۔ اور وہ صدوقیوں کا دست نگر ہوا تھا۔

ایک سال عید تابوت سکینہ کے موقع پر عین اس حالت مین کہ وہ دینی فرائض ادا
کرنے کیلیے بادشاہی اور امامت قوم کا خلعت پہنے بیٹھا تھا عوام مین یکایک ایک
شورش پیدا ہوئی - اور لوگون کو اور کچھ نہ ہاتھ آیا تو دُو کانون سے ترنج اور
عوام کی شورش | چکوترے اُٹھا لیے اور اُسے کھینچ کھینچ کے مارنے لگے - ہوتے ہوتے
بلوائیون کا گروہ قریب آ گیا جو اُس کے نسب کو عیب لگا کے گالیان دیتے اور
اُس کی امامت سے انکار کرتے تھے -
یہ رنگ دیکھ کے اسکندر نے فوج طلب کی - اور فوجی سپاہی آتے ہی اُس کے
حکم سے غیر مصلح اور نہتے بلوائیون پر ٹوٹ پڑے - اور دم بھر مین چھ ہزار آدمیون
خود اپنی رعایا کو قتل کرنا | کو کاٹ کے ڈال دیا - اس کے بعد اس خیال سے کہ پھر کبھی لوگون
کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہو حرم مسجد اقصیٰ مین ایک چوبی اوٹ بنوا کے کھڑا
کر دیا جو مقتداؤن اور عوام الناس کے درمیان مین حد فاصل رہا کرتا - پھر لوگون
کے دلون پر اپنا رعب جمانے کے لیے اُس نے ایک اور تدبیر یہ کی کہ غیر قوم کے
سپاہیون کا ایک دستہ اپنے باڈی گارڈ کے طریقے سے مقرر کیا - کہ ساری قوم
کے لوگ بگڑ جائین تو یہ سپاہی کام آئین -
پھر مشرقی یردن پر ناکام حملہ | گھر کی شورش دبانے کے بعد اُس نے دریاے یردن کے
اُس پار کے علاقے پر پھر حملہ کر دیا - اس حملے مین ابتداءً تو اُسے کچھ کامیابی ہوئی
لیکن انجام یہ ہوا کہ پوری شکست ہو گئی - اور ناکام و شکستہ حال واپس آیا -
بیت المقدس کے اسرائیلیون کو جو اُس کے خلاف ہو رہے تھے اس شکست سے
گھر کے ہنگامے | اُس کی کمزوری کا حال معلوم ہوا تو اُنھون نے پھر سر اُٹھایا
جس کے ہنگامے مسلسل چھ سال تک جاری رہے - اور سخت سے سخت خانہ
جنگیون سے ارض یہودا تباہ و برباد ہوتی رہی -

آخر مین جب عوام نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کا زور ہمارے دبائے نہین دبتا تو فرمان روائے شام دیمطریوس سے مدد مانگی - وہ تو ایسا موقع ڈھونڈھ ہی رہا تھا

شاہ شام یہودی رعایا کی مدد پر - اسکندر کا شکست کھاکے بھاگنا

فوج لے کے خود آپہونچا - اور اسکندر کو جو اندر باہر سب طرف سے دشواریون مین گھرا ہوا تھا شکست دیدی آخر کار اسکندر بھاگ کے پہاڑیون مین چھپ رہا - اور دیمطریوس بھی اپنی فوج لے کے واپس چلا گیا -

اس کے بعد خدا جانے کیا واقعات پیش آئے کہ دفعۃً یہود کے خیالات

پھر یہودی بادشاہ و رعایا مین اتحاد

مین ایک انقلاب پیدا ہوا - یا تو بادشاہ کے خلاف اور دشمن تھے یا یک بیک سب کے سب اُس کے طرفدار بن گئے - اسکندر اپنی کوہستانی کمین گاہ سے نکل کے آیا - اور ساٹھ ہزار یہودی اُس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے - اس لشکر کو لے کے اُس نے شہر بیت ہوم کا محاصرہ کر لیا - جہان

بیت ہوم کا محاصرہ اور فتح

اُس کے بہت سے مخالفین جمع تھے - مگر یہ محاصرہ ایسا زبردست تھا کہ شہر والون نے مجبور ہو کے ہتھیار رکھ دیے - اور اسکندر بڑی شان و شوکت اور بڑے کروفر سے سالم و غانم بیت المقدس مین داخل ہوا - اب

اپنی رعایا پر سخت ترین مظالم

اُس نے اطمینان سے بیٹھ کے مخالف اسرائیلیون سے انتقام لینا شروع کیا - جو نہایت ہی سخت اور ہولناک تھا - آٹھ سو اسرائیلیون کو گرفتار کر کے پہلے اُن کی آنکھون کے سامنے اُن کے جورو بچون کو قتل کرایا - پھر اس کے بعد اُن سب کو علی الاعلان سُولی پر لٹکا دیا - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آٹھ ہزار اسرائیلی شہر چھوڑ کے بھاگ گئے - لیکن اس کے بعد اُس کے مابقی ایام فرمان روائی مین ہر جگہ امن قائم رہا -

اسکندر کی موت

اس واقعے کے بعد وہ بیا رہی سال زندہ رہا اور ۷۹؁

قبل مسیح میں پیوند زمین ہو گیا۔ اُس سے اگرچہ زندگی بھر فریسی فرقے والون [illegible]

مرتے وقت وہ فریسیون کا دوست تھا

مخالفت رہی تھی مگر مرتے وقت اپنی ملکہ اسکندرہ کو جسے اپنا جانشین بنایا گیا تھا وصیت کی کہ "خیریت نے رو چاہا کیا مگر تم اپنے زمانۂ حکومت مین فریسی لوگون ہی کے کہنے پر چلنا۔ انھین کی مدد اور انھین کے مشورے سے حکمرانی کرنا۔ اور کل اقتدارات اسی فرقے والون کے ہاتھ مین رکھنا۔ اس لیے کہ عوام الناس علی العموم اسی گروہ کے طرفدار ہین"۔ اس وصیت کا یہ نتیجہ ہوا کہ آنکھ بند ہوتے ہی وہ نہایت ہر دلعزیز بادشاہ بن گیا۔ اور اُس کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اُٹھایا گیا۔

اُس کے مرتے وقت سلطنت اسرائیلی کے حدود

اُس کے مرتے وقت قلمرو ارض یہود [illegible] وسیع تھے۔ ساحلی شہر استراطون [illegible] شہر رسے نوکورورا تک ساری زمین اسی کے زیرنگین تھی علاقہ [illegible] اور سماریہ بھی اسی کی مملکت مین شامل تھے۔ اور دریاے یردن کے [illegible] مشرق مین بھی کئی صوبے اُس کے زیر فرمان تھے۔

باب یازدہم

خاندان اسمونی کا زوال

اسکندرہ ملکۂ ارض یہود۔ صدوقیون پر ظلم۔ ملکہ کا بیٹا ارسطوبلوس صدوقیون کا حامی۔ ملکہ کا نہایت مناسب فیصلہ۔ ارسطوبولوس فاتح دمشق۔ ملکۂ اسکندرہ کی وفات۔ دو نون بھائیون ارسطوبولوس اور ہرقانوس مین لڑائی۔ ارسطوبلوس کی فتح۔ ہرقانوس کی تاج و تخت سے دستبرداری۔ انطی پاطروس ہرقانوس کو بھڑکاتا ہے۔ شاہ عرب ارطاس اُس کی مدد پر۔ ارسطوبلوس کو شکست۔

اور مسجد اقصیٰ مین محصور ہونا - دلی اونیاس - اس کی دعا پر اسس کا مارا جانا - قربانی
کے جانور دینے کا وعدہ اور دغا - رومی جھنڈا دمشق مین - دونون بھائی
رومیون کو اپنے موافق بنانا چاہتے ہین - رومی سپہ سالار ارسطوبلوس کا طرفدار
ارطاس واپس گیا - فرمان روائے روم پومپے دمشق مین - اس کے سامنے دونون
بھائیون کا دعویٰ - دونون بھائیون کے خلاف ایک تیسرا وکیل قوم - کچھ فیصلہ
نہ ہوا - پومپے عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہے - پومپے ارض یہودا مین - بیت المقدس
پومپے کے حوالے کیا گیا - مگر اہل شہر نے پھاٹک بند کر لیے - پومپے
بیت المقدس مین - حرم مسجد اقصیٰ کا محاصرہ - پومپے کا اس پر قبضہ - پومپے
حرم المحترم مین - حرمت حرم کا پاس - ہرقانوس شاہ ارض یہودا -
پومپے کو بے ادبی کی سزا - جولیس قیصر یہود کا طرفدار - ارسطوبلوس کا بیٹا
اسکندر - ارسطوبلوس کی رہائی اور پھر اسیر ہونا - حکومت ارض یہودا جنرل
گابی نوس کے ہاتھ مین - مجالس صوبہ داری - پھر اسکندر کا زور اور پھر شکست -
جس رومی سردار نے یہود کو ستایا اس کا پھل ضرور پایا - روم کے جھگڑے -
انطی پاطور رومیون کا خیر خواہ - اس کے بیٹے فسائل اور ہیرودڈ - ہیرودڈ حاکم ارض
جلیل - ہیرودڈ دمشق مین - بیت المقدس پر اس کا حملہ اور واپسی - کاسیوس رومی
حاکم شام - اس کا ارض یہودا کو لوٹنا - انطی پاطور کی موت - ارسطوبلوس
کا دوسرا بیٹا انطی غونس - فرمان روائے روم انطونی اور ہیرودڈ کے تعلقات -
اہل پارتھیا کا غلبہ - وہ انطی غونس کا حامی ہے - انطی غونس اور ہرقانوس کے
باہمی جھگڑے - سپہ سالار پارتھیا حکم بدل گیا - ہیرودڈ کا اس کے فریب سے بچنا ہرقانوس
اور فسائل کی گرفتاری - انطی غونس شاہ یہودا - ارسطوبلوس کی طرفداری مین ہیرودڈ
کی کوشش - اور خود ہیرودڈ کا بادشاہ قرار پانا - اس کا ارض جلیل پر قبضہ -

بیت المقدس پر حملہ اور ناکامی - ارسطوبولس کی بہن مریم سے ہیرودؔ کی شادی -
اور بیت المقدس پر اُس کا قبضہ - انٹی غونس کا قتل -

اسکندرا ملکۂ ارض یہودا

صدوقیون پر ظلم

ملکہ کا بیٹا ارسطوبلوس صدوقیون کا حامی

ملکہ کا نہایت مناسب فیصلہ

اسکندر کے بعد اُس کی بیوہ اسکندرہ تخت پر بیٹھی - اور شوہر کی وصیت اور اُس کی بتائی ہوئی پالسی پر عمل کرنے لگی - فریسی لوگون مین سے اپنے وزیر و مشیر منتخب کیے - اور اُس کا بیٹا ہرقانوس ثانی قوم کا امام اور پیشواے اعظم منتخب ہوا - فریسی لوگون کو جو موقع مل گیا تو انھون نے اپنے قدیم رقیبون پر بغض نکالنا شروع کیا - جتنے فریسی اسیر و پابزنجیر تھے سب کو چھوڑ دیا - اور جو جلاوطن تھے اُن کو واپس بلا لیا - نوبت یہان تک پہونچی کہ انھون نے شاہ اسکندر مرحوم کے وزیر اعظم دیوجانس کو طرح طرح کے الزام لگانا شروع کیے - اور اُن سب لوگون سے جواب طلب کیا جن کے مشورے سے بادشاہ نے آٹھ سو آدمیون کو مصلوب کیا تھا - اسکندرہ اگرچہ بذات خود اِن باتون کے بالکل خلاف تھی - مگر مجبور تھی - اور اُس کی کوئی سنتا نہ تھا تاہم اُس کے چھوٹے بیٹے ارسطوبلوس سے نہ رہا گیا - یہ حالت دیکھ کے صدوقیون کی طرفداری و حمایت مین اُٹھ کھڑا ہوا - جو لوگ ستائے جا رہے تھے اُن کی طرف سے دربار مین عرضی پیش کر دیا - اور ملکہ (اپنی مان سے) رحم کی درخواست کی - اسکندرہ نے اس موقع پر نہایت ہی عمدہ پالسی اختیار کی حکم دے دیا کہ سارے صدوقی بیت المقدس سے چلے جائین اور جو فوجین سرحدی قلعون مین رہتی ہین اُن مین شریک ہو جائین - اِس حکم کو صدوقی اپنے حق مین غنیمت سمجھ کے ایک حد تک مطمئن ہو گئے - اور فریسی بھی کچھ زیادہ برافروختہ و برہم نہین ہوئے - اسی قدر نہین ملکہ نے اپنے بیٹے ارسطوبلوس کو جو غیر مطمئن اور کسی قدر ناراض دیکھا تو اُسے تھوڑی سی فوج کا افسر مقرر کر کے حکم دیا کہ جا کے بطلیموس کی گوشمالی کرو جس نے خالقیس مین خودمختاری کا جھنڈا بلند کیا ہے اور

ایک چھوٹی سی خود مختار سلطنت قائم کر لی ہے۔ اس مین اسکندرہ نے دو باتین اور مصلحتین مضمر رکھی تھین۔ ایک تو یہ کہ ارسطوبلوس بیت المقدس سے چلا جائے جو صدوقیون کی طرفداری مین دیوانہ ہو رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ خالقیس پر فوج کشی کرنے کے بہانے دمشق پر حملہ کر دیا جائے۔ اور وہان کی یونانی قوت کا خاتمہ ہو جائے۔

ارسطوبلوس فاتح دمشق

ارسطوبلوس مان کے حکم سے فوراً اُس مہم پر روانہ ہو گیا اور اُس مین پوری طرح کامیاب ہوا۔ اُس نے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس سے بھی زیادہ ترقی یہ کی کہ اپنی فوج مین نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گیا۔ اور یہ حالت ہو گئی کہ ہر سپاہی اُس پر جان فدا کرنے کو تیار تھا۔

ملکۂ اسکندرہ کی وفات

اسکندرہ نے نو سال تک بڑی لیاقت اور کامیابی سے حکومت کی۔ اور سنہ ۷۰ قبل مسیح مین دنیا سے رخصت ہو گئی۔

ارسطوبلوس مان کی وفات سے پہلے ہی بیت المقدس سے نکل کے چلا گیا۔ فوج جو اُس کے پسینے کی جگہ خون بہانے کو تیار تھی سب طرف سے سمٹ کے اُس کے ساتھ جمع ہو گئی۔ سرحد کی فوجین بھی جس قدر آسکین سب

دونون بھائیون ارسطوبلوس اور ہرقانوس مین لڑائی

اُس نے اپنے پاس بلا لین۔ اور مان کی آنکھ بند ہوتے ہی اس لشکر عظیم کو لے کے بیت المقدس کی طرف چلا۔ فریسی فرقے والون نے ہرقانوس ثانی کو اپنا سردار اور امام بنایا۔ ارسطوبلوس کی بیوی بچے جو شہر ہی کے اندر رہتے انھین پکڑ کے قید کر لیا۔ اور اپنا لشکر مرتب کر کے اُس کے مقابلے کو چلے۔

شہر جریحو کے پاس دونون حریف بھائیون کا سامنا ہوا۔ مگر فوج کا زیادہ تر حصہ ارسطوبلوس کے علم کے نیچے تھا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ہرقانوس کی

ارسطوبلوس کی فتح

فوج کے بھی بہت سے لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کے ارسطوبلوس سے جا ملے۔ جو فوج ہرقانوس کے جھنڈے کے نیچے باقی تھی وہ بھی اس قدر بددل نظر آئی کہ ہرقانوس کو لڑنے مین خطرہ ہی خطرہ نظر آیا آخر بے لڑے میدان چھوڑ کے

ہرقانوس کی تاج وتخت سے دست برداری

پلٹا۔ اور قصر باریس نام اپنے ایک دیہاتی قصر تک پہونچنے پایا تھا کہ حریف بھائی نے آلیا اور وہ اُس قصر کے اندر محصور ہو گیا اور جب فلاح کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو مجبوراً چھوٹے بھائی ارسطوبلوس کو اطلاع دی کہ مین تاج وتخت سے دست بردار ہوتا ہون۔ اور وعدہ کرتا ہون کہ جب تک زندہ ہون نہایت ہی سادگی کے ساتھ بالکل خاموشی کی زندگی بسر کرون گا اور اس کے بعد ہتھیار رکھ دیے۔

اس واقعے سے فریسی لوگون کی بڑی دلشکنی ہوئی۔ جیسے اُن کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور مجبوراً بالکل خاموش ہو کے بیٹھ رہے۔

مگر اب ایک اور ایسا سخت دشمن پیدا ہو گیا تھا جو اسمونی خاندان کے

انطی پاطور

حق مین فریسی لوگون سے بھی زیادہ مہیب وخطرناک تھا۔ انطی پاطر نام ایک شخص جو اصل مین قوم ادوم کا ایک شریف ومعزز شخص تھا۔ اسکندجانس کے عہد مین مفتوح علاقہ ادوم کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا۔ اُس نے ہرقانوس کے دل مین بڑی جگہ پیدا کر لی تھی۔ یہان تک کہ اُسے یہ اُمید پیدا ہو گئی کہ جب ہرقانوس بادشاہ ہو گا تو وہ برائے نام صاحب تاج وتخت ہو گا اصل مین اُس کے نام سے مین حکمرانی کرون گا۔ جملہ اقتدارات میرے ہاتھ مین ہون گے۔ جب ہرقانوس کو زک دے کے ارسطوبلوس فرمان روائے ارض یہود ہو گیا تو اُس کی ساری اُمیدون پر پانی پھر گیا۔

وہ ہرقانوس کو اُبھارتا ہے

ہرقانوس جب گوشہ نشینی کا عہد کر کے بیت المقدس مین

واپس آیا تو انطی پاطر نے اسے ڈرایا کہ "آپ یہ نہ سمجھیں کہ اطمینان سے بیٹھ
سکیں گے۔ ارسطوبلوس کسی نہ کسی طرح آپ کو مروا ڈالیگا۔ اور آپ اس کے ہاتھ سے
زندہ نہ بچ سکیں گے۔ اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بیت المقدس چھوڑ
کے قربان روائے عرب ارطاس عہ کے پاس بھاگ جائیے۔ اور اس سے مدد مانگیے۔
میرے صوبے ادومیا سے اس کی سرحد ملی ہوئی ہے۔ اور اسی وجہ سے مجھ سے
اس سے دوستی ہے۔ میں اسے آپ کا دوست بنا دوں گا۔ اور وہ جب اپنا
عربوں کا زبردست لشکر لے کے آئے گا تو یہاں کے تمام فریسی بھی آپ کی
طرفداری میں اٹھ کھڑے ہوں گے اور ارسطوبلوس کے بنائے کچھ نہ بنے گی"
ہرقانوس اس کے فقرے میں آگیا۔ اور بھائی سے بدعہدی کر کے
ادوم سے ہوتا ہوا عرب کی طرف چلا۔ عرب کی یہ شمالی سلطنت ان دنوں

شاہ عرب ارطاس کی مدد پر

ایک بڑی زبردست ہو گئی تھی اور اس کا
دارالسلطنت بترا عہ ایک بہت بڑی تجارت کی منڈی تھا۔ ارطاس پچاس ہزار

ارسطوبلوس کو شکست

عربوں کے بہادر لشکر کے ساتھ اس کی کمک کو آگیا۔ ارسطوبلوس
اس کے مقابلے کو نکلا۔ مگر فاش شکست ہوئی۔ اور بھاگ کے بیت المقدس میں
ہو رہا۔ اب وہاں جا کے جو دیکھا تو ساتھ والوں نے بھی رفاقت چھوڑ دی۔ مجبور
ہو کے حرم مسجد اقصیٰ میں جا کے بیٹھ گیا۔ اور پھاٹک بند کروا لیے۔ اس سے مقتدایان

عہ روم وشام کی تاریخ قدیم میں تاجدار عرب ارطاس کا اکثر ذکر آیا کرتا ہے۔ یہ قربان روا شمالی عرب کی اس سرزمین پر حاکم تھا جس میں بعد کے زمانے میں بنی غسان کے تاجداران عرب نے اپنا تخت قربان روائی پہنچایا۔ غالباً یہ بنی قضاعہ کے قبیلہ تنوخ کا کوئی سردار تھا جن لوگوں نے عمالقہ سے اس ملک کو چھین کے اپنی حکومت قائم کی تھی۔ عہ شہر بترا شمالی عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک موجود تھا۔ ان دنوں یہاں بنی لحیان آباد تھے۔ اور غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ نے جن جن منزلوں میں ٹھہر کے نماز ادا فرمائی ان میں سے ایک مقام یہی تھا

اور مسجد اقصیٰ میں محصور ہونا

قوم اُس کے ساتھ ہو گئے اور انھین نے قلعہ بند ہو کے لڑنے کا بندوبست کیا۔ یہ بندوبست ہو ہی رہا تھا کہ ہرقانوس۔ انطی پاطور۔ اور آرطاس تینون حملہ کر کے شہر بیت المقدس مین داخل ہو گئے۔ اور ارسطو بلوس خاص حرم مسجد اقصیٰ کے اندر محصور ہو گیا۔

اس محاصرے مین دو خاص واقعے پیش آئے جو عجیب و غریب ہین۔

ولی ادنیاس

پہلا واقعہ یہ تھا کہ بیت المقدس مین ادنیاس نام ایک شخص رہتا تھا جو یہود مین ایک ولی کامل اور صاحب باطن خیال کیا جاتا۔ ایک سال بارش نہ ہوئی تھی اور قحط کے آثار نمایان تھے۔ لوگون کے کہنے سے اُس نے مینہ برسنے کی دُعا مانگی۔ اُس کی دُعا کے ساتھ ہی ابر رحمت حرکت مین آیا۔ اور خوب پانی برسا۔ اس واقعے نے ساری قوم کو اُس کے تصرف باطن اور اُس کی دعا کے مقبول ہونے کا یقین دلایا تھا۔ جب یہ محاصرہ شروع ہوا تو محاصرہ کرنے والے سپاہی جو شہر مین داخل ہو چکے تھے اُدنیاس کو زبردستی ہرقانوس کے سامنے پکڑ لے گئے۔

اُس کی دُعا

اور کہا ہماری فتح کی دعا مانگیے۔ اس لیے کہ آپ کی دُعا مقبول ہے۔ اُس نے مجبور ہو کے ان الفاظ مین دُعا کی "اے پاک پروردگار! یا اللہ العالمین! اس لڑائی مین ایک طرف تیری عام مخلوق ہے اور ایک طرف تیری اُمت کے مقتدا ہین۔ اس لیے تیری درگاہ مین میری یہ دعا ہے کہ ان دونون فریقون

اس دُعا پر اس کا مارا جانا

مین سے جس کسی کے خلاف کوئی دُعا کرے اُسے ہرگز نہ قبول کر!" اس کی زبان سے یہ الفاظ سُنتے ہی وہ لوگ جو اُسے پکڑ لائے تھے نہایت ہی برافروختہ ہوے۔ غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ چارون طرف سے اُس پہ پتھر اور ڈھیلے پڑنے لگے۔ اور یہان تک سنگسار کیا کہ وہ نیک نفس ولی شہید ہو گیا۔

قربانی کے جانور دینے کا وعدہ اور دغا

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ یہود کی عید فسخ سر پر آگئی تھی اور حرم والون کے پاس قربانی کے لیے جانور نہ تھے۔ اس ضرورت کو دونون فریقون نے محسوس کیا۔ اور باہم معاہدہ ہوگیا کہ محاصرہ کرنے والے عید کی قربانی کیلیے محصورین کو ایک مقررہ شرح قیمت سے جانور فراہم کردین گے۔ اس قرارداد کے مطابق حرم والون نے اپنی فصیل پر سے ٹوکریان رسی مین باندھ کے لٹکا دین۔ اور انھین مین قیمت رکھ دی۔ مگر بدعہد محاصرہ کرنے والون نے ٹوکریون مین سے قیمت تو نکال لی مگر جانور نہ دیے۔ بلکہ بعض مورخ بیان کرتے ہین کہ قربانی کے جانورون کے عوض ٹوکریون مین سور کا گوشت رکھدیا۔

رومی جھنڈا دمشق مین

اب یہ محاصرہ قائم ہی تھا کہ رومی علم اقبال ارض شام مین آپہونچا۔ اور دولت رُوما کے سردار اعظم پومپے کے ایک سپہ سالار اسقوروس نے آکے شہر دمشق پر قبضہ کرلیا۔ اس کا اثر چونکہ یہان کی تمام چھوٹی چھوٹی سلطنتون پر پڑا اس لیے بیت المقدس کے محصور و محاصر دونون فریقون نے رشوت کا لالچ دلا دلا کے اپنی طرف کھینچنا شروع کیا۔ ارسطوبلوس نے جو محصور تھا ۰۰ ہ ٹیلنٹ کی مقدار ادا کرنے کا وعدہ کیا اور اتنی ہی رقم دینے کا وعدہ ہرقانوس نے بھی کیا۔

دونون بھائی رومیون کو اپنے موافق بنانا چاہتے ہین

اسقوروس چند روز متردد رہا کہ دونون حریف بھائیون مین سے کس کی جانبداری کرے۔ آخر اُس کے ذہن مین یہ بات آئی کہ حرم مسجد اقصیٰ کا خاص خزانہ

رومی سپہ سالار ارسطوبلوس کا طرفدار

ارسطوبلوس کے قبضے مین ہے۔ اس لیے اُس سے جو کچھ مل سکتا ہے دوسرے بھائی سے نہین مل سکتا۔ یہ سوچتے ہی فوراً ارسطوبلوس کا طرفدار ہو گیا۔ اور فرمان روائے عرب ارطاس کے پاس اس مضمون کا حکمنامہ بھیجا کہ "بیت المقدس کا محاصرہ چھوڑ کے فوراً اپنے ملک کو واپس جاؤ"۔ ان دونون رومیون کا

ارطاس واپس گیا

اس قدر اثر تھا کہ ارطاس کو سوا اس کے کہ بے عذر اس حکم کی تعمیل کرے کوئی مفر نہ نظر آیا۔ اور محاصرہ اُٹھا کے واپس چلا۔ لیکن وہ تھوڑی ہی دور جانے پایا ہوگا کہ ارسطوبلوس نے مسجد اقصیٰ سے نکل کے اُس کا تعاقب کیا۔ اور اس طرح اچانک اُس کے لشکر پر جا پڑا کہ سب کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور ارسطوبلوس نے فاش شکست دے کے اُس کے سارے لشکر کو سخت نقصان پہونچا دیا۔

فرمان روائے روم پومپے دمشق میں

ان واقعات کو چند ہی روز ہوئے تھے کہ خود پومپے کر و فر اور رعب و داب سے دمشق میں آیا۔ اور ان اطراف کے تمام ملوک و فرمان روا نذرانے اور تحفے لے کے اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تاجدار مصر نے ایک سونے کا تاج لا کے نذر کیا جس کی قیمت کا تخمینہ چار ہزار طلائی سکوں کا کیا گیا۔ ارسطوبلوس نے ایک طلائی انگور کی بیل نذر کی جس کی قیمت چار سو ٹیلنٹ تھی۔ ان نذرانوں کے پیش ہو جانے

اُس کے سامنے دونوں بھائیوں کا دعویٰ

کے بعد پومپے کے سامنے سلطنت ارض یہودا کے دونوں دعویدار بھائیوں کا مقدمہ پیش ہوا۔ پومپے نے اس مقدمے کو سال آیندہ پر ملتوی کر دیا اور وعدہ کیا کہ اس معاملے میں اُس وقت کافی غور و خوض کیا جائے گا۔

دوسرے سال حسب وعدہ وہ مقدمہ پھر پیش ہوا۔ ہرقانوس کی جانب سے پیروی کے لیے انطی پاطور پہونچا۔ ارسطوبلوس کی طرف سے بھی کوئی ہوگا یا وہ خود ہو۔ مگر ایک تیسرا اسرائیلی شخص بھی آیا جو اپنی قوم کے حقوق کی نگہداشت کا دعویدار

دونوں بھائیوں کے خلاف ایک تیسرا وکیل قوم

تھا۔ اُس نے ان دونوں یہودی بھائیوں کو ملزم ٹھہرایا۔ اور کہا یہ دونوں اُس حق کے لیے باہم جھگڑا کر رہے ہیں جو در اصل ان میں سے کسی کا بھی

نہین ہی۔ بلکہ وہ حق قوم کے کسی امام اور مقتدائے ملت کو ملنا چاہیے۔ یہ لوگ اپنی ایک خودمختار بادشاہی قائم کرکے زبردستی لوگون کے جان و مال پر قابض ہو گئے ہین۔ اور ایک آزاد و شریف قوم کو اپنا غلام بنا لیا ہے

کچھ فیصلہ نہ ہوا

پوپیے نے تینون دعویدارون کا بیان سُنا۔ مگر فیصلہ کچھ نہ کیا۔

پوپیے عرب پر حملہ کرنا چاہتا ہی

وہ اور ہی تاک مین تھا۔ اور ایک اس سے زیادہ اہم معاملے پر غور کر رہا تھا۔ وہ سرزمین عرب کو اپنا مطیع فرمان بنانا چاہتا تھا۔ شہر بترا کی رونق و شوکت اور دولت مندی و تجارت کو حرص و طمع کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ دمشق سے کوچ کرکے وہ سیدھا ارض عرب کی طرف چلا۔ اور جب وہان سے

پوپیے ارض یہود امین

پلٹا تو ارض یہودا مین داخل ہو گئے اس مقدمے کے فیصلے کا ارادہ کیا۔ ارسطوبلوس اُس کی آمد سنتے ہی ایک مضبوط پہاڑی مقام اسکندرون مین جا کے بیٹھ رہا۔ مگر جب پوپیے نے اُسے طلب کیا تو پہاڑون سے نکل کے آیا۔ اور حاضر ہو گیا۔ اس موقع پر پوپیے نے کوشش کی کہ اُس سے ایک ایسے عہدنامے پر دستخط کرا لے جس کی رو سے اُسے اپنے تمام کوہستانی قلعون اور مضبوط و مستحکم مقامون سے دست بردار ہونا پڑتا تھا۔

ارسطوبلوس کو یہ نہ گوارا ہوا کہ بے لڑے بھڑے اتنی آسانی سے پوپیے کی خواہش پوری کر دے۔ کوئی نہ کوئی موقع پیدا کرکے اُس کے پاس سے بھاگ کے بیت المقدس مین آیا۔ اور محصور ہو کے لڑنے کی تیاریان شروع کر دین۔ مگر یہان دیکھا تو یہ رنگ نظر آیا کہ شہر والون مین اختلاف ہے بہت سے لوگ پوپیے سے لڑنا نہین پسند کرتے۔ بہرحال اُسے یقین ہو گیا کہ یہ لوگ آخر تک میرا ساتھ نہ دین گے اور ان سے آخر تک ثابت قدم رہنے کی

بیت المقدس پوپیے کے حوالے کیا گیا

امید نہین ہم وطنون سے مایوس ہو کے وہ پھر پوپیے کے پاس چلا گیا

ایک بہت بڑی رقم بطریق نذرانے کے پیش کی - اور شہر بیت المقدس بھی اپنی طرف سے اُس کے حوالے کر دیا -

مگر اہل شہر نے پھاٹک بند کر لیے

پومپے نے اپنے سپہ سالار گوبی نیوس کو روانہ کیا کہ جا کے اس محترم شہر پر قبضہ کر لے - شہر والون نے جو رومی لشکر کو آتے دیکھا تو فوراً پھاٹک بند کر لیے - اور اُسے اندر قدم نہ رکھنے دیا - اس واقعے کی اطلاع پومپے کو ہوئی تو اُس نے بے تکلف ارسطو بلوس کو قید کر لیا - اور خود بیت المقدس کی طرف چلا - شہر مین ہر قانوس کے طرفدار بہت تھے - اُنھون نے بڑے ہی جوش و خروش سے اُس کا خیر مقدم ادا کیا - مگر

پومپے بیت المقدس مین

ارسطو بلوس کے سپاہی مسجد اقصی پر قابض تھے - اُنھون نے اپنی اندرونی فصیل حرم کے پھاٹک بند کر لیے - جتنے مقتدا اور مذہبی سرغنا تھے سب کو حرم کے اندر لے لیا - اندر جانے کے جتنے راستے تھے بند کر دیے - اور جتنے پُل تھے توڑ دیے - اور پوری طرح مقابلے کی تیاریان کر لین -

جس پہاڑی پر مسجد اقصی قائم تھی وہ تین طرف سے بالکل ڈھالو تھی اور کوئی اُن اطراف سے اندر جا ہی نہ سکتا تھا فقط

حرم مسجد اقصی کا محاصرہ

شمال کی طرف سے راستہ تھا - اُسی طرف سے پومپے نے حرم پر حملہ کر دیا - مگر راستہ بہت چڑھائی کا تھا - اور جا بجا بلند پولن پر برج بنے تھے - لہذا رومیون کے منتخب سپاہیون اور اُن کی بہترین فوج سے بھی مسجد اقصی فتح نہ ہو سکی - یہ مجبوری دیکھ کے پومپے نے شہر طائر سے منجنیقین منگوائین - مگر اس پر بھی حرم مسجد پر کوئی زور نہ چلتا تھا - محاصرے کو تین مہینے ہو گئے - اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہین آتی تھی -

اتفاقاً رومیون کو معلوم ہو گیا کہ بنی اسرائیل یوم السبت کو لڑنا گناہ

اور حرام سمجھتے ہیں۔ مکابی خاندان کے حکمرانوں نے ہفتے کے دن لڑنا جائز کر لیا تھا وہ بھی صرف مجبوری کی حالت تک محدود تھا۔ اور یہ قید لگی ہوئی تھی کہ اپنے بچانے اور مدافعت کے لیے ہو کسی حریف پر حملہ کرنے جانا وہ آج تک حرام سمجھتے تھے۔ پومپے نے بھی اُن کے اس دینی رواج کے مطابق حکم دے دیا کہ ہفتے کے دن لڑائی ملتوی رہا کرے۔ مگر اس سے وہ یہ فائدہ اُٹھاتا تھا کہ ہفتے کے روز رومی اپنی منجنیقوں کو ڈھکیل ڈھکیل کے فصیل کے قریب پہونچاتے۔ اپنی خندقیں درست اور گہری کرتے۔ اور دیگر ضرورتوں سے فارغ ہوتے۔

تین مہینے کے بعد انھیں کارروائیوں سے ایک بُرج منہدم ہو گیا۔ اور

پومپے کا اس پر قبضہ

رومیوں نے اُسی طرف سے بڑے زور و شور کے ساتھ دھاوا کر دیا۔ آخر ایک نہایت ہی جان ستان مقابلے اور خونریز لڑائی کے بعد رومی حرم کے اندر داخل ہوئے۔ اور مسجد اقصیٰ فتح ہو گئی۔

پومپے حرم المحترم میں

اب پومپے مسجد اقصیٰ کے حرم کے اندر گھسا۔ چاروں طرف پھر کے اُس کے ہر ہر کونے اور ہر ہر حصے کو دیکھا۔ اور آخر خاص حرم المحترم کے اندر بھی گھس گیا جہاں سوائے مقتدائے اعظم کے کسی معمولی مقتدا اور دولت مند اسرائیلی کو بھی اندر قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ یہاں اُسی دیکھ کے بہت ہی تعجب ہوا کہ نہ کوئی مورت ہے نہ بُت۔ نہ تصویریں ہیں نہ کوئی اور پوجنے کی چیز۔ حرم کے بعض حصوں میں اُس نے بیشمار دولت دیکھی۔ مگر کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ بلکہ حکم دے دیا کہ "بس ہو چکا۔ اب رومی سپاہی

حرمت حرم کا پاس

اس محترم و مقدس حرم کو اپنے قدموں سے ناپاک نہ کریں" یوں اُس کے حکم سے تمام رومی باہر نکل گئے۔ اور ہرقانوس کو اُس نے امام بنایا۔ مگر امامت کے ساتھ شاہی تاج اس کو نہیں دیا گیا۔

ہرقانوس شاہ ارض یہودا | اس کے بعد پومپیئے نے سالانہ خراج کی رقم تشخیص کی شہر بیت المقدس کی شہر پناہ منہدم کرادی - اور صرف ارض یہودا کو ہرقانوس کے حوالے کر کے چلا گیا - لیکن ارسطوبولوس اور اُس کے دو بیٹون اور دو بیٹیون کو زنجیرون مین جکڑ کے اپنے ساتھ روم مین لے گیا جہان اُس کے جلوس داخلہ کے ساتھ وہ ذلت و اسیری کی حالت مین روم کی سڑکون پر نکالے اور تشہیر کرائے گئے

پومپیئے کو بے ادبی کی سزا | پومپیئے نے اگرچہ مسجد اقصیٰ کے خزانے کو یا حرم کے قیمتی مال و اسباب مین سے کسی چیز کو ہاتھ نہین لگایا تھا مگر اُس کی یہ حرکت کہ خاص حرم الحرم کے اندر دندناتا چلا گیا تمام اسرائیلیون کے دل مین کھٹک رہی تھی - اب شام سے واپس جاتے ہی اُس کا زوال شروع ہوا تو وہ اُس کی ناکامی کے واقعات کو بڑی خوشی سے سُنتے - اور اُنھین یقین تھا کہ اُس کے زوال کا باعث

جولیس قیصر یہود کا طرفدار | اُس کی یہی گستاخی تھی جو اُس نے حرم اقدس کے ساتھ کی اب اسرائیلی جولیس قیصر کے طرفدار تھے - اور اسی وجہ سے اُنھین بہت سے حقوق بھی مل گئے -

ارسطوبلوس کا بیٹا اسکندر | ارسطوبلوس کا بیٹا اسکندر جو ارض یہودا مین موجود تھا شجاعت و جوانمردی مین وہ بھی اپنے باپ کی نظیر تھا - چنانچہ اُس نے آہستہ آہستہ ایک فوج جمع کر لی - اور یکایک حملہ کر کے ہلاونشائروس - ہرقانیہ اور اسکندرون پر قبضہ کر لیا - ہرقانوس سے جب خود کچھ بنائے نہ بنی تو رومیون سے فریاد کی - فوراً گاؤبنیوس فوج لے کے اُس کی کمک پر آ گیا جس نے آتے ہی اسکندر کو شکست دیدی - اور شہر اسکندرون مین اُسے گھیر لیا - اسکندر کی ماں رومیوں کی طرفدار تھی - اور دربار روم مین کچھ اثر رکھتی تھی - اُس نے کہہ سُن کے اپنے بیٹے اسکندر کا قصور معاف کرا دیا - اور رومی سپہ سالار نے وعدہ کیا کہ اگر

وہ شہر حوالے کر دے تو اُس کی خطا دربار روم سے معاف کرا دی جائے گی۔

ارسطوبلوس کی رہائی اور پھر اسیر ہونا

ادھر یہ معاہدہ ہوا اور اُدھر ارسطوبلوس اور اُس کا چھوٹا بیٹا جو روم مین گرفتار تھے کسی تدبیر سے بھاگ آئے۔ اور آتے ہی اپنے اثر سے ارض یہودا مین بغاوت کرا دی۔ لیکن مقابلے پر اکیلا بھائی نہ تھا بلکہ رومی بھی تھے۔ اور اُن سے پیش پانا دشوار تھا۔ لڑائی مین ارسطوبلوس زخمی ہو کے گرا اور گرفتار کر لیا گیا۔ اور فوراً پھر زنجیرون مین جکڑ کے روم بھیج دیا گیا۔ اب کی مرتبہ اُس کی بیوی نے پھر اپنے اثر سے کام لے کے دربار روم مین پیروی شروع کی۔ اور رومی سینٹ (پارلیمنٹ) کی منظوری سے اپنے بیٹے انطی غونوس کو آزاد کرا لیا۔ مگر ارسطوبلوس قید ہی رہا۔

حکومت ارض یہودا رومی جنرل گابی نوس کے ہاتھ مین

اب ارض یہودا کی حکومت رومی سپہ سالار گابی نوس کے ہاتھ مین تھی۔ اُس نے یہان کا نظم ونسق اور طرز حکومت بالکل بدل دیا۔ ہرقانوس قوم کا امام بے شک تھا مگر اب امام حکومت سے کوئی علاقہ نہ تھا۔

مجالس صنہادرین

گابی نوس نے پانچ مقامات مین جدا جدا صنہادرین کی پانچ مجالسین قائم کر دین جو اسرائیلیون کے تمام قومی جھگڑون کا فیصلہ کیا کرتین۔ ایک بیت المقدس مین تھی۔ دوسری جرنیشو مین۔ تیسری غدارہ مین۔ چوتھی اماتھوس مین۔ اور پانچوین سفورس مین۔ یہود کی یہ قومی مجلس جو مجلس صنہادرین کہلاتی اسیری بابل کے زمانے سے قائم تھی جس مین اکثر ممبر ہوا کرتے۔ اور مدت ہائے دراز سے وہی اُن کی عدالت تھی۔ یہ طرز حکومت ایک زمانے تک قائم رہا۔ یہان تک کہ جولیس قیصر نے ہرقانوس کو شاہی اختیارات عطا کر دیے۔

پھر اسکندر کا ندر

انگابی نوس نے ارض یہود مین یہ انتظامات کر کے

مصر کی جانب توجہ کی۔ اُس طرف روانہ ہی ہوا تھا کہ یکایک اسکندر نے میدان خالی دیکھتے ہی پھر علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور جو تھوڑے سے رومی اس سرزمین میں چھوڑ دیے گئے تھے اُنھیں ہر طرف سے ہٹا کے کوہ جرزیم میں محصور کر لیا۔ گابی نوس یہ خبر سُنتے ہی پلٹ پڑا۔ اور اسکندر اُس کے مقابلے کو اسّی ہزار اسرائیلیوں کی جمعیت کے ساتھ بڑھا۔ مگر یہ رومیوں کے عروج اقبال کا زمانہ تھا۔ ہر طرف اُن کی پامردی و نبرد آزمائی کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ بہادر سے بہادر سپاہی اُن کے خوف سے کانپتے اور اُن کے نام سے ڈرتے تھے۔ اسکندر کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی۔ گابی نوس نے اسرائیلیوں کے اس زبردست قومی لشکر کو بھی شکست

اور پھر شکست

دے دی۔ اور اسکندر شکست کھا کے اُفتاں و خیزاں بھاگا۔

جس رومی سردار نے یہود کو ستایا اُس کا پھل ضرور پایا

مگر یہ عجیب بات ہے کہ یہودی تو کبھی کامیاب نہیں ہوئے مگر رومیوں میں سے جس کسی نے اُن پر مظالم کیے اور اُنھیں ستایا اُسے گھر جاتے ہی خود اپنی قوم کے ہاتھ سے اُس ظلم کا بدلہ مل گیا۔ پومپے نے حرم میں گستاخی کی تھی وطن جاتے ہی بد اقبالی کے کرشمے دیکھنے لگا۔ اسی طرح گابی نوس اسرائیلیوں کو تہ و بالا کر کے روم میں گیا تو وہاں اُس پر کچھ ایسے الزامات عائد کیے گئے کہ جلاوطن کر دیا گیا۔ اور ایسے ہی متعدد واقعات بعد بھی پیش آئے۔

اس خانہ جنگی کے دور میں ارض یہودا کی قسمت بھی آس پاس کے دیگر صوبوں کی طرح تغیر پذیر رہتی۔ اور برابر "کل یوم ہو فی شان" کی حالت آیا کرتی۔

روم کے جھگڑے

اب عظیم الشان دولت روم میں جھگڑے بپا تھے۔

پومپے چاہتا تھا کہ قومی آزادی اور جمہوری سلطنت قائم رہے۔ اور اُس کا حریف پولیوس قیصر (جولیس سیزر) چاہتا تھا کہ سارے رومیون کو اپنا غلام بنا کے شہنشاہ بن جائے۔ قیصر نے جو رومۃ الکبریٰ پر قابض ہو چکا تھا ارسطوبلوس کے نام حکم بھیجا کہ اپنے ملک کے تمام لوگون کو میرا طرفدار بناؤ۔ اُس نے اس کی تعمیل کی۔ مگر یہان پومپے کے بھی بہت سے طرفدار موجود تھے۔ اُنھون نے کسی تدبیر سے ارسطوبلوس کو زہر دے کے مار ڈالا۔ اُدھر اسقی پیو (سی پیو) سپہ سالار روم نے اُس کے جوانمرد بیٹے اسکندر کو علی الاعلان پھانسی پر لٹکا کے مار ڈالا۔

انطی پاطور رومیون کا خیر خواہ

نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہرقانوس بے خرخشہ ارض یہودا کا فرمان روا ہو گیا۔ مگر اس کی طرف سے دراصل انطی پاطور حکومت کر رہا تھا۔ یا یون کہنا چاہیے کہ اصلی مالک تاج و تخت وہی تھا۔ انطی پاطور نے رومیون کو بہت مدد دی۔ اور اُس کے صلے مین اُسے دربار روم سے وہی حقوق عطا کر دیے گئے جو خاص رومی نژاد لوگون کو حاصل تھے۔ اور وہ ارض یہودا کا پروکیوریٹر یعنی کلکٹر مقرر کر دیا گیا۔ اور ہرقانوس جو اپنی قوم کی امامت سے معزول کر دیا گیا تھا۔ پھر بنی اسرائیل کا امام مقرر ہوا۔ اب ہرقانوس اور انطی پاطور دونون کو سب سے بڑی یہ فکر تھی کہ بیت المقدس کی فصیل پھر قائم کی جائے۔ اور انطی پاطور نے اپنے ایک بیٹے فسائل کو بیت المقدس کا اور دوسرے بیٹے ہیرودؔ کو ارض جلیل کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور گویا پوری سلطنت ارض یہودا کا سیاہ و سفید سب اُسی کے ہاتھ مین تھا۔

اُس کے بیٹے فسائل اور ہیرودؔ

ہیرودؔ حاکم ارض جلیل

ہیرودؔ نے ارض جلیل کی حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی لوگون پر سختی شروع کر دی۔ اور نہایت ہی آزادی و بیباکی سے

فرمان روائی کرنے لگا۔ ڈاکوؤن کی ایک جماعت کو مع اُس کے سردار حزقیا کے پکڑ لیا۔ اور سب کو بلا تامل قتل کر ڈالا۔ لوگون نے جا کے اُس کی شکایت ہرقانوس سے کی۔ اور کہا کہ قتل کی سزا دینا صرف مجلس صنہادرین کا کام ہے۔ اور ہروڈ کو اسکا حق حاصل نہ تھا۔ مگر اُس نے خلاف قانون بغیر مجلس کی منظوری حاصل کیے اُن لوگون کو قتل کی سزا دے دی۔ اس بنیاد پر وہ جواب دہی کے لیے مجلس صنہادرین مین بلایا گیا۔ ہروڈ یہان آیا تو مگر آداب مجلس کے خلاف ہتھیار لگائے اور زرہ بکتر سے آراستہ اجلاس مین چلا گیا۔ مگر ارکان مجلس عموماً اُس سے اس قدر خائف تھے کہ کسی صاحب کو اُس سے کچھ پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُس کی سپہگرانہ آن بان کا سب پر بے حد رعب پڑ رہا تھا۔ صرف ایک رُکن نے دل مضبوط کرکے دو ایک سوال کیے۔ یہ رنگ دیکھ کے ہرقانوس نے مقابلہ ملتوی کر دیا۔ اور ہروڈ کے پاس خفیہ طور پر کہلا بھیجا "آپ چپکے سے کھسک جایئے۔ آیندہ جو کچھ پیش آئے گا مین دیکھ لون گا۔"

ہروڈ دمشق مین ہروڈ یہان سے بھاگ کے دمشق مین پہونچا۔ اور رومی حاکم شام سکس طوس قیصر سے ملا۔ اُس نے اُس کی بڑی عزت اور نہایت قدر و منزلت کی۔ اور اُسے مصر کی ملکہ کلیو پٹرا کے لشکر کا افسر مقرر کر دیا۔ یون ایک زبردست فوج کو اپنے تحت تصرف مین لا کے

بیت المقدس پر اُس کا حملہ اور واپسی وہ جوش و خروش کے ساتھ بیت المقدس کی طرف چلا کہ اُس قدیم شہر پر قبضہ کر لے۔ لیکن اُس کا باپ انطی پاطر یہان موجود تھا۔ اُس نے اس حرکت سے منع کیا۔ اور اُس کا خیال کر کے وہ واپس چلا گیا۔

قاسیوس رومی حاکم شام اتنے مین سکس طوس حاکم شام مر گیا اور اُس کے عہدے پر قاسیوس مقرر ہوا۔ یہ رومی سردار نہایت ہی حریص طامع تھا۔

مال و دولت کے لالچ مین اُس نے ارض یہودا کو نہایت سخت نقصان

اُس کا ارض یہودا کو لوٹنا

پہونچادیا۔ اُس نے اس سرزمین کو اس قدر لوٹا اور اتنا روپیہ طلب کیا کہ بہت سے گاؤن کی پوری کی پوری آبادی غلامون

انطی پاطور کی موت

کی طرح بازار مین بیچ ڈالی گئی تاکہ قاسیوس کی حرص پوری ہو۔ اس لوٹ مار کے دوران مین مالیخوس نام ایک یہودی نے جو قاسیوس کا مددگار تھا انطی پاطور کو زہر دیکے مرواڈالا۔ ہروڈ فوراً باپ کا انتقام لینے کے درپے ہوا۔ اُس وقت تو خاموش ہو رہا۔ مگر کچھ دنون کے بعد اُسے پکڑ لیا۔ اور فوراً

ارسطوبلوس کا دوسرا بیٹا انطی غونس

قتل کر ڈالا۔ اس زمانے مین ارسطوبلوس کا دوسرا بیٹا انطی غونس اُٹھ کھڑا ہوا کہ اپنے باپ کے حمایتی کہ علاقۂ ارض جلیل پہ قابض ہو جائے مگر ہروڈ نے مقابلہ کر کے اُسے شکست دیدی۔ اب ۱۳ ہجری قبل محمد مین میدان فلپی کی لڑائی مین دولت روم کے باہمی جھگڑون کا فیصلہ ہوچکا تھا۔

فرمان روائے روم انطونی اور ہروڈ کے تعلقات

مارک انطونی چونکہ اس لڑائی مین کامیاب ہوا تھا اور سلطنت روم کا عنصر اعظم وہی تھا اس لیے ہروڈ نے اُس کی خدمت مین بہت سا روپیہ نذر کیا۔ اور اپنی طرف سے اظہار اطاعت مین کسی قسم کی کمی نہین کی۔

انطونی بھی اُس پہ مہربان تھا۔ اس کے معاوضے مین اُس نے ہروڈ اور فسائل دونون بھائیون کو ارض یہودا کا گورنر مقرر کر دیا۔ یہودیون کے موافق کئی احکام جاری کیے۔ اور اُن اسرائیلیون کو آزاد کر دیا جو قاسیوس کی زیادتیون کی وجہ سے لونڈی غلام بنالیے گئے تھے۔

اہل فارس کا غلبہ

اسی اثنا مین ناگہان علاقۂ کوئل سیریا یعنی اضلاع ارض یہودا متعلقۂ شام پہ فارس والون نے قبضہ کر لیا۔ انطی غونس کو موقع

وہ انطی غونس کے حامی بنے | ہاتھ آیا - جا کے اُن کا شریک ہو گیا - اور وعدہ کیا کہ اگر تم مجھے یہاں کا بادشاہ بنادو تو ایک ہزار ٹلینٹ سونا اور پانچ سو یہودیہ عورتیں تمھاری نذر کروں گا۔"

انطی غونس اور ہرقانوس کے باہمی جھگڑے | انطی غونس کو اس میں ایک حد تک کامیابی ہوئی اور حاکم کی حیثیت سے بیت المقدس میں داخل ہوا - شہر میں بہت سی جماعتیں تھیں جو عید کی وجہ سے چاروں طرف سے آکے جمع ہو گئی تھیں - اُن میں اختلاف بڑھا اور آپس میں تلوار چلنے لگی - انطی غونس مسجد اقصیٰ پر قابض تھا - اور ہرقانوس شہر اور عمارتوں پر - روز لڑائیاں ہوتیں - اور گلیوں کی تمام مہریوں میں خون بہا کرتا - آخر سپہ سالار فارس حکم بنا گیا | باہمی خونریزی سے عاجز آکے دونوں فریقوں نے فارس کی فوج کے سپہ سالار کو حکم قرار دے دیا کہ وہ جو فیصلہ کر دے اُس پر عمل کیا جائے - فسائل اور ہرقانوس دونوں اس غرض کے لیے اُس کے پاس گئے - ان سے وہ بہت ہی اخلاق سے ملا - اور کوشش کی کہ ہرودڈ بھی آجائے - لیکن ہرودڈ کا اُس کے فریب سے بچنا | اُس کی باتیں سُن کے اور اُس کی حرکات دیکھ کے فسائل کو کچھ کھٹکا ہو گیا - چنانچہ اُس نے ہرودڈ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم ہرگز نہ آنا - اس اندیشے سے ہرودڈ اپنے محل کی تمام عورتوں اور لڑکوں بالوں کو لیکے مقام مصعدہ میں چلا گیا جو نہایت ہی مضبوط قلعہ تھا - اور اپنے بھائی یوسف کی حمایت میں سب کو وہاں چھوڑ کے ارض عرب اور مصر ہوتا ہوا رومتہ الکبریٰ میں پہونچ گیا۔

ہرقانوس اور فسائل کی گرفتاری | ہرودڈ کے جاتے ہی سپہ سالار فارس نے اُن دونوں فریقوں کو جو اُس سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرانے کو آئے تھے

یعنی ہرقانوس اور فساتل کو قید کر لیا - ہرقانوس کے اُس نے دونون کان کاٹ لیے تا کہ پھر کبھی یہود کا امام نہ مقرر ہو سکے - بنی اسرائیل مین قربانی کے بکرے کی طرح امام کے لیے شرط تھی کہ ناک کان نہ کٹے ہون - اور سب اعضا موجود ہون - اس کے بعد اُس نے چالاکی سے فسائل کے قتل کرنے کا بھی ارادہ کیا مگر اُس نے

انطی غونس شاہ یہودا

قبل اس کے کہ قاتل کا وار پڑے خود ہی اپنا سر لوار سے توڑ کے خودکشی کر لی - آخر کار فارس والون کی مدد سے انطی غونس بادشاہ ہو گیا اور گو کہ اہل فارس اُس کی دوستی کا دم بھرتے تھے مگر تمام شہر اور گاؤن لوٹ لیے -

ارسطوبلوس کی طرفداری مین ہیروڈ کی کوشش

ہیروڈ کو رومۃ الکبریٰ مین پہونچ کے بڑی کامیابی ہوئی - وہان وہ اسکندر کے بیٹے ارسطوبلوس کی تخت نشینی کی کوشش کر رہا تھا جس کی مان ہرقانوس کی بیٹی اسکندرہ تھی - اور اسا بنیاد پر وہ ارسطوبلس اور ہرقانوس دونون کا وارث اور دونون کے

اور خود ہیروڈ کا بادشاہ قرار پاتا

حقوق کا دعویدار تھا - لیکن دونون فرمان روا اُن اغسطوس اور انطونی دونون نے ارسطوبولوس کو تاج و تخت سے محروم کر کے خود ہیروڈ کو ارض یہودا کا بادشاہ تسلیم کر لیا - یون اسرائیلی تاج و دیہیم حاصل کر کے وہ روم سے روانہ ہوا - اور ارض یہودا کے ساحلی شہر طولمیس مین جہاز سے اُترا -

اُس کے آنے کے وقت شہر مصعدہ جہان وہ اپنی بی بی بچون کو چھوڑ گیا تھا محصور تھا - یہ سنتے ہی ہیروڈ نے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج جمع کی - کچھ رومی سپاہی ساتھ لیے - اور بھائی کی مدد پہ چل کھڑا ہوا - محاصرہ کرنے والون کو شکست دیکے بھگا یا - اور بھائی اور اہل و عیال کو وہین چھوڑ کے بیت المقدس کی طرف چلا - لیکن رومی سپاہی ساتھ چھوڑ کے چلے گئے - اور خود اُس کے پاس

کافی فوج نہ تھی۔ اس لیے بیت المقدس کا ارادہ ترک کر کے سماریہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور ارض جلیل اور شمالی اضلاع ارض یہودا پر قبضہ کر کے اپنا تسلط جمانے لگا۔ وہاں بدنظمی کے باعث بے انتہا ڈاکو پیدا ہو گئے تھے جو سارے ملک کو علانیہ لوٹ رہے تھے۔ ہیروڈ نے اُن سب کی قرار واقعی سرکوبی کی۔ اور انتظام خوب درست کر لیا۔

بیت المقدس پر حملہ اور ناکامی دوسرے سال وہ بیت المقدس کی طرف چلا۔ یہودی فوج کے علاوہ رومی فوج بھی اُس کے ساتھ تھی۔ لیکن حملہ آوروں کی تعداد پھر بھی اتنی کم تھی کہ جاتے ہی شکست ہو گئی۔ اور شکست سے زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ رومی سپاہیوں نے اپنی ناکامی کا بخار اُن اسرائیلیوں پر نکالا۔ جو ہیروڈ کے ساتھ لڑنے کو گئے تھے۔ اس کی شکایت لے کے ہیروڈ حاکم روم انطونی کے پاس پہونچا جو اُن دنوں شہر سموسطہ کا محاصرہ کیے پڑا تھا۔

ارسطوبلوس کی بہن مریم سے ہیروڈ کی شادی اب دولت روم سے مدد لے کے اُس نے پھر بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے کے دوران ہی میں فوج کو محاصرے پر چھوڑ کے وہ شہر سماریہ میں چلا آیا۔ اور ارسطوبلوس کی بہن مریم سے شادی کر لی۔ یوں اسمونی خاندان کی ایک شاہزادی کو اپنی دُولھن بنا کے قوم کی نظر میں بھی اپنے آپ کو سلطنت کا مستحق بنایا۔ اور بیت المقدس میں واپس آ کے محاصرے اور حملہ کی کارروائی زیادہ مستعدی سے شروع کی تاکہ شہر کو جلد ہی فتح کر کے تاج شاہی اپنے سر پر رکھے۔

اور بیت المقدس پر اُس کا قبضہ اب بیت المقدس کو محصور ہوئے چھ مہینے ہو چکے تھے۔ اور قحط کی وجہ سے اہل شہر میں برداشت کی طاقت نہیں رہی تھی۔ سب نے مجبور ہو کے ہتھیار ڈال دیے۔ اور پناہ مانگی۔ اس موقع پر رومی سپاہیوں نے

اپنی گزشتہ ناکامی کا بہت سخت انتقام لینا چاہا۔ لیکن ہیروڈ نے اُن کو ایسی کسی دستبرد سے روکا۔ بلکہ اس کا خاص اہتمام کیا کہ کوئی رومی سپاہی مسجد اقصی کے حرم کے اندر قدم نہ رکھے۔ اِسے خواہ چالاکی کہئیے یا دینی حمیت۔ مگر ایسی کارروائی تھی کہ وہ اسرائیلیون مین نہایت ہی ہردلعزیز ہو گیا۔ اور جب کبھی موقع ہوتا قوم کو اپنا یہ دینی احسان جتا کے اپنے موافق بنا لیا کرتا۔

انطی غونس کا قتل

جب شہر فتح ہو گیا۔ اور حامی وطن سپاہیون نے ہتھیار ڈال دیے تو انطی غونس کوئی مفر نہ دیکھ کے خود ہی رومی کیمپ مین چلا گیا۔ اور اپنے آپ کو عساکر روم کے جنرل سوسیوس کے حوالے کر دیا۔ لیکن اس لڑائی مین اُس سے ایسی کمزوری اور بُزدلی ظاہر ہوئی تھی کہ سوسیوس نے اُسے صورت دیکھتے ہی بجاے انطی غونس کے انطی غونہ کہہ کے خطاب کیا۔ یعنی اُسے عورت کہہ کے پکارا۔ اور پھر زنجیرون مین جکڑ کے انطونی کے پاس بھیجدیا جہان ہیروڈ کی مرضی کے مطابق ایک نہایت ہی ذلیل شخص کی طرح اُس جلاد کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جو بہت ہی ادنی درجے کے ذلیل و خوار مجرمون کو قتل کیا کرتا تھا۔

انطی غونس کے بعد پھر کوئی حریف باقی نہ تھا اور ہیروڈ نہایت ہی خوش تدبیری سے ارض یہودا پر حکومت کرنے لگا۔

اسمونی خاندان کے فرمانرواؤں کی فہرست

نمبر شمار	نام	مدت سلطنت	سنہ جلوس		سنہ اختتام سلطنت	
			قبل محمدؐ	قبل مسیح	قبل محمدؐ	قبل مسیح
(۱)	یہودا مکابی	۶ سال	سنہ ۷۳۸	سنہ ۱۶۷	سنہ ۷۳۲	سنہ ۱۶۱
۲	یوناثان	۱۸ سال	سنہ ۷۳۲	سنہ ۱۶۱	سنہ ۷۱۴	سنہ ۱۴۳
۳	شمعون	۸ سال	سنہ ۷۱۴	سنہ ۱۴۳	سنہ ۷۰۶	سنہ ۱۳۵
۴	ہرقانوس اول	۲۹ سال	سنہ ۷۰۶	سنہ ۱۳۵	سنہ ۶۷۷	سنہ ۱۰۶
۵	ارسطوبلوس اول	۱ سال	سنہ ۶۷۷	سنہ ۱۰۶	سنہ ۶۷۶	سنہ ۱۰۵
۶	اسکندر رجانوس	۲۷ سال	سنہ ۶۷۶	سنہ ۱۰۵	سنہ ۶۴۹	سنہ ۷۸
۷	اسکندرا	۹ سال	سنہ ۶۴۹	سنہ ۷۸	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹
۸	ہرقانوس ثانی	چندماہ	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹
۹	ارسطوبلوس ثانی	۶ سال	سنہ ۶۴۰	سنہ ۶۹	سنہ ۶۳۴	سنہ ۶۳
۱۰	ہرقانوس ثانی (بار دوم)	۲۳ سال	سنہ ۶۳۴	سنہ ۶۳	سنہ ۶۱۱	سنہ ۴۰
۱۱	انطی غونس	۳ سال	سنہ ۶۱۱	سنہ ۴۰	سنہ ۶۰۸	سنہ ۳۷
۱۲	ہیرودیس	۴۱ سال	سنہ ۶۰۸	سنہ ۳۷	سنہ ۵۷۴	سنہ ۴

شجرۂ خاندان اسمونی یا مکابی

- شمعون
  - یوحانان
    - شمعون
      - متاتھیاس
        - یوحانان
        - شمعون (۳)
          - یہوداہ
          - ہرقانوس اول (۴)
            - ارسطوبلوس اول (۵)
            - انتی غونس
            - اسکندرا (۷) - اسکندر یانوس (۶)
              - ہرقانوس ثانی (۸) و (۱۰)
                - سکندرا = سکندر
                  - مریم = ہیرودیس (۱۲)
                  - ارسطوبلوس
              - ارسطوبلوس ثانی (۹)
                - انتی غونس (۱۱)
                - سکندر
            - بیٹا
            - بیٹا
        - یہوداہ مکابی (۱)
        - الیسر
          - متاتھیاس
          - بیٹی
        - یوناتان (۲)

باب دوازدہم[۱۲]

ہروڈ شاہ ارض یہودا کا عہد

ہروڈ کے زمانے کے اہم واقعات - اسی عہد مین حضرت مسیح پیدا ہوئے - ہروڈ کے کارنامے - قحط زدون کی امداد - قلمرو ارض یہودا کی توسیع - ملکہ کلیوپٹرہ سے ہروڈ نے فائدہ اٹھایا - شہر قیساریہ آباد ہوا - اس مین رومیون کے آباد کرنے کی مصلحت - بیت المقدس مین تھئیٹر - یہود کی ہروڈ سے بدگمانی - اس ناراضی کا انجام - مسجد اقصیٰ کی تعمیر - بیت المقدس کی اس عہد کی شان وشوکت - قدیم اور جدید حالت کا مقابلہ - موجودہ شہر بیت المقدس کی تصویر - پہلی فصیل - دوسری فصیل - تیسری اور قدیم فصیل - شہر کے چار حصے - اس کے برج - انطونیا - خاص مسجد اقصیٰ کی حالت - بیرونی عمارت - اس کے پھاٹک اور اس کا صحن - درمیان کا بلند حصۂ مسجد - اندرونی عمارت کے پھاٹک - اندرونی صحن - قربان گاہ اور دہلیز طلاکاری - خاص عبادت کدہ اور اس کی آب وتاب - ہروڈ کے محل مین سازشین - حضرت عیسیٰ کی ولادت - ہروڈ کی موت -

ہروڈ کے زمانے کے اہم واقعات

ہروڈ کے زمانے سے ارض مقدس کی تاریخ مین ایک جدید تغیر شروع ہوا - اول تو یہی تغیر کیا کم تھا کہ ایسا شخص یہودیت کا بادشاہ ہوا جس نے رومیون کی خوشنودی حاصل کر کے اپنے قومی مرکز کی رونق دوبالا کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا - علاوہ برین ہروڈ نے قدیم اسمونی خاندان کا خاتمہ کر دیا - اور سلطنت کا تاج اپنے سر پر رکھ کے ایک نئے شاہی خاندان کی بنا ڈالی جس کا پہلا اور زبردست بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اکیلا رکن خود وہی تھا - مگر نہین اس کے عہد مین سب سے بڑا انقلاب جسے انقلاب عالم کہنا چاہیے اور جو ہمیشہ کو قیامت تک یادر ہے گا اسی مقام کا نام سماریہ قرار پایا تھا

اسی عہد میں حضرت مسیح پیدا ہوئے

آخر زمانے میں حضرت مسیحؑ پیدا ہوے جن کی ولادت دنیا میں ہمیشہ کے لیے ایک زندہ یادگار رہے گی۔

اِس یہودی نامور بادشاہ کا زمانہ ایک مبارک اور قومی اقبال مندی کا زمانہ خیال کیا گیا ہے۔ اگرچہ ابتدا ہی مین ایک ایسا زلزلہ آیا کہ ۳۰۰۰۰ جانین عذاب الٰہی کی نذر ہو گئین۔ پھر اُس کے بعد ہی ایسا سخت قحط پڑا جس مین خدا کی یہ مقبول و منتخب قوم فاقے کرنے لگی۔ مگر اِن آسمانی بلاؤن کا مقابلہ

ہیروڈ کے کارنامے

ہیروڈ نے بڑی فیاضی اور مستقل مزاجی سے کیا۔ زلزلے نے جن مکانون کو منہدم کر دیا تھا اُن کی جگہ اُس نے ارض یہودا مین ایسی ایسی عالی شان اور سربفلک عمارتین قائم کرا دین کہ دولت روم بھی اس یہودی فرمانروا کی دولت مندی کو حیرت و استعجاب کی نگاہون سے دیکھنے لگی۔ صرف عمارتین ہی نہین بلکہ اس اسرائیلی تاجدار نے ارض فلسطین کے جغرافیے مین

قحط زدون کی امداد

عظیم الشان شہر قیساریہ (قیصریہ) بڑھا دیا جس کا اس سے پیشتر نام و نشان بھی نہ تھا۔ قحط کی مضرتون سے بچانے کے لیے ہیروڈ نے ملک مصر سے غلہ منگوا منگوا کے اپنی ہم قوم رعایا کی پرورش کی۔ کہتے ہین کہ خاص ارض یہودا مین پچاس ہزار جانین صرف ہیروڈ کی خبرگیری اور مخیری سے بچین۔ ہیروڈ نے یہی نہین کیا کہ اپنی رعایا کو موت اور فاقے کے پنجے سے بچا لیا بلکہ یہودی اور نیز ملک شام کے دیگر سرحدی کاشتکارون کو آیندہ موسم کی تخم ریزی کے لیے بھی غلہ دیا۔

قلمرو ارض یہودا کی توسیع

فلسطین کی حکومت اپنے ہاتھ مین لینے کے چند ہی روز سے اُس نے اپنی قلمرو کے وسیع کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہر چہار طرف دولت روم کے مورچے قائم تھے

اور رومی شان وشوکت اپنے جوانی کے عروج پر تھی۔ انھین کی گود مین بیٹھ کے پاؤن پھیلانا اور اپنی سلطنت کے بڑھانے کی کوشش کرنا کوئی آسان اور معمولی عقل کا کام نہ تھا۔ یہ تو ظاہر ہی کہ رومیون کی باضابطہ فوجون کے مقابلے مین صف آرا ہونا۔ ہرودڈ اور اس کی قوم کی قوت سے باہر تھا۔ مگر ہان دانائی وحکمت عملی سے۔ اور قیصر روم کو خوش کرکے مطلب نکالا جا سکتا تھا۔ چنانچہ یہی تدابیر تھے جن کو وہ کام مین لایا۔ اور اس مین شک نہین کہ بہت ہی اچھی طرح کام مین لایا۔

ملکۂ کلیوپٹرہ سے بھی ہرودڈ نے فائدہ اُٹھایا

اسی زمانے مین مصر کی مشہور ملکہ کلیوپٹرہ اور رومی نامور سردار انطونی کی عشق بازیون کا بازار گرم تھا۔ کلیوپٹرہ دولت روم پر اپنی زلف گرہگیر کی کمند پھینک چکی تھی۔ جس کی وجہ سے مختلف قسم کی پیچیدگیان پیدا ہو گئی تھی[illegible] ہالاک وحسن فروش ملکہ کی جادو نگاہی نے انطونی کو اپنا [illegible] مخالف بنا دیا تھا۔ قیصر روم کے دل مین جگہ پیدا [illegible] ملک وقو[illegible] [illegible]ون سے پہلا فائدہ یہ حاصل کیا کہ شام کے تمام [illegible] نیز مصر سے وابستہ تھے اپنے قبضے مین کر لیے۔ اور [illegible] (بیفہ) سماریہ۔ یافہ۔ غزہ وغیرہ مشہور اور آباد [illegible]ومت مین شامل ہوگئین۔ اور گو آزادی و[illegible] [illegible] حاصل تھی۔ مگر قریب قریب اُتنا ہی ملک ایک یہودی فرمانروا کے تابع فرمان تھا جتنا کہ کبھی پہلے رہ چکا تھا۔ ان مین سے سماریہ کو ہرودڈ نے خوب آباد کیا۔ اور قدیم سماری الاصل یہودیون

ع شہر سماریہ کی نسبت ہم صفحہ ۱۲۳ مین لکھ آئے ہین کہ تالاب بنا دیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے باقی ماندہ اہل سماریہ اپنے شہر کے قریب ہی کسی اور جگہ جا کے آباد ہو گئے اور اب اُسی مقام کا نام سماریہ قرار پایا تھا

کے ساتھ اُس مین چند اپنے سپاہی بھی بسا دیے - مگر سب سے بڑا کام قیسار یہ کا آباد کرنا تھا - یہ شہر اسی مستر و شدہ زمین پر بحیرۂ روم کے کنارے کئی مصلحتون سے آباد کیا گیا تھا - خود قیصر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اُس کا نام قیصر رکھ دیا گیا - جو عربون کے زمانے مین قیسار یہ ہو گیا - مگر اصل مین ایسا نام رکھنے مین اُس کا یہ مقصد تھا کہ اس شہر کے ساتھ تمام مستر د شدہ سرزمین کی ہمیشہ کے لیے یا کم از کم دولت روم کے اقتدار کے زمانے تک یہود یون یا فرمان روا ے بیت المقدس کے نام پر رجسٹری ہو جائے - ہیروڈ کی عقلمندی نے

شہر قیساریہ آباد ہوا

اس مین رومیون کے آباد کرنے کی مصلحت

اسی ضمن مین اس شہر کی تعمیر سے ایک اور فائدہ بھی اُٹھایا - وہ یہ کہ قوم یہود ایک عجیب خود سر و سرکش قوم تھی - تباہ و برباد ہو گئے تھے - سلطنت و شان و شوکت سب چیزین مٹ چکی تھین - مگر خود رائی و سرتابی مین کسی طرح فرق نہ آتا تھا - اپنی قوم مین بھی وہ کبھی کسی حکمران کو زیادہ مدت تک نہین پسند کرتے تھے - ادنیٰ ادنیٰ باتون پر آئے دن جھگڑے پیدا ہوتے اور بغاوت و سرتابی کا بازار روز گرم رہتا - اس فساد کی بیخ کنی کے لیے ہیروڈ نے صرف یہی نہین کیا کہ اپنے نو آباد اور خوبصورت شہر کو قیصر روم کے نام سے نامزد کر دیا بلکہ یونانیون اور رومیون کو لا کے اس مین بسایا - اور خاص یہودیون کے حلقے مین بُت پرستون کی ایک کالونی آباد کر دی - تاکہ اس غیر قوم اور دولت روم کے اُن وکیلون کا یہودیون پر دباؤ پڑے - اور ذرا ذرا سی بات پر سر اُٹھانے سے باز آ جائین - قیساریہ مین اُنھین لوگون کے مذاق کے مطابق یونان کے قدیم اُلمپک کھیلون کے لیے عمدہ ایمفی تھیٹر اور دیگر قسم کے گانے بجانے کے معمولی

ناٹک قائم کیے گئے۔ جن سے رومیون پر ہیرودؔ کی دوستی و یکجہتی کا بہت اچھا اثر پڑا۔ اور قیصر کو اُس کے ساتھ اور زیادہ ہمدردی ہو گئی۔

مگر یہ یونانی و رومی مشاغل اور اُن کی قومی دلچسپیان اِن دونون عام قومون کے مذاق مین داخل ہو گئی تھین چنانچہ خود بیت المقدس بھی اُن سے مستثنیٰ نہ رہ سکا۔ ہیرودؔ کے رومی مذاق نے خانۂ خدا کے پڑوس مین بھی ایمفی تھیٹر اور ناٹک قائم کرا دیے۔ اور جس جگہ لوگ خداوند واحد ذو الجلال کی عبادت کرتے تھے اس کے برابر ہی کھیل تماشے شروع ہو گئے۔ ورزشون اور کرتبون کا رواج ہوا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تعمیر کیے ہوئے شہر مین بُت پرستون کے اس وحشیانہ مذاق کا سمان بھی نظر آنے لگا کہ آدمیون پر وحشی درندے چھوڑے جاتے۔ اور اسرائیلی اُمرا بیٹھ کے یہ ظالمانہ تماشہ دیکھتے۔

بیت المقدس مین تھیٹر

ان پولیٹیکل کارروائیون سے ہیرودؔ نے اپنی زندگی مین اگرچہ بہت کچھ فائدہ اُٹھایا۔ مگر انھین باتون نے انجام مین ارض یہودا اور خاص اُس کے خاندان کو نقصان بھی پہونچا دیا۔ پہلا نتیجہ تو اُس کی زندگی ہی مین ظاہر ہو گیا کہ قوم یہود جو اس وقت دنیا کی تمام قومون سے زیادہ موحدانہ خیالات رکھتی تھی اُس کی طرف سے بدظن ہو گئی۔ یہودیون مین عموماً یہ خیال پھیل گیا کہ ہیرودؔ فقط دکھانے کے لیے اپنے آپ کو ملت اسرائیلی اور شریعت موسوی کا پابند ثابت کرتا ہے مگر حقیقت مین بُت پرست ہو گیا ہے دل سے رومیون کا ہم عقیدہ ہے۔ اور چاہتا ہے کہ آہستہ آہستہ رومیون کے مذہب کو اولاد اسرائیل اور ارض مقدس مین پھیلا دے۔ یہودیون مین یہ خیالات عموماً پھیل گئے۔ اور ہیرودؔ کو چند روز تک سخت تردد مین

یہود کی ہیرودؔ سے بدگمانی

مبتلا رہنا پڑا۔

اس ناراضی کا انجام

اگر ہیرودؔ کی زندگی بھر اُس کی حکمت عملی اس عام ناراضی کو دبائے رہی۔ لیکن اُس کی آنکھ بند ہونے کے بعد اُس کے خاندان والون نے اس کا سخت خمیازہ اُٹھایا۔ اور اسی چیز نے رُومیون اور یہودیون مین تعصب کی آگ بھڑکا دی۔ دونون ایک دوسرے کی توہین پر آمادہ ہو گئے۔ اور چند ہی روز بعد خانۂ خدا کو بخت نصر کے زمانے سے بھی بدتر زمانہ دیکھنا پڑا۔ اپنی قوم کے راضی و مطمئن کرنے کے لیے ہیرودؔ نے جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ خانۂ خدا کو از سر نو تعمیر کیا۔ گذشتہ پانچ سو برس کے انقلاب نے اس عمارت مین بہت کچھ تغیرات پیدا کر دیے تھے۔ جو عمارت بابل سے واپس آنے کے بعد زروبابل کے ہاتھ سے تعمیر ہوئی تھی اُس کو ہیرودؔ نے منہدم کر کے نئے سرے سے بنوایا اور ایسی خوبصورتی و عمدگی سے تعمیر کیا کہ یہودیون کے دل اُس کی دینی مستعدی و سرگرمی کے قائل ہو گئے۔ اس تعمیر نے ہیرودؔ کی وقعت اسرائیلیون مین بہت بڑھا دی اور وہ ایک بڑا کامیاب بادشاہ تسلیم کیا جانے لگا۔

مسجد اقصیٰ کی تعمیر

بیت المقدس کی اُس عہد کی شان و شوکت

اب شہر بیت المقدس کی رونق ہمیشہ سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اور رفیع الحال وہ ہر عہد سے زیادہ مضبوط اور خوبصورت شہر تھا۔ عالی شان معبد الٰہی اور ہیرودؔ کے خوبصورت محلون اور بُرجون کے گرد و پیش چھ لاکھ سے زیادہ مخلوق الٰہی آباد تھی۔ حرم کے صحنون مین ہر وقت بھیڑ لگی رہتی۔ قربان گاہ مین ہر گھڑی قربانیان ہوتی نظر آتین۔ اور اس رسم کے ادا کرنے کے لیے اضلاع اور گانؤن سے ہر روز ہزارہا نئے آدمی شہر مین آیا کرتے تھے۔

ت کا مقابلہ

حضرت سلیمان کے زمانے مین یہ مسجد اقصیٰ جیسی تھی
...یر ہم دکھا چکے ہین۔ اب ضرورت ہو کہ اس عہد کی تصویر بھی
...ادین تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ زمانے کے چڑھ آنے یا قومون کے باہمی
...ل سے اُس زمانے کے مقابل ان دونون یہان کی رونق کس قدر
...ہ ہو گئی تھی۔ مسجد اقصیٰ ہی نہین مناسب ہو گا کہ پورے شہر کی ایک
...لی تصویر دکھادی جائے۔ صرف اسی طرح یہ نظر آسکتا ہو کہ ہروڈ کی کوشش
...نے یہودیون کے قومی اور مذہبی مرکز کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔

ہروڈ کے شہر بیت المقدس کی تصویر

اِن دونون بیت المقدس کے گرد تین دیوارین تھین
اس طریقے سے نہین کہ ایک دیوار کے اندر دوسری دیوار واقع ہو اور تینون
دیوارین تہ در تہ پورے رقبے کا محاصرہ کرتی چلی گئی ہون۔ نہین بلکہ ہر دیوار
ایک خاص حصۂ شہر کو گھیرے ہوے تھی۔ شہر مختلف حصون مین تقسیم ہو گیا
تھا۔ اور ہر حصے کی حفاظت کا سامان جداگانہ دیوارون اور قلعہ بندیون
سے کیا گیا تھا۔ پہلی قدیم آبادی جو صیہون پر تھی اب بلندی شہر کے نام
سے نامزد تھی۔

موریا کی پہاڑی جس پر مسجد اقصیٰ قائم تھی وہ بھی اُسی قدیم آبادی مین
شامل کر لی گئی تھی۔ محلۂ اکرہ یعنی شہر کا نشیبی حصہ جو حضرت سلیمان ابن داؤد
علیہ السلام کے زمانے مین موریا مین شامل تھا اب جدا کر کے ایک مستقل شہر
کی طرح مضبوط و محفوظ کر لیا گیا تھا۔ موریا اور اکرہ کے درمیان مین جو چھوٹی سی
گھاٹی تھی اور جس نے قدیم زمانے مین اِن دونون محلون کو جدا رکھا تھا
اب وہ پاٹ پاٹ کے برابر کر دی گئی تھی۔ اکرہ ہی کی جانب مسجد کا رخ
تھا۔ اور اُس کے سامنے مسجد اقصیٰ کی عالی شان و دلپذیر اپنا جلوہ

دکھائی تھی۔ جنوب کی طرف ایک نالہ بہا تھا جو صیہون یعنی بلندی شہر کو شیبی
محلوں سے جدا کرتا تھا۔ یہ نالہ شہر کے درمیان میں دور تک بہتا چلا گیا تھا۔
اور اکثر سڑکوں اور راستوں کو جا بجا قطع کرتا تھا۔ لیکن خوبصورت پلوں سے
اکثر جگہ دونوں جانب کے راستے ملتے تھے۔ اور بعض بعض جگہ مکانوں کی دیواریں
بھی اس نالے کو پاٹ کے اُس کے اوپر سے گذرتی چلی گئی تھیں۔

پہلی فصیل | جنوب میں بسیط یعنی نئے شہر کی آبادی پھیلی ہوئی تھی اور بیرونی
پاس سے پہلی دیوار اسی حصۂ شہر کا محاصرہ کرتی تھی۔ یہ دیوار کسی قدر
کم زور تھی۔ اگرپا اعظم نے جو ہیرودؔ کے خاندان سے تھا اُس کے
مضبوط کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر رومی مانع ہوئے۔ اور اُس عہد کے
یہودی مورخ یوسیفس کا بیان ہے کہ اگر یہ دیوار بن جاتی تو غیر ممکن تھا کہ
کوئی اس شہر کو فتح کر سکے۔ ایک عالی شان برج کے پاس سے جو ہپی قوس
کا برج کہلاتا تھا اور کوہ صیہون کے انتہائی کونے پر قائم تھا یہ بیرونی
دیوار شروع ہوئی تھی۔ اور مذکورہ نالے پر سے گذر کے سفینہ کے برج
تک چلی گئی تھی۔ اور قدرون کے پاس عین مسجد اقصیٰ کے نیچے پرانی یا
اندرونی دیوار سے مل گئی تھی۔

دوسری فصیل | دوسری دیوار شہر کے باب الجنہ سے شروع ہو کے انطونیا
کے شمالی اور جنوبی کونے سے جا ملی تھی۔ انطونیا بیت المقدس میں
رومیوں کے بنائے ہوئے قلعے کا نام تھا جس میں خود ہیرودؔ رہتا تھا اور
وہ مسجد الٰہی کے شمالی و مغربی کونے پر واقع تھا۔ اس کے اور بسیط کے
درمیان میں ایک بڑی کھائی تھی جو انطونیا اور مسجد اقصیٰ دونوں کے شمالی پہلو

تیسری اور قدیم فصیل | کی حفاظت کرتی تھی۔ باب الجنہ سے پرانی دیوار میں واقع تھا

جو صیہون کی دیوار کہلاتی تھی۔ یہ دیوار حرم کی جنوبی و مغربی ڈیوڑھی سے شروع ہو کے نالے کے کنارے کنارے چلی گئی تھی۔ اور چکر کھاتی ہوئی آکے حرم کی مشرقی ڈیوڑھی سے مل گئی تھی۔

شہر کے چار حصے | اس طریقے سے شہر کے چار حصے تھے۔ اور ہر حصہ اُسی وقت فتح ہو سکتا تھا جب اُس کے محاصرہ کا جداگانہ اہتمام کیا جاسے۔ پہلی دیوار پر قبضہ ہو جانے سے فقط بیسیطہ فتح ہو سکتا تھا اور باقی شہر کی حفاظت انطونیا اور دوسری دیوار سے بخوبی ہو سکتی تھی۔ حریف اگر دوسری دیوار پر بھی قبضہ کر لے تو اور تھوڑا سا حصۂ شہر اُس کے قبضہ مین آجاتا مگر انطونیا، مسجد اقصیٰ۔ اور صیہون اُسی قوت سے مقابلے کرنے کو تیار رہتے۔

اُس کے بُرج | ان دیوارون پر جابجا نہایت ہی مضبوط اور عالی شان بُرج بنے ہوے تھے۔ ہر بُرج ۳۵ فٹ چوڑا اور اسی قدر بلند تھا۔ اُنکی بلندیون پر عمدہ اور وسیع کمرے تھے۔ اور اُن پر بھی بالاخانے تھے۔ جہان جابجا حوض بنا دیے گئے تھے۔ اور اُن مین اتنا پانی بھر لیا جا سکتا کہ مہینون کام آتا۔ اس طرح کے ۹۰ بُرج پہلی دیوار مین چودہ دوسری مین اور ۶۰ تیسری مین تھے۔ ایک بُرج سے دوسرے بُرج تک ۳۵۰ فٹ کا فاصلہ تھا۔ اور اسی حساب سے کل دیوارون کا رقبہ کچھ اوپر چار میل کا تھا۔ سب سے عالی شان بُرج سفینہ تھا۔ یہ بُرج ۱۲۲½ فٹ بلند تھا۔ اور ساری ارض یہودا اُس کے نیچے پھیلی اور کھلی نظر آتی تھی۔

انھین بُرجون مین ملے ہوے وہ بُرج نظر آتے تھے جو مختلف عالی شان عمارتون خصوصاً شاہی قصرون پر قائم تھے۔ وہ بُرج شہر پناہ کے بُرجون سے بھی زیادہ مضبوط اور عالی شان تھے۔ اُن کے نیچے فوج کے رہنے کے لیے

مضبوط بارکین بنائی گئی تھین - اور ہر بارک مین ایک سو بچھونے تھے -

انطونیا | انطونیا کا قلعہ سب سے الگ ایک ٹیلے پر قائم تھا - اور ۹۰ فٹ بلند تھا - اور مسجد اقصیٰ کی ڈیوڑھی سے اس قلعے مین آنے کے لیے زینے بنے ہوے تھے -

خاص مسجد اقصیٰ کی حالت | مگر اُن سب سے زیادہ شاندار اور رفیع الشان خدا کا گھر یعنی قدیم مسجد اقصیٰ تھی جس کی عمارت مین خوبصورتی و تقدس کے علاوہ مضبوطی کو بھی بہت دخل تھا - حضرت سلیمان کے زمانے کے مقابل اب ہیرودؔ کی تعمیر کے بعد اُس کا رقبہ بہت بڑھ گیا تھا - اس لیے کہ قدیم چھوٹے سے خانۂ خدا کے عوض اب یہ عبادت کدۂ توحید پورے ایک فرلانگ کے مربع قطعۂ زمین کو اپنے دامن کے نیچے دبائے ہوئے تھا - اِسکی تعمیر مین اتنے اتنے بڑے پتھر لگائے گئے تھے کہ اُسی زمانے مین نہین آج بھی اُن پتھرون کو دیکھ کے حیرت ہوتی ہے - کہ کہان سے لائے اور کیونکر لگائے گئے ہون گے - بعض پتھر ۷۰ فٹ سے بھی زیادہ لمبے تھے -

بیرونی عمارت | یون سمجھیے کہ نہایت ہی مضبوط بنیاد پر ایک دوہری عمارت بڑی ہی شاندار ی سے چارون طرف پھیلتی چلی گئی تھی - جو جنوب کی طرف جا کے تہری ہو گئی تھی - اندر نہایت صفائی سے ترشے ہوے اکڈال اور نہایت خوبصورت ۱۶۲ ستون تھے - اس مربع عمارت مین مشرق اور شمال کی طرف ایک ایک - جنوب مین دو - اور مغرب مین چار - کل آٹھ پھاٹک

اُس کے پھاٹک | تھے - اِن پھاٹکون مین سے ایک انطونیا کو - ایک سے شہر کو - اور ایک سے نشیبی باغون کو راستہ گیا تھا - درمیان کے کھلے ہوے صحن مین سنگ مرمر کا منقش فرش تھا - اور یہ صحن پتھر کا ایک خوبصورت

اور اُس کا صحن

کٹھرہ لگا کے دو حصون مین تقسیم کر دیا گیا تھا جو آگے پیچھے واقع تھے۔ پہلے حصہ صحن تک غیر قوم کے لوگ خصوصاً رومی جا سکتے تھے۔ اور بعد والا صرف اسرائیلیون کے لیے مخصوص تھا۔ اس سنگی کٹھرے کے ساتھ ہی ساتھ کھلی فضا مین ستونون کی ایک قطار چلی گئی تھی۔ جن پر عبرانی۔ یونانی۔ اور لاطینی زبانون مین کندہ تھا کہ "یہ کیسبا ادب کا مقام ہے! اور کوئی شخص چاہے کسی قوم کا ہو خبردار بغیر طہارت کے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہ کرے!"

درمیان کا بلند حصۂ مسجد

اس صحن سے آگے بڑھیے تو زمین اس قدر بلند ہو گئی تھی کہ جانے والے کو چودہ[۱۴] زینے چڑھنا پڑتے۔ یہ زینے بڑی خوبصورتی کے ساتھ پورے رقبے کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے۔ اور اُن پر چڑھ کے اندر والا

اندرونی عمارت کے پھاٹک

سب سے مقدس صحن ملتا۔ اس صحن کے احاطے کی دیوار باہر سے تو ۷۰ فٹ بلند نظر آتی تھی اندر سے جا کے دیکھیے تو صرف ۴۳ فٹ رہ جاتی۔ اس لیکن اللہ روالے صحن مین مغرب کی طرف تو کوئی پھاٹک نہ تھا۔ مگر شمال و جنوب مین چار چار اور مشرق مین دو پھاٹک تھے۔ جن کی مجموعی تعداد دس تھی۔ ہر طرف کے پھاٹکون مین سے ایک ایک اسرائیلیہ عورتون کے لیے مخصوص تھا۔ اندر والے اِن دس پھاٹکون مین سے نَو نہایت ہی آراستہ و پیراستہ تھے۔ اور بڑی دولت مندی کے ساتھ مطلّا و مذہب کیے گئے تھے۔ ہر پھاٹک کے پٹ ۴۵ فٹ لمبے اور اُس کے نصف چوڑے تھے۔ اُن پر نیچے سے اُوپر تک سونا چھرا ہوا تھا۔ اور اُن کے دونون پہلوؤن مین کمرے تھے۔ اور ہر پھاٹک بجائے خود ایک عالی شان بُرج نظر آتا تھا جس کی رفعت ۷۰ فٹ سے کم نہ تھی۔ خصوصاً اُن مین سے وہ

دروازہ نہایت ہی خوشنما تھا جو خوبصورت دروازہ کہلاتا تھا۔ اُس کے پٹ پیتل کے تختے ۶۰ فٹ لمبے تھے۔ اور اُس کی عمارت مجموعی طور پر ۸۷½ فٹ بلند تھی۔ اسکندریطریوس کے باپ نے ان پھاٹکوں پر سونے چاندی کی چادریں چڑھوا دی تھیں۔ ان پھاٹکوں کے اندر داخل ہو کے جو مربع عمارت چاروں طرف پھیلی نظر آتی تھی وہ خوشنمائی و دلکشی میں بیرونی عمارت سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ اس کے ستون اگرچہ کسی قدر پست اور چھوٹے

اندرونی صحن

تھے مگر سب نہایت ہی نازک تھے اور ایک ہی سانچے کے ڈھلے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اس اندرونی صحن کا ایک خاص حصہ عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا جس سے آگے قدم بڑھانے کی وہ جرأت نہ کر سکتی تھیں۔

یہ مقدس مربع صحن بھی دو حصوں پر منقسم تھا۔ ایک تو وہ جو عام اسرائیلیوں کے لیے تھا۔ اور دوسرا وہ جس میں احبار اور مقتدایان اُمت کے سوا کسی کو بھی قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک پست سی مُنڈیر صحن کے ان دونوں حصوں کو جدا کیے ہوئے تھی۔ اس منڈیر کے پاس بڑی برنجی

قربان گاہ اور دہلیز

قربانگاہ تھی جس کے پاس پہونچتے ہی معبد الٰہی کی محترم عمارت نظر کے سامنے ہو جاتی۔ اور اُس کی ادھر کی رو کار جس پر اُوپر سے نیچے تک سونا چڑھا ہوا تھا اپنی آب و تاب سے نظر کو خیرہ کرنے لگتی۔ اسی جگہ پر ایک بڑی بھاری دہلیز قائم تھی۔ جو معبد سے بھی زیادہ چوڑی تھی۔ اور اس دہلیز کے سلسلے میں ایک اور مربع عمارت چاروں طرف پھیلتی چلی گئی تھی۔ اس دہلیز کی بلند محراب ۱۳۲½ فٹ بلند تھی۔ اور اُس کے سامنے کے رُخ پر بھی اُوپر سے نیچے تک سونا چڑھا ہوا تھا۔ اس دہلیز کی محراب کے اندر پٹ نہ تھے

چنانچہ اُس کے اندر سے مسجد اقصیٰ کا جلوہ ہر وقت نظر آتا رہتا۔ مسجد کا خاص

طلاکاری | سُنہرا پھاٹک عین اس کی محاذاۃ میں واقع تھا - اور اُس پھاٹک

پر سونے کی موٹی چادر چڑھی ہوئی تھی - اور اُسی پھاٹک پر وہ مشہور طلائی

انگور آویزاں تھے جن کا اُن دنوں بہت شہرہ تھا - اور روز بروز اُن کی تعداد

بڑھتی ہی جاتی تھی - اس لیے کہ لوگ تقرب الٰہی اور حصول ثواب کی نیت سے

دولت صرف کر کے اس قسم کی طلائی انگور بنوا کے حرم پر چڑھاتے اور

وہ فوراً اُس پھاٹک میں آویزاں کرا دیے جاتے - دہلیز کی محراب اور اُس

کے پھاٹک کا سونا ایک دوسرے پر اپنی ضو ڈال کے درمیانی صحن میں

عجب عالم نور پیدا کرتا رہتا تھا -

خاص عبادت کدہ اور اُس کی آب و تاب | اسی پھاٹک کے اندر خاص عبادت کدہ تھا -

اور اُس کا رقبہ آج بھی اتنا ہی تھا جتنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے

عہد میں تھا - اور اُس کے خزانے میں وہی دولت اور وہی قیمتی چیزیں آج

بھی موجود تھیں جو اُس زمانے میں تھیں - یہ سنگ مرمر کی عمارت جو ہر

طرف سے مطلّا و مذہب تھی بالکل ایسی نظر آتی تھی کہ جیسے برف کے پہاڑ

کو سنہرے کپڑے پہنا دیے گئے ہیں - آفتاب کوہ زیتون کے پیچھے سے

طلوع کر کے جب اپنی کرنیں اس مقدس اور عالیشان عمارت

پر ڈالتا تو زائرین کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں - اور کیا عجب کہ اکثر لوگوں

کو یہاں بھی اُس جلوے کا دھوکا ہو جاتا ہو جو حضرت موسیٰ کو طور پر

نظر آیا تھا - ممکن نہ تھا کہ یہ شان و شوکت لوگوں کو حیرت میں نہ ڈال

دیتی - یہودی تو یہودی رومی بھی یہاں آ کے اور اسرائیلیوں کے خدائے

واحد کا جلوہ دیکھ کے اپنے دیوتاؤں کو بھول جاتے تھے -

الغرض یہ رونق تھی جو ہیرود کی ہمت اور اُس کی فیاضی نے قائم کر دی تھی اور ساری قوم کو اپنا گرویدۂ احسان بنا لیا تھا - اور جس کی وجہ سے دولت روم دولت روم کو بھی ہیرود کی شوکت و حشمت کا بہت کچھ اعتراف کرنا پڑا -

ہیرود کے محل کی سازشیں

لیکن باوجود ان سب کامیابیوں کے ہیرود کے محل کی سازشوں اور حرم سرا کی بے انتظامیوں نے اُس کی نیکنامی پر بہت کچھ خاک ڈال دی - وہ بہت ہی اچھا بادشاہ ہوتا اگر اس کے محل میں مختلف اغراض اور خیالات کی بیبیاں نہ جمع ہوتیں - اور وہ اُن کے بس میں نہ ہوتا - انھیں عورتوں کی وجہ سے روز ایک نیا جھگڑا پیدا ہوتا - اور اُس کے نتیجے میں بڑے بڑے مظالم ہو جاتے - اُس کے دس محل تھے - اور ہر محل والی اپنے بیٹوں کی طرف سے اُس میں فتنہ و فساد پیدا کرتی رہتی - یہاں تک کہ انھیں عورتوں کی شکایت کی وجہ سے خود ہیرود کے بیٹے اُسکے مظالم کی فریاد لے کے دربار روم میں پہنچے - جہاں بار بار شکایتیں پیش ہوتیں اور سب لوگوں کو ماننا پڑتا کہ ہیرود اپنے بیٹوں پر ظلم کرتا ہے - ہیرود کے

حضرت عیسیٰ کی ولادت

آخر عہد میں حضرت مسیح پیدا ہوئے جن کی ولادت کے ساتھ ہی مذہب مسیحی کی بنیاد پڑی - مسیحی لوگ ہیرود کے دامن پر یہ دھبہ بھی لگاتے ہیں کہ فقط حضرت مسیحؑ کی جان لینے کے خیال سے اُس نے بیت اللحم میں بہت سے معصوم بچوں کے گلوں پر چھری پھیر دی - مگر موجودہ اناجیل کے سوا عہد قدیم کی یہودی اور رومی دونوں تاریخیں اس واقعے کے بیان سے خالی ہیں -

ہیرود کی موت

حضرت مسیح کی ولادت کے چند ہی روز بعد ہیرود کی زندگی کا چراغ گل

ہو گیا وہ سنہ ۳۷ قبل مسیح میں تخت پر بیٹھا تھا - اور سنہ ۴ قبل مسیح میں دنیا سے رخصت
ہو گیا جب کہ حضرت مسیح تو تقریباً ۴ سال کے ہوں گے گو عیسوی سال سے پہلے
تھا - اُس نے ۳۳ سال حکومت کی - اور یہودہ کا آخری فرمانروا تھا جس کے
ساتھ ہی تاج و تخت اور دولت و اقبال نے اسرائیلیوں کا ساتھ چھوڑ دیا:

باب سیزدہم

ارض یہودا پر رومیوں کا تسلط اور اسرائیلی حکومت کا خاتمہ

ہیرودؔ کی وصیت - بیت المقدس پر والیٔ شام کا قبضہ - یہودیوں کی بغاوت - ارخلاؤس -
اُس کا بھائی انتی پاس - ارخلاؤس کی نالائقی - اور تخت سے معزولی - ارض یہودا پر
دولت روم کا قبضہ - محصول شماری - اُس کے اثرات - سنہڈرن کی ترتیب و کیفیت
کے شرائط - انطلاس کی وضع - اس مجلس اور رومی والی کے متنازع اقتدارات -
پہلا رومی کلکٹر قوپونیوس - دوسرا اور تیسرا رومی کلکٹر - طبریاس قیصر روم -
پونطیوس پلاطس رومی کلکٹر - بیت المقدس رومی کلکٹر کا موسمی مستقر قرار پایا -
رومی عقابی جھنڈا بیت المقدس میں - یہودیوں پر اس کا اثر - رومی جھنڈے کی واپسی -
حضرت مسیح تبلیغ کرتے ہیں - پونطیوس معزول ہوا - ویتلیوس بیت المقدس میں - اُس کی جانشینی -
قالی غولہ قیصر روم - اگرپا کی سرگذشت - اُس کی حکومت ارض یہودا - قیصر روم دیوتا
بنتا ہے - ہیکل سلیمانی میں اُس کی مورت رکھنے کی تجویز - مصری یہودیوں کی نیابت
روم میں - اُن کا قتل عام - حرم میں مورت قائم کرنے کی کوشش - یہودیوں کا

حاشیہ موجودہ سنہ میں چار سال کی غلطی ہے - لاعلمی سے اس سنہ کا حساب اُس وقت سے
شروع کر دیا گیا جبکہ حضرت مسیح کو پیدا ہوئے چار سال ہو چکے تھے - یہ غلطی آج تک
چلی جاتی ہے۔

جوشِ توحید - پیلاطوس کو مجبوراً توقف کرنا پڑا - قحط غلا کی برہمی - اگرپا پر اُس کی عنایت - اور اُس کی موت - قلادیوس قیصر روم - اگرپا پر اُس کی مہربانی - اگرپا کی خوبیان - اُس کی موت پر رومیون کی خوشی - یہودی حکومت کا خاتمہ -

ہیروڈ کی وصیت

ہیروڈ کے بیٹون مین ملک کے لیے جھگڑا ہوا - ایک وصیت نامے کے ذریعے سے وہ اپنی ساری قلمرو کئی بیٹون مین تقسیم کر گیا تھا - لیکن اُس وصیت کے خلاف شام کے رومی والیِ مُلک واروس نے چاہا کہ ہیروڈ کے ورثہ کو تاج و تخت سے محروم کر کے اُس کی مملکت کو دولت روم کی قلمرو مین شامل کر لے - اِن مختلف واقعات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو متوفی بادشاہ یہود ہیروڈ کا بیٹا ارکالیوس اپنے خاندانی جھگڑے لے کے روم مین پہونچا - اور دوسری طرف واروس نے بڑھ کے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا - اور ہیروڈ کا کُل خزانہ اور اُس کا محل اُس کے تصرف مین آگیا -

بیت المقدس پر والی شام کا قبضہ

یہودیون کو یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ ایک بت پرست رومی خانۂ خدا پر حکومت کرے - اور انبیاے سلف کا پُرانا مقدس وطن اور اُن کی محترم خوابگاہین مشرکون کے قدم سے ناپاک ہون - فوراً بغاوت پر آمادہ ہو گئے -

یہود کی برہمی

اور بہادر اسرائیلیون نے فوجی لشکر مرتب کر کے جا بجا تاخت و تاراج اور قتل و خون کا بازار گرم کر دیا - واروس آنے کو تو یروشلیم مین چلا آیا - مگر شہر مین داخل ہوتے ہی اُسے عزت سنبھالنا مشکل ہو گیا - اور اضلاع کے یہودیون نے ایسی شورش مچا دی کہ اُسے گھر سے نکلنا مشکل تھا -

جس وقت بیت المقدس پر طوائف الملوکی حکومت کر رہی تھی اور واروس بے دست و پا تھا ارکالیوس اور ہیروڈ کے دیگر ورثہ کا دعوی دربار روم کے سامنے پیش ہوا - مقدمہ چل ہی رہا تھا کہ مشرق سے خبر آئی جس نلک کے لیے

پیروی ہو رہی ہو وہ اب دولت روم کے قبضے ہی مین نہین - اور وارروس
اسرائیلیون کے نرغے مین گھرا ہوا ہے - مگر اغسطوس قیصر نے اس خبر کی مطلق
پروانہ کی - اور ہیروڈ کے وصیت نامے کے مطابق فیصلہ کر دیا - اب بیت المقدس
کی یہ حالت تھی کہ وارروس اپنی جان بچا کے بھاگ گیا تھا - اور قوم کے باہمی
جھگڑون اور رنزاعون - اور بیرونی ڈاکوؤن کی لوٹ مار کی وجہ سے خانۂ

ارکالیوس | خدا کے زیر سایہ رہنے والے پریشان و دہشت زدہ ہو رہے تھے
کہ یکایک ارکالیوس ۵۶۷ سنہ قبل محمد یعنی سنہ عیسوی کے شروع ہونے
سے دو سال پہلے اور ولادت مسیح کے دو سال بعد شاہانہ ٹھاٹھ سے آ کے ارض
یہودا کے ساحل پر اُترا - اور بڑھ کے بیت المقدس پر قابض ہو گیا -

ہیروڈ نے اپنے وصیت نامے کی رو سے دیگر ازواج کی اولاد کو محروم
کر کے فقط اپنی سماریہ والی بی بی ملتاس کی اولاد پر ملک کو تقسیم کیا تھا - ان
مین سے ارکالیوس خاص ارض یہودا اور علاقہ سماریہ وغیرہ کا مالک ہوا -
اُس کا بھائی انطی پاس | اور اضلاع جلیل اور دیگر ساحلی بلاد دوسرے بیٹے
ہیروڈ انطی پاس کے سپرد ہوے -

انطی پاس نے تو ایک مدت تک حکومت کی - مگر ارکالیوس جس کا مرکز
ارکالیوس کی نالائقی | فرمان روائی خاص شہر بیت المقدس تھا کچھ ایسا نالائق
اور جابر و ظالم ثابت ہوا کہ اُس نے خود اپنے ہاتھ سے بہت ہی جلد اپنی سلطنت
کا خاتمہ کر دیا - رعایا اور خود اُس کے عزیزون کی مظلومی کی آواز روم مین
پہونچی - اور اُسے تخت پر بیٹھے نو ہی برس ہوے تھے کہ ایک دن جبکہ وہ جشن
اور تخت سے معزولی | طرب مین بیٹھا لطف اُٹھا رہا تھا یکایک حکم ملا کہ فوراً دربار
روم مین حاضر ہو - کمزور بادشاہ مین سرتابی یا تامل کی مجال نہ تھی - فوراً اُٹھ کھڑا ہوا -

اور رُوم کی راہ لی۔ وہاں اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی مدعی اپنا کام کر چکے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ارکالیوس روم میں داخل ہوتے ہی گرفتار کر کے بسزائے جلا وطنی ارض گال یا (فرانس) کے علاقے میں بھیج دیا گیا۔ اور ارض یہودا دولت روم کا ایک چھوٹا صوبہ بنائی گئی۔

ارض یہودا پر دولت روم کا قبضہ

اس واقعے سے یہودیون کی حالت میں ایک انقلاب عظیم ہو گیا۔ قومی حکومت نہایت ہی خوشی کے ساتھ بغیر کسی مزاحمت کے اُن کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اس انقلاب سے یقیناً بڑے بڑے فساد پیدا ہوتے اور سخت خونریزی ہوتی۔ مگر رومیون کی حکمرانی ایسی حکمت عملی کے ساتھ تھی کہ یہودیون کا جوش دل ہی میں پارہ گیا اور سب کو بے عذر بُت پرستون کے جُوے کے نیچے سر جھکا دینا پڑا۔

مجلس صنہادرین

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں بنی اسرائیل میں ایک نامعلوم زمانے سے ایک خاص قسم کی کونسل چلی آتی تھی جو دار القضا کی شان رکھتی تھی۔ یہ کونسل بادشاہ یا حکمران کی ماتحتی میں ہر قسم کی قومی نزاعون کا تصفیہ کیا کرتی۔ اس کونسل کے ارکان صنہادرین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔

اس کے ارکان

جن کی تعداد (۷۱) ہوتی۔ اس کونسل کے لیے کچھ ارکان تو احبار یعنی علمائے یہودیین سے۔ کچھ بنی لاوی میں سے جو خاندانی طور پر مقتدائی کے لیے مخصوص ہو گئے تھے۔ اور کچھ عام قسم کے سربرآوردگان قوم میں سے منتخب کر لیے جاتے۔ اپنی عظمت اپنا گذشتہ وقار و تقدس قائم رکھنے کے لیے یہ کونسل اپنے اجلاسون میں بہت سے مقررہ آداب کا لحاظ رکھتی تھی۔ قوم کا سب سے بڑا مقتدا یعنی امام کونسل کا میر مجلس ہوتا۔ اور ناسی کے لقب سے یاد کیا جاتا۔ وہ اپنا امامت کا تاج اور خلعت پہن کے

نشست کی ترتیب

عین وسط میں بیٹھتا۔ اُس کے داہنے ہاتھ پر ابوالدین (دین کا باپ) بیٹھتا جس کی حیثیت اس مجلس میں وائس پریزیڈنٹ کی ہوتی۔ اور اس کے بائیں ہاتھ پر حبر یعنی سب سے بڑا ماہر شریعت یا فقیہ بیٹھتا۔

رکنیت کے شرائط

اس باوقعت کونسل کے لیے جو لوگ ممبر منتخب کیے جاتے اُنکے لیے لازمی تھا کہ مذہبی آدمی ہوں۔ فنون اور مختلف زبانوں میں کامل دستگاہ رکھتے ہوں۔ علم طب حساب۔ ہیئت۔ اور نجوم میں بھی اُنھیں تبحر حاصل ہو۔ اُن میں کوئی جسمانی عیب و نقصان نہ ہو۔ نہ بالکل نوعمر ہوں نہ پیر فانی۔ جادو طلسم اور بت پرستی کے رسوم و عقائد سے بھی خوب واقف ہوں۔ اس لیے کہ بغیر واقفیت کے اِن چیزوں سے احتراز نہیں کیا جا سکتا۔ اور سب کے آخر میں یہ شرط تھی کہ وہ متاہل اور صاحب اولاد ہوں۔

اجلاس کی وضع

یہ لوگ ایک قوس نما صف میں اجلاس کرتے۔ قوس کے بیچ بیچ میں میر مجلس بیٹھا ہوتا۔ اور دونوں جانب کے سروں پر ایک ایک معتمد بیٹھتا جو کونسل کے منشی ہوتے۔ اِن دونوں معتمدوں میں سے ایک ملزم ٹھہرانے والے ممبروں کی رائیں قلمبند کرتا اور ایک اُن ممبروں کی رائیں لکھتا جو براءت کی رائے دیتے۔ یہی مجلس صنہادرین تھی جو یہود میں صدیوں پیشتر سے چلی آتی تھی۔ اور جس کے اعتبار سے بنی اسرائیل دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ایک باضابطہ طریق حکمرانی کو اُنھوں نے رومیوں سے بھی پہلے دنیا میں جاری کر دیا تھا۔

اس مجلس اور رومی والی کے متنازعہ اقتدارات

رومی سلطنت ہو جانے کے بعد بھی یہ باضابطہ کونسل قائم رہی۔ رومی والی ملک محاصل وصول کرتا۔ فوجوں کو ضروری مقامات پر متعین کرتا۔ اور باغیوں یا پولیٹیکل ہنگامے

پیدا کرنے والون کو سزا نہین دیتا - مگر یہود پر یہی کونسل حکومت کرتی - اور
رعایا کا مذہبی و قومی تعلق مجلس صنہادرین کے سوا اور کسی کے ساتھ نہ رہتا -
پہلے جس طرح یہ مجلس یہودی بادشاہ کی ماتحتی مین اجلاس کرتی تھی اب
دولت روم کے کسی ذمہ دار عہدہ دار کی زیر نگرانی اجلاس کرکے یہود کے
تمام قومی اور مذہبی جھگڑون کا فیصلہ کرتی - یہود جس کسی کو اپنے عقائد کے
خلاف اور مذہبی احکام کی رُو سے واجب القتل سمجھتے - اُس کو یہ مجلس پوری
آزادی سے مناسب سزا دیتی - اور جس کسی پر دولت روم بغاوت و سرکشی کا
جرم قائم کرتی اُس کو رومی والی سزا دیتا -

پہلا رومی کلکٹر توقونیوس

ارکالیوس کو جلاوطن کرنے کے بعد قیصر روم نے اپنے شام کے والی
سلفنی سیوس کو لکھا کہ ارض یہودا کا مناسب انتظام
کرو - اُس نے فوراً قوقونیوس نام ایک رومی سردار کو بیت المقدس اور اُسکے
توابع کا پہلا رومی پروکیوریٹر یعنی کلکٹر مقرر کیا - اور یہی پہلا رومی افسر ہے
جس کے آگے مجلس صنہادرین کو سر جھکانا پڑا - اغسطوس قیصر اپنے طرز عمل سے
ایک نہایت ہی غیر مستقل مزاج فرمان روا ثابت ہوا ہے - ارض یہودا مین
اُس کی تلون طبع کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ جلد جلد کلکٹر بدلتے رہتے - قوقونیوس

دوسرا اور تیسرا رومی کلکٹر

چند ہی روز رہا تھا کہ امبی ویلئس مقرر کرکے بھیجا گیا -
تھوڑے ہی دنون مین اُس کی حکومت بھی ختم ہو گئی - اور انیوس روفوس
اُس کا قائم مقام ہوا -

طبریوس قیصر روم

بیت المقدس مین یہی پروکیوریٹر تھا کہ سنہ ۵۵۶ قبل محمد مین
اغسطوس قیصر مر گیا اور طبریوس نے تخت روم پر قدم رکھ کے تاج
قیصری اپنے سر پر رکھا - اس قیصر کی تیئیس سال کی مدت فرمان فرمائی مین

پونطیوس پائلٹ رومی کلکٹر

ارض یہودا کو فقط دو رومی والیوں سے سابقہ پڑا۔ اول والریوس غراطوس جو سنہ ۵۵۶ قبل محمدؐ میں مقرر ہوا۔ اور دوسرا پونطیوس پائلٹ جس نے سنہ ۵۴۵ قبل محمدؐ میں آکے ارض یہودا کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

بیت المقدس رومی کلکٹر کا موسمی مستقر قرار پایا

اس وقت تک معمول چلا آتا تھا کہ رومی پروکیوریٹر جو ساری ارض یہودا پر حکومت کرتا معمولاً ہر وقت آباد کیے ہوئے شہر قیساریہ میں رہا کرتا۔ اور جاڑوں کے موسم میں سماریہ میں چلا جاتا۔ پونطیوس پائلٹ نے اپنے زمانے میں سماریہ کے عوض خاص شہر بیت المقدس کو اپنا موسم سرما کا مستقر قرار دیا۔ یہود کو اشتعال دلانے کے لیے یہی کیا کم تھا کہ پونطیوس نے ایک اور ایسی کارروائی کی کہ تمام اسرائیلیوں میں سخت برہمی پیدا ہو گئی۔

خواہ یہودیوں کی درشت مزاجی اور اُن کے تعصب سے ڈر کے یا اپنی عدالت گستری کے تقاضے سے رومی سلطنت نے اس وقت تک مذہب اسرائیلی کی حرمت اور قدر و منزلت کا ہمیشہ خیال رکھا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس موحد قوم کے تعصب کو قیاصرہ وقعت کی نظر سے دیکھتے رہے تھے۔ اسی مہربانی کا ایک نمونہ یہ تھا کہ باوجود فتح کر لینے اور یہود کو مغلوب و مقہور کر چکنے کے اس وقت تک رومیوں کا عقابی جھنڈا بیت المقدس کی چار دیواری کے اندر نہیں آیا تھا۔ پونطیوس نے اس قید کے اٹھا دینے کی کوشش کی۔ اور ایک

رومی عقابی جھنڈا بیت المقدس میں

اندھیری رات کو یہودی غافل پڑے سو رہے تھے کہ رومی سپاہی باضابطگی و ترتیب کے ساتھ صفیں باندھے اور اپنا قومی جھنڈا لیے ہوئے شہر کے پھاٹک میں داخل ہوئے۔ اس جھنڈے پر نشان عقاب کے علاوہ خود قیصر کی تصویر بھی بنی تھی۔ رات کو تو یہودیوں نے اس کا

خیال نہ کیا۔ مگر جب صبح کو دیکھا کہ ہیکل ربانی اور مسجد اقصیٰ کے برابر ہی
رومی جھنڈا نصب ہے۔ عقابی بیرق ہوا میں لہرا رہی ہے۔ اور قیصر کی تصویریں
بیت المقدس کی سڑکوں پر علانیہ طور پر نمایاں ہیں تو انتہا سے زیادہ پریشان
ہوئے۔ اس ذلت و توہین کے منظر نے انھیں ازخود رفتہ کر دیا۔ اور حرم کی بیحرمتی
یہود پر اُس کا اثر
کے خیال سے اس درجہ خائف ہوئے کہ ڈرتے تھے کوئی
عذاب الٰہی نہ نازل ہو جائے۔ مگر باوجود اس برہمی کے انھوں نے غیر
معمولی صبر و تحمل سے کام لے کے ضبط کیا۔ اور بغیر اس کے کہ کوئی ہنگامہ بپا
ہونے پائے بنی اسرائیل کے وکیلوں کا ایک گروہ عاجزی کی وضع اور
التجا کی شان سے قیساریہ میں خاص پونطیوس کے سامنے پہونچا۔ اور درخواست
کی کہ ہمارے معبد اور ہمارے مذہب کو اس توہین سے بچائیے۔ پونطیوس نے
اس درخواست سے یہ نتیجہ نکالا کہ یہودی اپنے سردار کو بدتر روم سے نفرت
کرتے ہیں۔ اور کوشش کی کہ یہودی بزور زیر کیے جائیں۔ مگر جب
اُسے یہ تماشا نظر آیا کہ یہودیوں نے تلوار کے آگے سر جھکا دیے۔ اور سب
کی زبان پر پہلا لفظ یہی تھا کہ ہمیں مرجانا گوارا ہے مگر مذہب کی توہین ان آنکھوں
رومی جھنڈے کی واپسی
سے نہیں دیکھی جا سکتی" تو اس سے زیادہ مخالفت
کرتے نہ بنی۔ اور طوعاً و کرہاً عقابی جھنڈے اور قیصر کی تصویر دونوں
چیزوں کو بیت المقدس سے واپس منگوا لیا۔

حضرت مسیح کی تبلیغ
انھیں دنوں کے اسی پروکیوریٹر پونطیوس کے زمانہ میں
جناب مسیح نے اپنی شریعت حقہ کی تبلیغ فرمائی۔ اور یہود کے جوشِ
مخالفت سے وہ واقعات پیش آئے جو آج تک یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں
میں جداگانہ شانوں سے بیان کیے جاتے ہیں۔ ہم ان واقعات کو مسیحیت کی

تاریخ مین مفصل و شرح بیان کرین گے۔

پونطیوس معزول ہوا | اتفاقاً حضرت مسیح کے واقعے کے چند ہی روز بعد سماریہ والون مین ایک شورش پیدا ہوئی جس کے دبانے مین پونطیوس نے اعتدال سے زیادہ سختی سے کام لیا۔ اہل سماریہ اس مظلومی کی فریاد لے کے شام کے بڑے نائب دولت رُوم یا کمشنر بطلیوس کے دربار مین پہونچے اور فریاد کی۔ اُس نے اُن کی فریاد سنی اور پونطیوس کے نام حکم بھیجا کہ فوراً روم مین جا کے حاضر ہو۔ اور اُس پر جو الزامات عائد کیے گئے ہین اُن کی جوابدہی کرے۔

بطلیوس بیت المقدس مین | پانطیوس کے جاتے ہی بطلیوس دورے کے طریق سے خاص شہر بیت المقدس مین آیا۔ جہان اُس کا استقبال بڑی ہی دھوم دھام سے کیا گیا۔ اتفاقاً انھین دنون یہودیون کی بڑی عید درپیش تھی جس کے فرائض بجا لانے کے لیے تمام اضلاع شام اور دُور دُور کے یہودی بیت المقدس مین آئے ہوے تھے۔ اتنی بڑی جماعت کثیر یا یون کہیے کہ ایک قوم کی قوم نے اپنے آپ کو بطلیوس کا شکر گذار اور زیر بار احسان ظاہر کیا تو اُس کے دل پر بڑا اثر پڑا۔ نہایت ہی مہربانی سے پیش آیا۔ بعض محاصل بھی معاف کر دیے۔ اور سب سے بڑی عنایت یہ کی کہ

اُس کی مہربانیان | یہودیون کے مقتداے اعظم (امام) کا مقدس و متبرک اور نہایت ہی پُر تکلف خلعت جو بہت ہی بابرکت خیال کیا جاتا تھا ہمیشہ کے لیے یہودیون کے حوالے کر دیا۔ ایک زمانے سے یہ لباس رومیون کے قبضے مین تھا۔ اور معمول ہو گیا تھا کہ وہ خلعت ایک صندوق مین رکھ کے مقفل کر دیا جاتا۔ اور امام یہود اپنی مُہر لگا کے اُسے رومیون کے

سپرد کر دیتا - اور سال بھر اُنھین کی حراست مین رہتا - فقط عید کے موقعون پر سات دن پیشتر جا کے یہودی اُسے بڑی دھوم دھام اور بڑے جلوس سے لے آتے تھے - اور عید کے بعد اُسے مقفل کر کے اور اپنے امام کی اُس پر مُہر لگا کے پھر اُسی طرح رومیون کے حوالے کر دیتے - بتلیوس کی مہربانی سے یہ متبرک صندوق بالاستقلال اُن کو مل گیا - اور اُس کے محافظ وہ خود ہی قرار پائے -

اس واقعے کے چند ہی روز بعد ۳۷ء قبل محمد بن طبریوس قیصر مر گیا - اور

قالی غلا قیصر روم

اس کی قیصری قالی غلا کو ملا - اُس کی تخت نشینی کے ساتھ ہی بیت المقدس مین ایک دوسرا انقلاب عظیم ہوا جس کی نسبت کہہ سکتے ہین کہ ایک حد تک یہودیون کے مقاصد کے موافق تھا - ہیرود کے خاندان کے ہاتھ سے گو کہ ارض یہودا اور بیت المقدس نکل گئے تھے - مگر دیگر اضلاع ابھی تک اُس کے خاندان ہی کے ہاتھ مین تھے - خاصتہً علاقۂ جلیل تو ہیرود کے بیٹے ہیرود انطی پاس ہی کے زیر فرمان تھا - قالی غلا کے تخت نشین ہوتے ہی ہیرود کا ایک نیا وارث نمودار ہوا جسے خود اُس نے اپنے وصیت نامے کے ذریعے سے بالکل محروم کر دیا تھا -

اگریپا کی سرگذشت

ہیرود کا ایک بیٹا ارسطوبولوس بھی تھا جس سے اُسے اپنی حرم سرا کی سازشون کی وجہ سے عداوت ہو گئی تھی - مگر اس لڑکے کو خود اُس نے تعلیم و تربیت کی غرض سے رُوم مین بھیجا تھا - جہان وہ مدتون رہا تھا - اور چونکہ ایک بادشاہ کا فرزند تھا اس لیے وہان کی نہایت معزز صحبتون مین آتا جاتا اور بڑے بڑے معزز خاندان والے سرداران رُوم سے ملتا جلتا رہا تھا - ارسطوبولوس کا بیٹا اگریپا جو باپ کے محروم الارث ہونے

کے باعث فاک زدہ ہو گئے مدتون ارض یہودا اور روم مین خاک اُڑاتا رہا تھا۔
اب قالی غلہ کی سلطنت کے ساتھ اُس کے دن پھرے - تخت نشینی سے پیشتر قالی غلہ
سے اُس سے بہت اچھے اور یکجہتی کے تعلقات رہے تھے - اتفاقاً ایک مرتبہ
شکار کے موقع پر قالی غلہ کے ساتھ گاڑی مین بیٹھے بیٹھے اگریپا کی زبان سے
نکل گیا تھا "خدا جلد وہ دن لائے کہ طبریوس تخت و تاج کو خالی کرے
اور آپ تاج قیصری اپنے سر پر رکھین" گاڑی بان نے انعام کے لالچ
مین یہ خبر طبریوس کو پہونچادی - نتیجہ یہ ہوا کہ اگریپا پابزنجیر قیدخانے مین
بھیجدیا گیا - اُس کے ساتھ یہ سلوک دیکھ کے جتنا صدمہ قالی غلہ کو ہوا تھا
شاید خود اگریپا کو نہ ہوا ہوگا - اب تخت پر قدم رکھتے ہی قالی غلہ نے پہلا یہ کام
کیا کہ اگریپا کے پاؤن سے بیڑیان کٹوائین - اور بڑی قدر و منزلت کے ساتھ اُسے قیدخانے سے
نکال کے باہر لایا - اور ایک معزز عہدے پر سرفراز کردیا - پھر چند ہی روز مین بادشاہی کا

اس کی حکومت ارض یہودا

خطاب دیکے اُسے بالاستقلال ارض یہودا کا فرمان روا بنادیا۔
الغرض چند روز تک رومی حاکمون کے قبضۂ تصرف مین رہنے کے بعد ۵۳۱ قبل محمد ارض یہودا
اور یروشلیم پھر ہیروڈ اعظم کے پوتے اگریپا کے زیر حکومت ہو گئے۔
اگریپا کا زمانہ بہت ہی اچھا ہوتا - اس لیے کہ وہ رحم دل - ذی فہم - تجربہ کار -
یہودیون کا ہم قوم - اور اُن کے ایک نامور بادشاہ کا فرزند تھا - مگر ان دنون
قالی غلہ کی لغویت و خود پرستی نے ہر جگہ ایسے جھگڑے پیدا کر رکھے تھے -
خصوصاً قوم یہود کو ایسی مصیبت مین مبتلا کر دیا تھا کہ اگریپا کو خود اپنی عزت

قیصر روم دیوتا بنتا ہے

سنبھالنا مشکل پڑ گیا - اُس خود پرست اور طفلانہ مزاج
قیصر نے اپنے آپ کو رومیون کا ایک دیوتا بنانے کی کوشش کی - اور حکم
دیدیا کہ تمام مندرون اور عبادت خانون مین اُس کی مورت رکھ کے پوجی

جاے۔ کاش یہ حکم بت پرست رومیون ہی تک محدود رہتا۔ قیامت یہ تھی کہ
یہودی بھی اس حکم کے اُسی طرح پابند کیے گئے جس طرح کہ بت پرست پابند کیے
گئے تھے۔ ایک طرف تو والی مصر کے نام حکم نامہ گیا جس کے علاقے مین دس
لاکھ سے زیادہ یہودی آباد تھے اور جا بجا اُن کے معبد بنے ہوے تھے کہ
یہود کے ہر عبادت خانے مین قالی غلہ کی مورت رکھوا دے۔ اور یہود کو
حکم دے کہ بلا عذر اُس کی پرستش کرین۔ دوسری طرف لطرونیوس کو جو
اب بطلیموس کی جگہ شام کا رومی کمشنر تھا تاکید کی گئی کہ قدیم ہیکل سلیمانی یعنی

ہیکل سلیمانی مین اُس کی مورت رکھنے کی تجویز

خاص مسجد اقصیٰ کے اندر جو سب سے
زیادہ مقدس مقام ہے اُس معزز قیصر کی ایک برنجی مورت بنوا کے اور اُس پر
سونے کا ملمع کرا کے نصب کرا دی جاے۔ تاکہ سارے یہودی اُس کی
پرستش کرنے لگین۔

یہ خبر سنتے ہی ہر جگہ یہودیون کے دل کانپ گئے۔ وہ سب طرح کے
گناہون مین مبتلا تھے۔ مگر مشرک نہ تھے۔ قیصر کے حکم کا روکنا بھی اُن کے

مصری یہودیون کی نیابت روم مین

اختیار سے باہر تھا۔ سب سے پہلے اس کی تعمیل مصر مین
ہوئی۔ اور وہین سے مخالفت بھی شروع ہوئی اپنے
مذہب کی طرف سے پیروی کرنے یا یون کہیے کہ اپنی معذوری ظاہر کرنے
کے لیے اُن کا ایک چھوٹا وفد رومۃ الکبریٰ مین پہونچا۔ اور وہان پہونچ کے
جب اُنھون نے سنا کہ یہی بت پرستی کا حکم بیت المقدس اور (خداوند جل و علےٰ
کے مقدس ترین حرم مین بھی گیا ہے تو وہ بہت ہی پریشان ہوے۔
بڑی کوششون کے بعد قالی غلہ کے دربار مین باریابی نصیب ہوئی۔
قیصر نے اِن لوگون کی صورت دیکھتے ہی ایک تنفر کی شان سے

کہا "تم ہی وہ دیوتاؤن کے دشمن ہو جنھین میری اُلوہیت تسلیم کرنے مین عذر ہے؟ اور ایک ایسے دیوتا کو پوجتے ہو جس کا نام لیتے بھی تمھین ڈر معلوم ہوتا ہے!" اور یہ کہتے ہی اُس نے اس پرایا جلال نام "یہوا" کو اپنی ناپاک زبان سے ادا کر دیا۔ اُس کی زبان سے وہ جلالی اسم اعظم سنتے ہی یہودی سہم گئے۔ اور ڈرے کہ کہین خدا کا غضب نہ نازل ہو جائے۔ مگر بے بس تھے۔ خاموش کھڑے سنتے رہے۔ اب اس کے بعد قاآنی غلہ نے پوچھا "اور ہان تم لوگ سور کا گوشت کیون نہین کھاتے؟" اُس کے اس سوال پر سارے اہل دربار نے زور سے ایک قہقہہ لگایا اور مرعوب وکلائے اُمت اسرائیل جھینپ کے رہ گئے۔ آخر وہ مصری یہودی دربار سے ناکام واپس گئے۔ اور

اُن کا قتل عام	حاکم مصر مذہبی تعصب کے باعث اُن سے کچھ ایسا جلا ہوا تھا

کہ فوراً یہودیون کو باغی قرار دیدیا۔ اور اسکندریہ و دیگر بلاد مصر مین ہزارہا یہودی مع زن و فرزند قتل کر ڈالے گئے۔

بیت المقدس مین مورت قائم کرنے کا جو حکم گیا تھا وہ اس قدر خلاف مصلحت تھا کہ خود بطرونیوس کو اُس کی تعمیل کرتے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ آخر

حرم مین مورت قائم کرنے کی کوشش	اُس نے اپنے مشیرون کو جمع کر کے اس

بارے مین رائے لی۔ گو کہ ہر شخص اس کارروائی کے خلاف تھا مگر قیصر کے خوف سے مجبوراً سب نے یہی فیصلہ کیا کہ یہ حکم واجب التعمیل ہے۔ آخر ناچار ہو کے بطرونیوس نے سدونیا کے کاریگرون کو مورت بنانے کا حکم دے دیا۔ اور اس قیصری حکم کی یہودیون کو

ع۵ یہودی خدا کو "یہوا" کہتے تھے۔ اور اُن کے اعتقاد مین یہ نہایت ہی پُرہیبت اور جلالی نام تھا جس کو زبان سے ادا کرتے ہوے وہ بہت ڈرتے تھے۔ اور ممکن نہ تھا کہ کوئی اسرائیلی سو زبان پر لائے

خبر بھی کر دی۔ اور جب مُورت تیار ہو گئی تو تعمیل کے لیے بذات خود ارض یہودا میں آیا۔

یہودیوں کا جوش توحید

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس ناگہانی آفت نے یہودیوں کے دل کی کیا حالت کر دی ہو گی؟ مقتدا اور خدام حرم سب کو سناٹا ہو گیا۔ اور ساری رعایا حیرت میں رہ گئی۔ اور نسل اسرائیلی میں ایک بیقراری و بیتابی پیدا ہو کے ساعت بہ ساعت بڑھنے لگی۔ ایک فوری آگ کی طرح یہ خبر ہر طرف پھیلی۔ اور ساری ارض یہودا میں تہلکہ پڑ گیا۔ چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قریوں میں جس یہودی نے یہ خبر سنی بدحواس گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ اور سیدھا بیت المقدس کی طرف دوڑا۔ تھوڑے ہی زمانے میں بیسروسامان و بیقانیوں۔ بوڑھوں۔ بچّوں۔ مردوں اور عورتوں کا اتنا بڑا گروہ عظیم بیت المقدس کے گرد جمع ہو گیا۔ کہ خود پطرونیوس گھبرا گیا۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں نہ کوئی جنگی حربہ تھا۔ نہ لڑنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ مگر سب کی زبان پر متفق اللفظ یہی کلمات تھے۔ اور بار بار چلاتے تھے۔ "کہ حرم ربانی پر اپنی جانیں فدا کر دیں گے"۔ پطرونیوس نے تالیف قلوب کی پالسی اختیار کی۔ اور ہر ہر شخص کو بُلا کے سمجھایا۔ مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ یہود نے ہر مشورے سے کان بہرے کر لیے۔ اور یہ غُل تھا کہ "ہمیں موت گوارا ہے مگر یہ نہیں گوارا کہ اپنے وحدہٗ لاشریک خدا کی توہین اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ہم قیصر کی ناراضی سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا کہ خدا کے غضب سے ڈرتے ہیں"۔ پطرونیوس نے پوچھا "اچھا تو کیا تم قیصر سے لڑنے کو تیار ہو؟" انسانوں کے متلاطم سمندر نے ایک طوفان کی شان سے جواب دیا "لڑائی کا تو ہمیں خیال بھی نہیں۔ مگر ہاں دین کے لیے

جان دینے کو تیار ہین" اتنا کہا اور سب نے سر جھکا دیے۔ اور زمین پر گر گر کے کہا" آؤ ہمین مار ڈالو"

مختصر یہ کہ چالیس دن تک بیت المقدس کے گرد یہی سمان رہا۔ بدنصیبی سے یہ زراعت کا زمانہ تھا۔ بارش رُکی ہوئی تھی۔ اور لوگ تخم ریزی کے لیے پہلے دونگڑے کے منتظر تھے۔ اس مصیبت کے سامنے سب کے سب زراعت کو بھول گئے۔ مگر پطرونیوس دیکھ رہا تھا کہ قحط کی آفت سر پر منڈلا رہی ہے۔ ایک تو بارش نہین ہوئی۔ دوسرے یہ سب اس مذہبی مصیبت کے باعث کھیتی باڑی چھوڑ کے یہان پڑے ہوے ہین۔ آخر اپنی تمام کوششون مین تھک کے اور عاجز آ کے اور نیز قحط کے خوف سے اُس نے اپنے مشیرون سے پھر رائے لی۔ سب کی صلاح یہ ہوئی کہ سردست اس حکم کی تعمیل مین ذرا تامل کرنا چاہیے۔ اور یہ بہانہ کر کے کہ صورت بن رہی ہے قیصر سے پھر رائے طلب کی جائے۔ اور یہ ساری مشکلین اُس کے پیش نظر کر دی جائین" الغرض پطرونیوس نے اس حیلے سے بلا کو ٹالا۔ اور یہودی اپنے گھرون کو گئے۔ خدا کی قدرت اُن کے جاتے ہی مینھ بھی برس گیا۔ اور خدا کی اس رحمت نے رومیون کو بھی یہودیون کے خدا کا معتقد کر دیا۔ دوسری طرف اگرپا جو اب یہودیون کا بادشاہ تھا فریادیون کی صورت بنا کے اور اپنی قوم کا سفیر بن کے روم کو روانہ ہوا۔

پطرونیوس کو مجبوراً توقف کرنا پڑا

قالی غا کی برہمی

اتفاقاً اگرپا کے پہونچنے سے پہلے ہی پطرونیوس کی رپورٹ پہونچ گئی جس پر قالی غلہ بہت بگڑا۔ والی شام کو یہودیون سے مل جانے اور رشوت لینے کا الزام دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ اس سرتابی و رشوت ستانی کی تجھے سخت سزا دی جائے گی" مگر اس حکم کے روانہ ہو چکنے کے بعد جب

اگرپا پر اُس کی عنایت | اگرپا پہونچا تو اُس سے نہایت ہی خلق و مروت سے پیش آیا - یہودیون کے اس عاجز وحقیر بادشاہ کی قیصر کے قصر مین دعوت ہوئی - اور اُس سے بڑی نیاضی کی شان سے پوچھا گیا " مانگ کیا مانگتا ہی ؟ " اگرپا نے نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اپنی تمنا پیش کی - اور وہ فوراً منظور ہوئی حرم ربانی مین مورت قائم کرنے کا حکم منسوخ ہوا - مگر بطرونیوس کے اُوپر جو غصہ تھا وہ بدستور باقی رہا -

اور اُس کی موت | اسی اثنا مین سنہ ۴۳ قبل محمد مین قالی غلہ مارڈالا گیا - اور اُس کے عتاب نامے سے پہلے اُس کے مرنے کی خبر بطرونیوس پاس پہونچی - اور بطرونیوس اور اُس کے ساتھ ساری قوم یہود کو بے انتہا خوشی ہوئی - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ سب کی جان مین جان آئی -

قلادیوس قیصر روم | اگرپا نے روم مین اپنے خودپرست مربی قالی غلہ کے جنازے کے جلوس کے ساتھ قلادیوس کی تخت نشینی کا جشن دیکھا - اور ایسی حکمت عملیون اور ریشہ دوانیون سے کام لیا کہ نیا قیصر پہلے سے بھی زیادہ اُس پر مہربان ہو گیا -

اگرپا پر اُس کی مہربانی | قلادیوس نے اُسے ساری ارض فلسطین کا بادشاہ بنا دیا - اور وہ تمام چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہیرودؔ کے اور لڑکون کی نسل مین چلی آتی تھین سب اُس کی قلمرو مین شامل کر دین - چنانچہ اُس نے روم سے واپس آ کے پورے اُس ملک کی عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی جو کبھی ہیرود اعظم کے قبضے مین تھا -

اگرپا کی خوبیان | اگرپا کی سلطنت یہود کے حق مین نہایت ہی اچھی تھی - اب کی جو وہ روم سے واپس آیا تو اُس نے ملت اسرائیلی کو بہت فائدہ پہونچایا وہ شریعت موسوی کی نہایت ہی تعظیم و تکریم کرتا تھا - اور حرم محترم کی

قربان گاہ میں اُس کی طرف سے روز قربانیاں لا کے چڑھائی جائیں۔ وہ اس قدر نیک تھا کہ اگر کوئی اُس سے دشمنی یا بُرائی کرتا تو اُس سے بھی وہ بہ لطف و مہربانی پیش آتا۔ مگر افسوس اُسے زیادہ حکومت کرنا نصیب ہوا۔ سات ہی سال بادشاہ رہا۔ اور اُن میں سے فقط تین سال پوری ارض فلسطین کی باگ اُس کے ہاتھ میں رہی۔

اُس کی موت پر رومیوں کی خوشی اس نیک نام یہودی قربان روا کے مرتے ہی ایک ایسا جھگڑا پیدا ہوا جس نے یکایک ہر طرف تعصب کی آگ بھڑکا دی اور ستم زدہ اسرائیلیوں کی بدقسمتی کا زمانہ پھر شروع ہو گیا۔ اگرپا چونکہ ہر امر میں یہود کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا تھا اور اپنی قوم کا سچا وکیل تھا اس لیے یونانی اور رومی اُس سے بہت جلتے تھے۔ اُس کے مرنے کی خبر سنتے ہی قیساریہ کے رومیوں نے بڑے زور و شور سے اظہار مسرت کیا۔ اُس سے اپنی مخالفت و عداوت ظاہر کی۔ اور اگرپا کا نام لے لے کے گالیاں دیں۔ اُس کی بیٹیوں کے پتلے بنا کے سر بازار نکالے۔ اُن کے ساتھ نہایت ہی شرمناک بے عزتی و اہانت ریزی کی حرکتیں کیں۔ اور خوشی کے جشن منائے۔ یہ حال جب قلادیوس قیصر نے سنا تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اور قیساریہ کی فوج کو یہ سزا دی کہ وہاں سے بدل دیا۔

یہودی حکومت کا خاتمہ مگر باوجود قیصر کی اس جنبہ داری و ہمدردی کے افسوس کہ اگرپا ہی پر خاندان ہیرودؔ کی سلطنت ختم ہو گئی۔ بس یہی زمانہ ہے جس کے بعد پھر کبھی کسی یہودی بادشاہ کو بیت المقدس کی حکومت نہ نصیب ہوئی۔ اگرپا کا بیٹا چونکہ بالکل کم سن تھا اور ۱۷ سال سے زیادہ کا نہ تھا اس لیے وہ باپ کے تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا۔ اور رومی حاکموں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

باب چہاردہم

یہود کے زوال کا سبب اور اُس کی بنا ع٥

حاکم ومحکوم قومون کی عداوت - یہود پر مظالم کا آغاز - قیصر روم کی مہربانی - ایک یہودی کلکٹر - قوپانوس کلکٹر - اُس کا ظلم - بیت المقدس اور سماریہ والون مین بہر دشمنی - رومی کلکٹر فیلکس - نیرو قیصر روم - یہودیون کا باہمی نفاق - قیساریہ مین یہودیون پر ظلم - فسطوس اور البانیوس کلکٹر - البانیوس کے مظالم - تباہی کے غیر معمولی آثار - ایک صاحب باطن اسرائیلی مجذوب - قیساریہ سے فساد کی ابتدا - فلوروس کلکٹر - کمزور کے غصے کا انجام - فلوروس خزانۂ حرم لوٹنا چاہتا ہے - بیت المقدس پر اُس کا حملہ - اُس کے مظالم - خزانۂ حرم لوٹنے کی کوشش - اور ناکامی - گورنر شام کے دربار مین فریاد - اُس کا نائب بیت المقدس مین - یہود کے ساتھ اُس کی ہمدردی - اگر پاکی صلح جو پالیسی [illegible] اگر پائی تو ہوتا -

حاکم ومحکوم قومون کی عداوت افسوس کہ تائی ٹس اور قلادیوس قیصرون کی مہربانی و جنبہ داری نے اسرائیلی اور یہودی قومون مین دشمنی پیدا کر دی - رومیون کو یہ کوفت تھی کہ ہم اگرچہ حکمران قوم ہین مگر یہود پر ہمارا کچھ زور نہین چلتا - اور اُن کی نظر مین ہماری ذلت اور سبکی ہوتی ہے - اور اس جوش مین جب اُنھون نے

ع٥ ارض مقدس کی تاریخ کے اس حصے کو اہل ہند عموماً اور مسلمان خصوصاً بہت غور سے پڑھین - ہم کوئی راے نہین دیتے - مگر حاکم ومحکوم کے تعلقات کا نازک ہو جانا بعض ایسے خوفناک نتائج پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اس قابل نہین ہین کہ ہمارے وطن کے سیاسی لیڈر اپنی سیاسی پالیسی قرار دیتے وقت اُن کا لحاظ نہ کرین - یہود کے زوال کی یہ داستان نہایت ہی عبرتناک داستان ہے جس سے ہمین بڑے بڑے سبق مل سکتے ہین -

اگرپا آخری فرمانروائے یہود کے مرنے پر علی الاعلان اُس کی تذلیل و توہین کی تو یہود کو بھی رومیون کے ساتھ سخت تعصب ہو گیا۔

اگرپا کے مرنے کے وقت شام کا رومی کمشنر قاسیوس لانجی نوس تھا

یہود پر مظالم کا آغاز

اُس نے اپنی طرف سے قوسپیوس فادوس کو ارض یہودا کا کلکٹر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اِن دونون متعصب رومی حاکمون نے اسرائیلیون کی قسمت اپنے ہاتھ مین دیکھتے ہی دل کا بُغض نکالنے کا موقع پایا۔ اور یہود پر ظلم و جور شروع کر دیا جس کی ابتدا اس سے ہوئی کہ بطلیوس کا وہ حکم منسوخ کر دیا جس کی رُو سے مذہبی مقتدا کا لباس خود یہود کے قبضے مین دیدیا گیا تھا اور ارادہ کیا کہ اُس مذہبی تبرک کو رومی پھر اپنے قبضے مین لے لین۔ اس کارروائی کے لیے یہود سختی سے دھمکائے گئے۔ اور اُن پر زور اور دباؤ ڈالنے کے لیے خود لانجی نوس اپنی فوج کے ساتھ بیت المقدس مین آپہونچا۔ مگر یہودیون کی طرف سے بھی اس بارے مین بڑی دوڑ دھوپ ہوئی۔ اور اگرپا کے محروم الارث بیٹے نے قیصر کے دربار مین التجا کی۔ اور وہان سے

قیصر روم کی مہربانی

یہودیون کے حسب مراد فیصلہ ہوا۔ اور لانجی نوس دل مین کُڑھتا ناکام واپس گیا۔ اس کے ساتھ ہی قیصر کے دربار سے یہ حکم بھی آیا کہ بیت المقدس کے مقتدائے اعظم یعنی امام کا عزل و نصب ایک یہودی شاہزادے ہیرودؔ کے اختیار مین دیدیا جائے۔ جو اگرپا کا بھائی اور شہر خالقیس کا حکمران تھا۔ یہودی اس حکم کو اپنی بڑی خوش قسمتی اور کامیابی سمجھے۔

ایک یہودی کلکٹر

فادوس کے بعد اسکندر طبریوس نام ملک مصر کا ایک یہودی ارض یہودا کا کلکٹر مقرر ہوا۔ مگر اس ہم قوم حکمران سے اسرائیلی کچھ زیادہ فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ اس لیے کہ اُسے اس خدمت پر مامور رہنے کا زیادہ

قومانوس کلکٹر

موقع نہین ملا - اور چند ہی روز نیطریوس نے اُس کی جگہ قوما نوس کو ارض یہودا کا کلکٹر مقرر کر دیا - اس کلکٹر قوما نوس کے زمانے مین یہودیون اور رومیون کی باہمی عداوت بہت بڑھ گئی - یہودیون کے عید کے موقع پر کسی

اُس کا ظلم

رومی سپاہی نے ملت موسوی کی توہین کی تھی جس پر یہودی بہت بگڑے - اور بے سوچے سمجھے خود قوما نوس پر چڑھ دوڑے - قوما نوس نے اُن کی روک تھام مین فوج سے کام لیا - رومیون کی باضابطہ صفون کے سامنے بھلا یہودی کیا ٹھہر سکتے ہین ؟ پریشان و بدحواس بھاگے - اور ایسے بُرے حالون سے کہ واپس آتے آتے بیس ہزار یہودی لقمۂ شمشیر ہو گئے

اب یہودیون اور رومیون کا باہمی تعصب نمایان طور پر ظاہر ہو گیا تھا - اور عداوت روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی - اسی کشاکش کی حالت مین اتفاقاً ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ کسی رومی سپاہی نے توریۃ کا ایک نسخہ پھاڑ ڈالا - اگرچہ اُس شخص کو یہودیون کی شکایت پر قوما نوس کے حکم سے سزائے قتل دی گئی - مگر یہودیون کا جوش جہالت اس پر بھی فرو نہ ہوا - اور حاکم و محکوم قومون کی دشمنی

بیت المقدس اور سماریہ والون مین پھر دشمنی

ایک درجے تک اور ترقی کر گئی - پھر خرابی یہ پیدا ہوئی کہ اہل بیت المقدس اور اہل سماریہ مین پُرانی عداوت پھر زندہ ہو گئی تھی - جھگڑون کے بعد جھگڑے پیدا ہوتے اور سخت خونریزیون کی نوبت آجاتی - اس کی شکایت جب دربار رُوم مین پہنچی تو سماریہ والون کی زیادتی ثابت ہوئی - اور اُس کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہوا کہ

رومی کلکٹر فیلکس

قومانوس نے بے شبہہ اہل سماریہ کی طرف داری کی چنانچہ اس جرم کے پاداش مین وہ معزول کر دیا گیا - اور اس کی جگہ فیلکس نام ایک خوش نصیب غلام ارض یہودا کا کلکٹر مقرر ہوا -

اس غلام کے عہد مین بھی بڑے بڑے ہنگامے ہوے - اور اُسی کے زمانے مین قلاڈیوس قیصر نے دنیا سے رخصت ہو کے تاج قیصری خالی کیا اور

نیرو قیصر روم

مشہور ظالم قیصر نیرو نے تخت قیاصرہ پر قدم رکھا - قلاڈیوس اسرائیلیون کے حق مین بہت اچھا تھا - وہ ہمیشہ اُن کی رعایت کرتا - اور اُن سے مہربانی کے ساتھ پیش آتا - مگر اس کے بعد ایک طرف تو نیرو قیصر ہی کو اسرائیلیون سے کوئی ہمدردی نہ تھی - اور دوسری طرف یہودیون نے اپنی بےعقلی سے اپنی حالت

یہودیون کا باہمی نفاق

آپ خراب کرنا شروع کر دی - خانہ خدا کے منتظمون اور اسرائیلی مقتدا اُن مین خود غرضیان پیدا ہوئین - اور باہمی حسد و نفاق نے مقتدایانِ اُمت کے دو فریق کر دیے - جو ہمیشہ ایک دوسرے کی ضرر رسانی کی فکر مین لگے رہتے - اور خفیہ طریقون سے اپنے دشمنون کو قتل کرا دینے کے شرمناک و بزدلانہ ذرایع کامیابی بھی اکثر استعمال کیے جاتے ایسے بدمعاشون کا ایک چھوٹا گروہ بھی پیدا ہو گیا جو عہد اسلام کے باطنی اسماعیلیون اور اُن کے فدائیون کی طرح اپنے سرغناؤن کا اشارہ پاتے ہی حریفون کو چھپ کے قتل کر ڈالتے -

قیساریہ مین یہودیون پر ظلم

شہر قیساریہ جو ارض یہودا مین رومیون کا بڑا مرکز تھا وہان بھی رومیون اور یہودیون کے تعلقات بہت ہی نازک ہو گئے - اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ شہر مین رہنے کے مساوی حقوق بھی یہودیون سے چھین لیے گئے اور جب نیرو کے دربار مین یہود نے اس کی فریاد کی تو اُس نے خود اپنی قوم کی طرفداری مین بجاے انصاف کرنے کے یہودیون کو اور زیادہ ذلیل کیا -

فسطوس اور البانیوس کلکٹر

نیرو نے فسطوس نام ایک شخص کو اس ملک کا کلکٹر مقرر کیا تھا - وہ چند ہی روز حکومت کر کے مر گیا اور اُس کی جگہ ایک نہایت

سخت گیر رومی جس کا نام البانیوس تھا حاکم ارض یہودا مقرر ہوا۔ یہ ملک اب زیادہ تر ارض فلسطین کے نام سے مشہور تھا۔ البانیوس نے سنہ ۵ قبل محمدؐ یعنی سنہ ۶۲ء مین یہود پر ایسے سخت محاصل بڑھا دیے کہ سارا ملک مفلس و تباہ ہو گیا۔ اور لطف یہ کہ یہود کا امام بھی البانیوس سے ملا ہوا تھا۔ اور اُن سخت گیری کی تمام کارروائیون مین یک تھا۔ اُس نے اپنی ساری قوم کو نقصان پہونچا کے فقط اس قدر فائدہ اُٹھایا کہ سب کو مفلس کر کے اپنا گھر دولت سے بھر لیا۔ اگرپا کا بیٹا اگرپا دوم اِن دنوں بارُم کی جانب سے یہودیون کا سردار بنایا گیا تھا۔ اگرچہ وہ باپ کی طرح بادشاہ اور ملک کے سیاہ و سفید کا مالک نہ تھا مگر خانۂ خدا کی تولیت اور یہود کے امام کا عزل و نصب اُسی کے اختیار مین تھا۔ نوجوان اگرپا نے ان سختیون کے روکنے کی بہت کوشش کی اور یہ بھی چاہا کہ بدباطن امام قوم کو معزول کر دے۔ مگر البانیوس اُس کا طرفدار تھا۔ اور اُس کے خلاف کارروائی چل نہ سکتی تھی۔

البانیوس کے مظالم

بیت المقدس والون پر مظالم ہو رہے تھے کہ سنہ ۵ قبل محمد آیا اور یکایک کسی غیر معمولی انقلاب کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ خوف دلانے والی نشانیان جو تباہی اور ادبار کے پیشتر ہر جگہ نظر آیا کی ہین۔ بیت المقدس والون کو بھی دکھائی دینے لگین۔ ممکن ہو کہ ان باتون مین یہود کی ضعیف الاعتقادی کو بہت کچھ دخل ہو۔ مگر اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ کسی قدرتی اثر نے خود اُن کے دل کو تباہی کا اس درجہ یقین دلا دیا تھا کہ جدھر نظر اُٹھا کے دیکھتے نحوست ہی نحوست کا سامان دکھائی دیتا تھا۔ آسمان پر ایک تارہ تلوار کی وضع مین نمایان ہوا جس کی نوک شہر بیت المقدس کی طرف جھکی رہتی تھی۔ ایک تیز روشنی جس نے

تباہی کے غیر معمولی آثار

رات کو دن بنا کے دکھا دیا خاص خانۂ خدا کی قربان گاہ پر چمکی۔ حرم کا اندرونی پھاٹک جس کو بیس آدمی زور لگا کے بند کر سکتے تھے خود بخود کھل گیا۔ اور زد زدہ اسرائیلیوں کو غروب آفتاب سے پہلے تباہی رتھیں اور سواروں کے پرے آسمان پر اُڑتے اور دوڑتے نظر آئے۔ اس کے بعد مسجد اقصیٰ کے اندر سے ایک بہت زور کی آواز میں یہ الفاظ سُنے گئے کہ "آؤ اب یہاں سے چلیں!" جس کے سنتے ہی یہود کو یقین ہو گیا کہ خداوند ذوالجلال والاکرام نے اُن کے معبد کا ساتھ چھوڑ دیا۔

ایک صاحب باطن اسرائیلی مجذوب | سب سے زیادہ عجیب و غریب یہ واقعہ پیش آیا

اناوس نام ایک دہقانی یہودی کا نوجوان بیٹا جو عیسیٰ کے نام سے مشہور تھا مجذوبوں کی شان سے گھر چھوڑ کے نکلا اور یکایک خانۂ خدا میں آ کے زور سے چلایا "ایک صدا مشرق سے! ایک صدا مغرب سے۔ ایک صدا چاروں طرف کی فضا سے! ایک صدا یروشلیم اور معبد کے خلاف! ایک صدا دولھوں اور دلھنوں کے خلاف! ایک صدا تمام لوگوں کے خلاف!" حرم میں یہ صدا بلند کر کے وہ باہر نکلا اور بیت المقدس کی سڑکوں میں پھرنے لگا۔ مگر قدم قدم پر ٹھہر کے یہی صدا لگاتا اور آگے بڑھتا تھا۔ اُس کی حالت یہ تھی کہ گویا کسی بات کی فکر نہ تھی۔ نہ کسی سے بولتا چالتا۔ نہ کسی سے کچھ مانگتا۔ کوئی کچھ کھانے کو دیدیتا تو کھا لیتا۔ ورنہ اس کی بھی پروا نہ تھی دینے والوں کا شکریہ بھی نہ ادا کرتا۔ عیدوں اور تقریبوں کے

ع ان واقعات کو عقیدت کیش مسیحیوں نے زیادہ زور دے کے چمکایا ہے جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کے بعد یا آپ کے ساتھ بدسلوکی ہونے کے باعث خدا نے مسجد اقصیٰ کو چھوڑ دیا۔ اور اُس کی عظمت منسوخ ہو گئی۔ حالانکہ حضرت مسیح نے ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ بخلاف اس کے یہ ارشاد کیا تھا کہ میں شریعت موسوی اور ملت اسرائیلی کے کسی حکم کے منسوخ کرنے کو نہیں آیا ہوں۔

موقعوں پر یا جہاں لوگوں کا زیادہ مجمع ہوتا سب کے پہلے پہونچتا اور مجنونوں کی طرح وہی صدا لگاتا - اکثر اوقات اُس کی زبان سے یہ جملہ بھی نکلتا "غم! اور غم! شہر کے لیے اور خانۂ خدا کے لیے!" لوگوں نے اُسے پکڑ کے بہت مارا پیٹا مگر اُس نے اصلی بالکل پروانہ کی - آخر لوگ اُسے رومی حاکم البائنوس کے سامنے پکڑ لے گئے - اور بہ صدور رومی افسر کے حکم سے وہ کوڑوں سے پیٹا گیا - کھال پھٹ گئی - گوشت اُدھڑ کے گر گیا - سفید سفید ہڈیاں نظر آنے لگیں - مگر اُس نے آہ تک نہ کی - اور ہر ضرب پر یہی کہے جاتا تھا کہ "غم! اور غم! شہر کے لیے - اور خانۂ خدا کے لیے!" آخر مجبور ہو کے چھوڑ دیا - غرض یہ نوجوان مجذوب بیٹی برابر چار سال تک یہی صدائیں لگاتا رہا - یہاں تک کہ بیت المقدس کا محاصرہ شروع ہو گیا - طیطوس کی فوجیں حرم کے گرد آ کے اُتریں - چاروں طرف رومی منجنیق لگا دیے گئے - اور اُن کا ایک پتھر خود اِس نوجوان پر پڑا - جس کے ساتھ ہی اُس نے نعرہ بلند کیا - کہ "غم! اور غم! خود میرے واسطے!" اتنا کہا اور گر کے مر گیا - جو چند دبے اور ڈرے ہوئے مسیحی شہر کے اندر تھے وہ حضرت مسیح کی پیشین گوئی کا وقت سمجھ کے باہر چلے گئے - اور پلا نام ایک گاؤں میں جا کے سکونت پذیر ہوئے -

قیساریہ سے فساد کی ابتدا | آخر عام تباہی اور ہلاکت کا وقت آ گیا - اور فساد کی ابتدا قیساریہ سے شروع ہوئی جس میں خود یہودی بادشاہ ہیروڈ نے اپنی پولیٹکل مصلحت سے رومیوں اور بت پرستوں کو آباد کیا تھا - قیساریہ میں یہودیوں کا ایک یعنی عبادت خانہ تھا - اور اُس کے قریب ایک اُفتادہ زمین تھی - اُس زمین کا مالک کوئی رومی شخص تھا - یہودی چاہتے تھے کہ اُسے خرید کے اپنے معبد میں شامل کر لیں - مگر بت پرست اور متعصب مالک زمین نے دینے سے قطعی انکار کر دیا - بلکہ اُلٹے یہود کے چھیڑنے کے لیے اُس پہ چند دلیل قسم کی

دُکانین بنانا شروع کردین۔ اور کوشش کی کہ یہودیون کا معبد شاہراہ عام سے دُور ہو جائے۔ اِن دنون ارض یہودا کا کلکٹر فلوروس تھا۔ عمائد یہود نے بہت سا روپیہ فراہم کرکے اُس کی نذر کیا۔ اور التجا کی کہ ان دُکانون کی تعمیر کو رُکوا دیجیے۔ اُس نے روپیہ تو لے لیا۔ مگر جب وعدہ پورا کرنے کا وقت آیا۔ تو شہر سے نکل کے کسی اور جگہ چلا گیا۔ شاید یہودی اُس کی اس بدعہدی کو بھی صبر و تحمل کے ساتھ گوارا کر لیتے۔ مگر قیامت یہ ہوئی کہ دوسرے دن یوم السبت تھا۔ اور ایک یہودی ہنڈیا ہی کا ظرف رکھ کے اس مین چڑیون کی قربانی کرنے لگا تو رومیون نے اُس پر آوازہ کسا کہ ”معلوم ہوتا ہے قبائل اسرائیل کوڑھی ہو کے مصر سے نکلے تھے۔“ ان دنون یہودیون مین چڑیون کی قربانی کوڑھیون کے لیے مخصوص تھی۔ یہ طعنہ سن کے یہودیون مین ضبط کی تاب نہ رہی۔ طیش مین آ کے [illegible] بلا تامل رومیون پر حملہ کر دیا۔ رومیون کی طرف سے یہ چھیڑ جان بوجھ کے کی گئی تھی۔ لڑنے کو تیار بیٹھے تھے۔ سخت لڑائی ہوئی۔ مگر قواعدان رُومیون کے مقابلے مین یہودی رعایا کی کیا اصل و حقیقت تھی؟ شکست ہوئی۔ مجبور ہو کے اُنھون نے تورۃ کا ایک نسخہ جو شہر مین تھا لے لیا اور قیساریہ کے پھاٹکون سے نکل کے چلے گئے۔ اِن مفرور یہودیون کا سرغنا اپنی قوم کے دس معزز آدمیون کے ساتھ فلوروس کے پاس گیا جو قیساریہ مین تھا۔ یہود کے اِن وکیلون نے بہ عجز و الحاح اُس سے مدد مانگی۔ اور اپنی رشوت کا روپیہ یاد دلایا۔ مگر فلوروس نے رحم کی جگہ یہ کارروائی کی کہ اُن سب کو قید کر لیا۔

فلوروس کلکٹر

یہ خبر جب بیت المقدس مین پہونچی تو لوگون مین بڑا جوش و خروش پیدا ہو گیا اور لوگ مارے غصے کے آپے سے باہر ہونے لگے۔ یہی بات

فلوروس چاہتا ہی تھا۔ اُس نے سُنا تھا کہ حرم مسجد اقصیٰ مین بے انتہا دولت جمع ہی۔

فلوروس خزانہ حرم لوٹنا چاہتا ہے

اور چاہتا تھا کہ کسی طرح یہودیون مین برہمی پیدا کر کے فوج کشی اور قتل وغارت کا بہانہ پیدا کرے۔ اس وقت موقع دیکھ کے یہودیون کو اور زیادہ مشتعل و برافروختہ کرنے کے لیے وہان حکم بھیجا کہ "شاہی ضرورت کے لیے حرم اقدس کے خزانے سے ایک معتدبہ رقم ادا کی جائے" یہ سننا تھا کہ یہودیون مین شور مچ گیا۔ سخت ہنگامہ برپا ہوگیا۔ اور پُرجوش اسرائیلیون کے گروہ ہر طرف سے سمٹ کے حرم کے گرد جمع ہوگئے۔ اور غل مچانے لگے۔ فلوروس کا نام ہر ایک کی زبان پر تھا۔ اور حقارت و توہین کا کوئی کلمہ نہ تھا جو اُٹھ رہا ہو۔ اسی اثنا مین بعض منچلے نوجوانان یہود نے مسخرہ پن سے ایک ٹوکری ہاتھ مین لے لی۔ اور ایک ایک کے سامنے جا کے کہنے لگے "محتاج وفلاکت زدہ فقیر فلوروس کے لیے کچھ خیرات دو"

بیت المقدس پر اُس کا حملہ

اپنی اس توہین کی خبر سُن کے فلوروس آگ بگولا ہوگیا۔ اور جلدی مین جتنی فوج فراہم ہوسکی ساتھ لے کے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ مگر یہان آ کے دیکھا تو اپنی اُمید و آرزو کے خلاف لوگون کو اظہار اطاعت اور صلح جوئی کے لیے تیار پایا۔ بیت المقدس والون نے نہایت ہی عاجزی و گرم جوشی سے اُس کا اور اُس کی فوج کا استقبال کیا۔ فلوروس نے ان خوشامدون کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا بلکہ کہا "مجھے اپنے نام کی بے عزتی ہرگز نہین گوارا ہوسکتی" یہ کہہ کے اپنے ایک افسر کا پی ٹو کو پچاس سوارون کے ساتھ آگے بڑھایا۔ اور یہودیون کو حکم دیا کہ منتشر ہوجائین۔ سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور اپنے اپنے گھرون مین جا کے بیٹھ رہے۔ اگرچہ رات بھی خوف و دہشت سے کانپتے ہی گذری۔ فلوروس میدان صاف دیکھ کے

اُس کے مظالم | قصر شاہی مین ٹھہرا۔ اور صبح کو تحقیقات شروع کی۔ اسرائیلیون کا امام اور مجلس صنہادرین کے ارکان بُلائے گئے اور اُن کو حکم ہوا کہ جن جن لوگون نے فلوروس کے نام کی توہین کی ہو اُن کو فوراً حاضر کرین۔ ان لوگون نے ادب و عاجزی سے عرض کیا کہ "ساری قوم اطاعت و فرمان برداری کو حاضر ہے۔ ہر جگہ امن و امان قائم ہے۔ اور اگر کسی قسم کی گستاخی ہوئی ہو تو آپ اُسے معاف کرین اور اگر چند پُرجوش نوجوان نے حضور والی کی شان مین کچھ کہا تھا تو اُن کا پتہ لگانا غیر ممکن ہے۔ نہ کوئی خود اپنی زبان سے اپنے آپ کو ملزم بتائیگا اور نہ کسی کو خبر ہے کہ اُس جوش کے عالم مین کس کی زبان سے کیا نکلا تھا"۔ اس جواب پر فلوروس آپے سے باہر ہو گیا۔ اور فوج کو حکم دیدیا کہ "بلندی کے حصۂ شہر کو لوٹ لین۔ اور جو مزاحم ہو بلا تامل قتل کیا جائے۔ اُس کی زبان سے نکلتے ہی اس حکم کی تعمیل شروع ہو گئی۔ بہت سے آدمی قتل ہو گئے۔ اکثر بدحواسی مین بھاگتے ہوئے بھیڑ کے اندر کچل کے مر گئے۔ اور آخر پناہ گزینون کی ایک بڑی بھاری جماعت اسیر کر کے فلوروس کے سامنے لائی گئی۔ اُن مین سے بعض سولی پر لٹکا دیے گئے۔ اور بعض پر کوڑے پڑے۔ غرض اُس دن تین ہزار چھ سو بے گناہ نذر اجل ہوے جن مین عورتین بھی تھین اور معصوم بچے بھی تھے۔

اگرپا مصر گیا ہوا تھا۔ اُس کی خوبصورت اور نازک اندام بہن برنیقہ موجود تھی جس نے اپنی قوم کی ہمدردی مین فلوروس کی بہت خوشامد کی۔ مگر شنوائی نہ ہوئی۔ دوسرے دن دو رومی رسالے | خزانۂ حرم لوٹنے کی کوشش

بیت المقدس مین آ رہے تھے۔ اُن کے استقبال کے لیے فلوروس کے حکم کے مطابق یہودی بڑے جوش و خروش سے اور نہایت ہی عمدہ جلوس کے ساتھ

شہر کے باہر نکلے - مگر اُن سواروں نے ظالم رومی حکمران کی ہدایت کے مطابق
اس خیر مقدم کا یہ جواب دیا کہ وہیں سے ان کو مارنا پیٹنا اور اپنے گھوڑوں کے
نیچے روندنا شروع کر دیا - اسی طرح بیگناہوں کو ذلیل و خوار کرتے وہ شہر میں
داخل ہوئے - اور ارادہ کیا کہ سیدھے مسجد اقصیٰ پر جا چڑھیں - اور چونکہ آپس میں
کھد بد تھی اس لیے اُن لوگوں کے بڑھتے ہی خود فلوروس بھی اپنی فوج کو
لے کے دوسری طرف سے چڑھ دوڑا - لیکن ایک طرف تو شہر ایسا پیچیدہ تھا
اور دوسری طرف یہود کے جوش مذہبی نے اُن کو ایسی جانبازی پر آمادہ

اور ناکامی

کر دیا کہ کسی طرح کامیابی نہ ہوئی - اول تو ہر گلی کوچے میں اسرائیلیوں
کی بھیڑ لگی ہوئی تھی جو نہ مارنے سے ہٹتے تھے اور نہ اُن میں سے ہو کے گذرنا
ممکن تھا - دوسری طرف یہودیوں کی اُس جماعت نے جو حرم کے اندر تھی
وہ تمام برآمدے اور پل توڑ کے گرا دیے جن پر سے ہو کے خانۂ خدا میں دشمنوں
کی فوج داخل ہو سکتی تھی - یہ حالت دیکھ کے فلوروس کو یاس ہو گئی کہ بیت المقدس
کا خزانہ نہیں مل سکتا - مجبوراً یہودیوں سے امن و امان اور اطاعت و فرمانبرداری
کا عہد لیا اور قیساریہ کو واپس چلا گیا -

گورنر شام کے دربار میں فریاد

قیساریہ میں پہنچتے ہی فلوروس نے رومی گورنر شام
قسطیوس غالوس کو یہودیوں کی سرکشی و سرتابی کا حال لکھا - اور کوشش کی
کہ دولت روم کو بیت المقدس کی بیخ کنی پر آمادہ کر دے - لیکن ادھر سے
یہود کے وکلا بھی فلوروس کی شکایت لیے اور اپنی مظلومی کا قصہ سناتے
ہوئے اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور جوابدہی میں اپنے عذرات پیش
کیے - اُس رحم دل اور منصف مزاج رومی سردار نے تحقیقات کے لیے خود

اُس کا نائب بیت المقدس میں

بیت المقدس کا سفر کیا بلکہ پہلے تحقیقات کے لیے

نیو پولی طانوس نام ایک افسر کو روانہ کیا - وہ راستہ ہی مین تھا کہ اگرپا بھی اہملاجو مصر سے واپس آرہا تھا مسجد اقصیٰ کا حرم ہنوز سات آٹھ میل کے فاصلے پر تھا کہ رومیون کو عجب جگر خراش منظر نظر آیا - اور ہوا یہ کہ اُن لوگون کی آمد سنتے ہی ہزارہا مظلوم یہودی جن مین مقتولون کی بیوائین اور بچے بھی شامل تھے روتے پیٹتے اور خاک اُڑاتے ہوے اُن کے سامنے آئے - اور آہ وزاری

یہود کے ساتھ اُس کی ہمدردی

کے ساتھ فریاد کرنے لگے - اُن کی حالت دیکھ کے رومی افسر کا دل بھر آیا اُس نے دلدہی و تشفی کی - اور تالیف - قلوب کے لیے خود مسجد اقصیٰ مین حاضر ہو کے نذر چڑھائی - اور لوگون کی خموشی اور امن وامان سے رہنے کی ہدایت کر کے واپس گیا -

اگرپا کی صلح جو پالسی

اگرپا کے ہاتھ مین گو کہ ارض یہودا کی حکومت نہ تھی مگر درحقیقت اُن کا قومی بادشاہ وہی تھا جس کے حکم سے وہ بہت کم سرتابی کرتے تھے - اور وہ بھی ہر نیک و بد مین انھین نیک نیتی سے مشورہ دیا کرتا تھا - رومی افسر کے چلے جانے کے بعد اُس نے سب یہودیون کو اپنے سامنے بلایا - اور زمانہ شناسی کا سبق دینے کی کوشش کی - یہ ایک بہت ہی پُر جوش قومی جلسہ تھا - جس مین قوم کی اپیل خود قوم کے سامنے کی گئی تھی - اس مجمع مین یہودی عورتین بھی شریک تھین - جن مین خاص اسرائیلیہ شہزادی اگرپا کی بہن برنیقہ بھی بال کھولے اور مظلومی کی صورت بنائے کھڑی تھی - اگرپا نے قوم کے سامنے ایک پُر زور تقریر کی جس مین بتایا کہ قیصر کی مخالفت مین کیسے کیسے خطرے ہین - رومیون کا دبانا آسان نہین ہے اُن کے جبروت کے سامنے - یونان جرمن گال (فرانس) افریقہ اور ایشیا کی زبردست سے زبردست قومون کی بے دست و پائی ظاہر کی - اور آخر مین کہا "ان ناتجربہ کاری کی سرکشیون

اور بے سود آزادیون کے انجام مین سخت خونریزی کا خوف اور ہیکل ربانی کے کھدجانے کا اندیشہ ہی" یہ خیال ظاہر کرتے ہی وہ آنکھون مین آنسو بھر لایا - اور شہزادی چلا چلا کے رونے لگی۔ مگر یہود نے چارون طرف سے شور کرکے کہا ہم رومیون کے مقابلے مین ہتھیار نہین اٹھاتے ہین - ہم تو فقط فلورس کے شر سے بچنا چاہتے ہین" اس کے جواب مین اگرپا نے کہا "مگر محصول ادا کرنے سے انکار کرنا اور شاہی قصر اور معبد الٰہی کے درمیانی عمارت کھود ڈالنا - اس کے معنی یہی سمجھے جائین گے کہ دولت روم کے مقابلے مین بغاوت کی گئی" اس کے بعد اس عاقبت اندیش یہودی اسٹیفن نے بتایا "مصلحت اسی مین ہے کہ شاہی محاصل ادا کر دیے جائین - اور یہ عمارتین پھر تعمیر کر دی جائین تاکہ قصر و معبد کے تعلقات بدستور قائم رہین" اس راے کو سب نے پسند کیا" تعمیر کا کام اسی وقت شروع ہو گیا - اور خود اگرپا اور اس کی بہن دونون تعمیر مین شریک ہوئے -

خود اگرپا کی توہین | اس کے بعد شامت اعمال سے اگرپا نے اس امر کی کوشش کرنا چاہی کہ اپنی قوم کے خیالات کو فلورس کی طرف سے صاف کرے - مگر اس ظالم رومی سردار کا نام آتے ہی یہودی اس قدر آپے سے باہر ہوے کہ خود اگرپا کی توہین شروع کر دی - چارون طرف سے اس پر پتھر برسنے لگے - اور اسے حکم دیا گیا کہ اسی وقت یہ مقدس شہر چھوڑ کے چلا جائے - اگرپا نے اپنی بے عزتی کا بھی چندان خیال نہ کیا - اور قوم کی تباہی اور معبد الٰہی کی توہین کا اسے اس قدر اندیشہ تھا کہ جس طرح بنا چند عمائد شہر کو فلورس کے پاس بھیجا کہ محاصل وصول کرنے کے لیے کسی کو جلدی بھیجیے - بس اتنی ہی کارروائی کر کے وہ ناسپاس قوم کے حلقے سے نکل کے چلا گیا - اور اس کے جاتے ہی شہر مین

علانیہ طور پر لڑائی کی تیاریاں ہونے لگیں۔

باب پانزدہم

رومیون کی فوج کشی۔ اور ارض جلیل کی حمایت مین یوسفوس کے کارنامے

باغیون کا سرغنا ایلیزر۔ اگریپا نے پھر اصلاح کی کوشش کی۔ باغیون کی فتح۔ سارے شہر پہ باغیون کا قبضہ۔ قیساریہ کے یہود پر علانیہ ظلم۔ ہر جگہ یہودی قتل ہونے لگے۔ اُن کا جوش۔ شمعون کی عبرتناک سرگذشت۔ اسکندریہ کی حالت۔ بیت المقدس پر غالیوس کا حملہ۔ لڑائی اور رومیون کی شرمناک شکست۔ اس مہم کے لیے وس پےسین کا انتخاب۔ بیت المقدس کی حالت۔ یوسف اور انانوس۔ یوسفوس حاکم جلیل۔ اُس کی تاریخ۔ مقابلے کے لیے اُس کی تیاریان بیت المقدس مین اُس کے خلاف سازش۔ وس پےسین آ پہونچا۔ اُس کی پہلی اقبالمندیان۔ وس پےسین ارض جلیل مین۔ قلعۂ جوتاپتا۔ وس پےسین کا اُس پر حملہ۔ یوسفوس کی مستعدی و ہوشیاری۔ فصیل کے گرد فصیل اور اُس کا توڑ۔ پانی حاصل کرنے کی تدبیرین۔ یوسفوس کی پُرجوش تقریر۔ رومیون کے دانت کھٹے کر دیے۔ قلعے پر سنگباری۔ یوسفوس نے منجنیقین غارت کر دین۔ خود وس پےسین زخمی ہوا۔ قلعے کی دیوار شق ہو گئی۔ سنگباری کے دہشتناک نتیجے۔ سخت معرکہ۔ یوسفوس کے نئے نئے تدابیر۔ رومیون کے غلبے کی ابتدا۔ اور اُن کی پوری فتح۔ قتل عام۔ رومی سردار۔ انطونیوس کا قتل۔ یوسفوس کی کمین گاہ۔ اُس کا سراغ لگنا۔ اُسے امان دی گئی۔ جان دینے مین یہودیون کا جوش۔ یوسفوس کا باہر آنا۔ وہ فوجی افسر سے پیغمبر بن گیا۔ اُسکی پیشین گوئی۔

جولیس کے زمانے سے معمول چلا آتا تھا کہ قیاصرۂ رُوم کی طرف

باغیون کا سرغنا ایلیزر	بیت المقدس مین حرم مسجد اقصیٰ کی قربان گاہ پر

قربانیان چڑھائی جائین - ایلیزر نام ایک شخص ان دنون عام اہل شہر پر بڑا اثر رکھتا تھا- اور سپہ سالاری کا دعویدار تھا- وہ رومیون کی مخالفت مین اس رسم کے اُٹھا دینے پر آمادہ ہو گیا- صاحب رائے اسرائیلیون نے بہت سمجھایا مگر کسی کی پیش نہ گئی- اس پر بھی شمعون نے جو صلح جو گروہ یہود کا سردار تھا- فلورس اور اگرپا کے پاس پیام بھیجا کہ جلدی آیئے ورنہ خانۂ خدا کا خاتمہ ہو جائے گا- اس درخواست کی طرف فلورس نے تو توجہ بھی نہ کی- اس لیے کہ وہ یہود مین جوش بغاوت کو بڑھانا اور اُن کی تباہی کا تماشا دیکھنا چاہتا تھا- مگر اگرپا قوم کی محبت کے جوش سے مجبور تھا- پھر ہمدردی پر آمادہ ہوا- اور بیرونی لٹیرون یعنی ایلیزر کے گروہ کے دبانے

اگرپا نے پھر اصلاح کی کوشش کی

کے لیے تین ہزار سوار بھیجدیے- مگر یہ فوج جب تک پہونچے پہونچے باغیون کا گروہ شہر پر قبضہ کر چکا تھا- اس کے بعد وہ سوار جو آگے پہونچے تو شہر مین علانیہ خونریزی ہونے لگی- اکثر اوقات گلی کوچون مین سخت لڑائی ہوئی مسلسل سات روز تک یہ

باغیون کی فتح

حالت رہی کہ شہر مقدس مین کسی جگہ امن و امان نہ تھا- آخر اگرپا کی فوج کو باغیون نے پسپا کر دیا جس کے ساتھ ہی تاخت و تاراج کا بازار گرم ہو گیا- خود اگرپا اور اُس کے عزیزون کے محلون مین آگ لگا دی گئی- دوسرے دن انطونیا کے قلعے پر حملہ ہوا جس مین رومی سپاہیون کا ایک دستہ موجود رہا کرتا تھا- دو دن کے متواتر حملون کے بعد ایلیزر کے لوگون نے اُس کو بھی فتح کر لیا- رومی سپاہی قتل کیے گئے- اور قلعے کی عمارت مین آگ لگا دی گئی-

سارے شہر پر باغیون کا قبضہ

بہر تقدیر سخت خونریزی کے بعد پورے شہر پر

باغیوں کا تسلط ہو گیا۔ رُومی سپاہی اور اگرپا کے طرفدار علی العموم مارے گئے اور جو زندہ بچے وہ شہر سے نکال دیے گئے۔ خود ان باغیوں میں بھی باہم جھگڑے پیدا ہوئے۔ مگر آخر میں ایلیعزر ہی سب پر غالب آیا اور اطمینان سے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

قیساریہ کے یہود پر علانیہ ظلم

اِدھر خاص شہر بیت المقدس اور قوم یہود کے اصلی مرکز میں تو یہ بدامنی پھیلی ہوئی تھی اُدھر قیساریہ میں یہود کی اس عام اور علانیہ بغاوت کی خبر پہونچی تو وہاں کی رُومی رعایا کو جو اختلاف مذہب اور قومی تعصبات کے باعث پہلے ہی سے اسرائیلیوں کے خون کی پیاسی ہو رہی تھی انتقام لینے یا دلی بخارات نکالنے کا پورا موقع ہاتھ آ گیا۔ اُن لوگوں نے خیال کیا کہ اب یہودی علانیہ سلطنت کے باغی ہو رہے ہیں اس لیے اُن پر جو ظلم و زیادتی کی جائے حکام اون کی نظر میں جرم نہ سمجھی جائے گی۔ فوراً رُومی بُت پرست ہر طرف سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بلا استثناء و امتیاز یہود پر تلواریں بلند کر دیں۔ اتنا بڑا قتل عظیم ہوا کہ کہتے ہیں فقط ایک گھنٹے کے اندر بیس ہزار یہودی جان سے مارے گئے۔ اور جو جان بچا کے بھاگے اُن کو فلورس نے پکڑ لیا۔

ہر جگہ یہودی قتل ہونے لگے

قیساریہ کے اس قتل عام نے تمام ارض یہود ا بلکہ سارے مصر و شام میں بھی جہاں جہاں یہودی آباد تھے ہر جگہ آگ لگا دی۔ ایک طرف تو اس خبر کے مشہور ہوتے ہی بیت المقدس کے یہودیوں کا جوش بغاوت دوچند ہو گیا۔ دوسری طرف ہر شہر اور ہر قریے کے لوگ اسی وحشیانہ کام کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے جس کا آغاز قیساریہ میں ہوا تھا۔ غرض اب کوئی جگہ نہ تھی جہاں اسرائیلیوں کا قتل عام نہ ہو رہا ہو۔ اور اُن کے گھروں میں آگ

نہ لگائی جاتی ہو۔ اور چونکہ یہ قومی معاملہ تھا اس لیے یہودی بھی کسی جگہ بے لڑے بھڑے اور بغیر اس کے کہ بہتون کو میدان مین گرا نہ لیا ہو پسپا نہ ہوے۔ اس جور و تشدد اور بے پرسش قتل و جور سے چھوٹے چھوٹے گاؤن بھی محفوظ نہ تھے سارے ملک شام مین ہر قطعہ زمین پر یہ حالت تھی کہ طلوع آفتاب سے غروب تک سارا وقت خونریزی مین گذرتا۔ اور رات خوف و دہشت مین کٹتی۔ رومیون نے بالاتفاق دل مین ٹھان لی تھی کہ سارے اسرائیلی قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دین۔ اور سڑکین اور گلیان یہودی زن و مرد اور بوڑھون بچون کی لاشون سے پٹی پڑی تھین۔

اُن کا جوش | مگر یہودی بھی بلا کے ہٹیلے تھے۔ ہر طرح کے صدمے اُٹھائے۔ دوستون اور عزیزون کو اپنے سامنے تڑپ تڑپ کے جان دیتے دیکھا۔ مگر یہ ذلت گوارا نہ کی کہ دستون کے سامنے دب کے سر جھکا دین۔ اُن کے بہادرون نے دل مین ٹھان لی تھی کہ ہم سب مر مٹین گے۔ اور جہان تک بنے گا مار کے مرین گے۔ مقام سی تھوپولی کے رہنے والے ایک یہودی شمعون نے اس قومی مظلومی عام کے زمانے مین ایسا کام کیا کہ اُس کا واقعہ آجتک حیرت و عبرت کی نگاہون سے دیکھا جاتا ہی۔ وہ اپنے ہم وطنون کے مقابلے مین

شمعون کی عبرتناک سرگزشت | بڑی شجاعت سے لڑا تھا صدہا آدمیون کو اپنے ہاتھ سے تہ تیغ کیا۔ بڑی بڑی جماعتون کو تن تنہا شکستین دین۔ مگر انجام مین جب اپنا قومی ادبار قریب نظر آنے لگا۔ اور ایک ہی رات مین شہر کی چار دیواری کے اندر تیرہ ہزار یہودی قتل ہو چکے تو اُس نے جوش مین آکے اپنے تمام قریب کے عزیزون کو جمع کیا۔ جب سب آگئے تو پہلے اپنے باپ کو بڑھاپے کے سفید بال پکڑ کے کھینچا۔ اور تلوار سے اُس کا سر اُڑا دیا

حسرت زدہ مان نے خود ہی دوڑ کے اپنا برہنہ سینہ اُس کے خنجر پر رکھدیا۔ مان باپ کے بعد اُس نے اپنی بی بی بچون کو قتل کیا۔ پھر اُن سب کی لاشون کا تودہ بنا کے اُس پر کھڑا ہوا اور چلا کے کہا "ذلیل دشمنو! یہ نہین ہو سکتا کہ مین شمعون (خود آپ) کے ایسے بہادر شریف کے قتل پر تم کو لاف زنی اور فخر کرنے کا موقع دون!" اتنا کہا اور اُسی تلوار سے جس نے مان باپ اور جورو بچون کی زندگی تمام کی تھی خود اپنا سینہ بھی چاک کر ڈالا۔

اسکندریہ کی حالت

اسکندریہ کا ظلم و جور سب جگہ سے بڑھا ہوا تھا۔ وہان صبح کے آفتاب نے زمانے کے سامنے ایک خون آلود ہرم (پیرامیڈ) بنا کے کھڑا کر دیا۔ جو پچاس ہزار زن و مرد کی لاشون سے بنا تھا۔

ساری ارض یہود مین ایسا قتل عام ہو رہا تھا اور شہرت تھی کہ بیت المقدس

بیت المقدس پر غالیوس کا حملہ

مین مقابلے کی تیاریان ہو رہی ہین۔ آخر رومی افسر غالیوس دس ہزار رومیون اور تیرہ ہزار دیگر اقوام کی سپاہ لے کے بیت المقدس کے مغلوب کرنے کو روانہ ہوا۔ یہودیون کا برائے نام سردار اگرپا بھی اُس کے ہمراہ رکاب تھا۔ یہ لوگ اس کوشش مین تھے کہ ڈرا دھمکا کے یا سمجھا بجھا کے جس طرح بنے بغیر خونریزی کیے یہودیون کو مغلوب اور بیت المقدس کو سر کرین۔ مگر اُس مقدس شہر مین یہ حالت ہو رہی تھی کہ صلح جُو اور امن دوست لوگ مجرم قرار پا کے خانہ نشین ہو گئے تھے۔ اور خانۂ خدا پر دہقانی لوٹیرون کا تسلط تھا جن کا سردار ایلیزر صلح کے نام سے بھی بر افروختہ ہوتا تھا۔ لہذا غالیوس کی طرف سے صلح کی جو کارروائی ہوئی اُسے اُنھون نے ذلت و حقارت سے مسترد کر دیا۔

لڑائی اور رومیون کی شرمناک شکست

آخر لڑائی شروع ہو گئی۔ پہلے تو رومی برابر

بڑھتے چلے گئے - بلکہ ایک حصۂ شہر کی فتح بھی کر دیا - لیکن انجام مین میدان یہودیون کے ہاتھ رہا - اور رُومی لشکر پسپا ہو کے بھاگا - رُومی ترتیب اور باضابطگی کے ساتھ تھوڑی ہی دُور تک واپس جانے پائے تھے کہ ناگہان اطراف و جوانب کے اسرائیلیون کے ایک بیحد و بے پایان گروہ نے دریاے مواج کی طرح بڑھ کے چارون سے گھیر لیا - اُن کا زور و شور اور جوش و خروش دیکھ کے شاہی لشکر خیمہ و خرگاہ اور سارا سامان جنگ چھوڑ کے نہایت ہی بدحواسی اور بے ترتیبی سے بھاگا - اور یہود نے تعاقب کیا - اور رُومی فوج کا زیادہ حصہ تعاقب کرنے والون کے ہاتھ سے بھاگنے مین قتل ہو گیا - جرمنی کے جنگلون کی لڑائی کے بعد سے آج تک کبھی رُومیون کو ایسی شرمناک اور فاش شکست نہین نصیب ہوئی تھی - بقیۃ السیف رومی نہایت ہی نادم و دل شکستہ ذلت سے سر جھکائے ہوئے اپنے مستقر مین واپس آئے -

اس شکست کی خبر روم مین پہونچی تو اس قومی بے عزتی کی ندامت پر ساری قوم روم مین ایک غصہ پیدا ہو گیا - اور دوسرے حملے کے لیے بڑے بڑے سامان ہونے لگے - اندنون دولت رُوم کا سب سے بڑا مدبر اور سب سے زیادہ شجاع افسر وس پے سین تھا لہذا وہی اس مہم کے لیے سپہ سالار اعظم منتخب کیا گیا - حکم پاتے ہی اُس نے فوجین فراہم کرنا شروع کر دین - اپنے بیٹے طیطوس کو اس کام کے لیے مصر بھیجا - اور خود دیگر اضلاع کی راہ لی -

اس مہم کے لیے وس پے سین کا انتخاب

بیت المقدس کی حالت

بیت المقدس مین بھی اس فتح کے بعد ایک قومی انقلاب ہو گیا - ایلینیر کا اثر مٹ گیا - اور تمام سربرآوردہ لوگون نے مل کے دو نئے شخصون کو اپنا سردار منتخب کیا - اُن مین سے ایک کا نام یوسف

یوسف اور انانوس | اور دوسرے کا انانوس تھا۔ ان دونوں شخصوں نے جو ایک دوسرے کے دشمن اور شہر کے جدا جدا حصوں پر متصرف تھے اپنی طرف سے والی و حاکم بھیجے۔ اور ہر جگہ قومی جہاد کی آواز بلند کر دی گئی۔ تاکہ ساری قوم ہتھیار اُٹھا کے مرنے کٹنے کو تیار ہو جائے۔

یہودیوں کے اور سب حاکم اور سردار تو معمولی خود غرضیوں اور نفسانیتوں میں مبتلا تھے جن اخلاقی عیوب سے ان دونوں شاذونادر ہی کوئی یہودی بچا ہوگا۔
یوسفوس حاکم جلیل | مگر علاقہ جلیل کا گورنر یوسفوس آخر میں ایک بے عدیل دہما شخص ثابت ہوا۔ یہ جیسا مدبر و منتظم تھا ویسا ہی بہادر و شجاع تھا جیسا اعلیٰ درجے کا سپاہی تھا اُسی درجے کا سپہ سالار بھی تھا۔ یوسفوس بڑا لائق و تجربہ کار شخص تھا۔ اقطار ارض میں سیاحت کر چکا تھا۔ اور زمانے کے نشیب و فراز کو خوب جانتا تھا۔ اگر اُس کے سے چند اور آدمی اسرائیلیوں میں موجود ہوتے تو وہ قیامت خیز نتائج ہرگز ظاہر ہوتے جو انجام میں نمایاں ہوئے۔ اِسی یوسفوس
اُس کی تاریخ | کے قلم کی لکھی ہوئی مفصل تاریخ آج تک ہمارے ہاتھ میں موجود ہے جس میں اُس نے اس عہد کی ہولناک تصویر ہمیں دکھائی ہے۔ اور قوم یہود کے زوال کی ساری داستان من و عن سنا دی ہے۔ اگرچہ یوسفوس اُن لوگوں میں تھا جو صلح و اطاعت کے طرفدار تھے۔ مگر جب ساری قوم اُٹھ کھڑی ہوئی تو اُس نے بھی جان بازی و سرفروشی کا ارادہ کر لیا۔ علاقہ
مقابلے کے لیے اُس کی تیاریاں | جلیل کی حکومت ہاتھ میں لیتے ہی تمام شہروں اور قلعوں کو اُس نے مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ پہلے تو بڑی دشواریوں سے اپنے علاقے میں امن و امان قائم کیا۔ ڈاکوؤں اور لٹیروں کو تاخت و تاراج کے کام سے روک کے قومی فوج میں بھرتی

کرلیا- اس کے بعد فوج کے باضابطہ بنانے کی کوشش شروع کی ایک لاکھ فوج مرتب کی - اُس کے لیے بڑی بڑی دشواریوں سے اسلحہ فراہم کیے اور انھیں مستعدی و سرگرمی سے رومی اصول پر قواعد سکھانا شروع کی- مگر باوجود اُس کی ان بیدار مغزیوں کے بیت المقدس مین اُس کے خلاف سازشون کا سلسلہ کسی طرح موقوف ہونے کو نہ آتا تھا-

بیت المقدس مین اُس کے خلاف سازش

حاسد اُس کی ہر کوشش کو بیکار بتاتے - اور اُس کی ہر خوبی کو عیب بنا کے دکھاتے - یہان تک کہ خود حکمران بیت المقدس نے اُس کی موقوفی کا حکم جاری کردیا- مگر یوسفوس نے قومی گناہ سمجھ کے علاقہ جلیل کی حکومت نہ چھوڑی - اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے اُسے اپنے ہی قوم کے سپاہیون سے لڑنا پڑا پھر اُس کے بعد رومیون سے مقابلے کی نوبت آئی-

رُومی سردار پورے ایک سال تک سامان جنگ فراہم کرتے رہے جس مدت مین سوا یوسفوس کے اور کسی یہودی سردار کو سازشون کے سوا کسی بات کی فکر نہ تھی- آخر خانہ خدا کی تباہی و بربادی کا وقت آگیا ۵۰۶ قبل محمد یعنی ۶۵ مین رومیون کو شکست ہوئی تھی- اُس کے دوسرے برس ۵۰۵ قبل محمد مین موسم بہار شروع ہی ہوا تھا کہ رومی سپہ سالار اعظم وس پے سین شہر انطاکیہ مین آپہونچا- اظہار اطاعت کی غرض سے اگریپا بھی اپنی فوجین لیے ہوے اُس سے جاملا- اب رومی علم کے نیچے ساٹھ ہزار باضابطہ فوج تھی - اور اس کے علاوہ باربرداری اور دیگر انتظامی امور کے لیے عام قسم کے لوگون کی بھی ایک بڑی تعداد تھی-

وس پے سین آپہونچا

وسپیسین نے انطاکیہ سے قدم بڑھایا ہی تھا کہ اقبالمندی قدم چومنے لگی۔

اس کی پہلی اقبالمندیان

اور پہلا علاقہ جسے رومیون نے پامال کرنا شروع کیا علاقۂ جلیل تھا۔ جہان یوسیفوس نے مقابلے کی بڑی بڑی تیاریان کر رکھی تھین۔ مگر رومیون کے سامنے وہ اسب کوششین بیکار نظر آنے لگین اس لیے کہ رعایا خود ہی ٹوٹ ٹوٹ کے رومیون کے سامنے سر جھکانے لگی۔ خود علاقۂ جلیل کے صدر مقام سے یوسیفوس کے مرضی کے خلاف وکلاے رعایا کا ایک وفد وسپیسین کے سامنے حاضر ہوا۔ اور اظہار اطاعت کیا۔ رومی سپہ سالار نے اُن کی درخواست خوشی سے منظور کر لی اور ایک ہزار سوار اور چند ہزار پیادے اُن کے ہمراہ کر دیے کہ انھین اور اُن کے شہر کو سرکش یہودیون کی دست برد سے بچائین۔

وسپیسین ارض جلیل مین

اس کے بعد جب رومیون کو یہ نظر آیا کہ یوسیفوس مقابلے اور مزاحمت کی کوشش کر رہا ہے تو اُنھون نے ارض جلیل کے گاؤن لوٹنا شروع کر دیے۔ اور رعایا کو بلا تامل قتل کرنے لگے۔ جس گاؤن مین رومی سپاہی پہونچے وہان کی ساری رعایا مین سے جو ہتھیار اُٹھانے کے قابل ملا قتل ہوا۔ اور جو زندہ بچے لونڈی غلام بنا لیے گئے۔ یوسیفوس رومیون کی پامردی اور اُن کے قواعد جنگ سے خوب واقف تھا۔ لہذا کھلے میدان مین مقابلہ کرنے کی اُسے جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ ارادہ کیا کہ قلعون اور شہرون مین محصور ہو کے لڑے۔ اسی خیال سے اُس نے تمام گاؤن اور شہرون کی رعایا کو عام حکم دے دیا کہ بھاگ بھاگ کے قلعون مین پناہ گزین ہو جائین۔ اُس کا حکم ہوتے ہی لوگ قلعون مین آ آ کے پناہ لینے لگے۔ اور جنھون نے اس مین ذرا بھی کوتاہی یا تاخیر کی رومیون کے ہاتھ سے مارے گئے۔

قلعۂ جوتاپتا | خود یوسفوس نے اپنے لیے جوتاپتا کا مضبوط اور زبردست قلعہ منتخب کیا جس کا فتح کر لینا زبردست سے زبردست فوجوں کے لیے بھی غیر ممکن نظر آتا تھا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا تھا۔ اور گرد ایسے نامناسب نشیب و فراز تھے کہ اُن کو دیکھنے سے بھی انسان کو ڈر معلوم ہوتا۔ یہیں بیٹھ کے یوسفوس اپنے علاقے کی تباہی و بربادی کی خبریں سننے لگا۔ روز ایک نئے شہر کی تباہی و بربادی اور اُس کے سمار ہو جانے کا حال معلوم ہوتا اور روز کسی نئی جماعت یہود کے قتل و اسیر ہونے کی حسرت و اندوہ کے ساتھ سنی جاتے۔

وسپیسین کا اُس پر حملہ | ہوتے ہوتے گرد و نواح کے تمام شہر اور قریے جل کے خاک سیاہ ہو گئے۔ فقط قلعہ جوتاپتا ہی کا مغرور و متکبر انہ سر جھکنے کو باقی رہ گیا تھا کہ وسپیسین کی فوجوں نے اُس کی طرف توجہ کی۔ رومی سپاہیوں نے یہاں آتے ہی اپنی ہیبت جمانے اور اپنی شان و شوکت دکھانے کے لیے یہ حرکت کی کہ سامنے کی ایک اونچی پہاڑی پر چڑھے۔ اور ترتیب سے صفیں باندھ کے جوتاپتا والوں کو دور سے بتایا کہ ہم کیسے بہادر اور جوانمرد ہیں۔ اور واقعی یہ تماشا دیکھ کے یہودیوں کے دل لرز گئے۔ مگر یوسفوس نے قومی غیرت دلا کے اُن کو اُبھارا۔ اور اُن کے دلوں میں یکایک ایک ایسی شجاعت پیدا کر دی کہ اُنھوں نے فوراً شہر سے نکل کے دشمنوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس بہادری سے لڑے کہ رومی گھبرا اُٹھے۔

متواتر پانچ دن کی سخت لڑائیوں نے رومیوں کو مجبور کر دیا کہ قلعے کی فتح کرنے کی اور تدبیریں سوچیں۔ فقط لڑنے سے کام نہ چلے گا۔ مگر یوسفوس

یوسفوس کی مستعدی و ہوشیاری | یہاں ایک ایسا شخص موجود تھا۔ جو وسپیسین کی ہر تدبیر کو

اپنی فرزانائی وہوشیاری سے بیکار کر کے رومیون کی ہر کوشش کو مسترد کر دیتا - رومیون نے
قلعہ کی فصیل کے برابر برابر ایک نئی چوڑی دیوار قائم کر لی تو یوسفوس نے نہایت

فصیل کے گرد فصیل اور اس کا توڑ

ہی مستعدی سے اپنے قلعے کی فصیل اور اونچی کروالی -
یہی نہین کیا بلکہ جوتا پتا کی فصیل پر جا بجا نئے برج قائم کرا لیے - جن مین سے یہودی
نہایت ہی حفاظت و اطمینان کے ساتھ مقابلہ کر سکتے - اس تدبیرین بھی ناکام
ہو کے رومیون نے محاصرے مین سختی شروع کی - اور باہر سے غلّے اور پانی کی

پانی حاصل کرنے کی تدبیرین

آمد بالکل رُک گئی - غلّے کی تو قلعے مین چندان کمی نہ تھی
اس لیے کہ سالہا سال کے لیے بھر لیا گیا تھا - مگر پانی کے ملنے مین دشواری
پیدا ہوئی تو یوسفوس نے ایک مخفی راستے سے کام لیا جو زمین کے نیچے
سے ہو کے باہر نکل گیا تھا - چند ہی روز تک اس راستے سے پانی آنے
پایا تھا کہ رومیون کو پتہ لگ گیا - اور اُس کی نکاس پر اُنھون نے پہرہ بٹھا دیا - جب
اُدھر سے پانی ملنا دشوار ہوا تو یوسفوس نے یہ نئی تدبیر نکالی کہ عین قلعے کی
فصیل کے نیچے ایک دروازے کے پاس پانی کا چشمہ تھا - شہرپناہ پر سے
مار مار کے رومی روکے اور ہٹائے جاتے اور یہودی پھاٹک سے نکل کے
پانی بھر لاتے - آخر رومیون نے یورش کر کے یہ راستہ بھی بند کر دیا تو یہودی
فصیل پر سے کپڑے لٹکاتے اور اُن کو پانی مین بھگو بھگو کے کھینچ لیتے اور
جتنا پانی اُن کپڑون کے نچوڑنے سے ہاتھ آتا اُسی سے کام چلاتے -

لیکن رومیون کی یہ مستعدیان دیکھ کے آخر یوسفوس دل مین متردد ہوا -

یوسفوس کی پُرجوش تقریر

بعض لوگون نے بھاگ جانے کی رائے دی مگر ایسی رائے
دینے والے کو اُس نے حقارت و ذلت کی نظر سے دیکھا - اور کہا "ناموری
وعزت سے مرجانا ایسی بیحیائی کی زندگی سے لاکھ درجے اچھا ہے" اب

یوسفوس انتظار کرنے لگا کہ محاصرے کی سختیون سے یہودیون مین ذرا جوش دبے صبری پیدا ہو تو مقابلے کا ارادہ کرے - اور یہی ہوا - چند ہی روز مین اہل جوتاپتا گھبرا گئے - اور اپنے شریف النفس سردار کے سامنے آکے شکایت کی - اُس کے جواب مین اُس نے ایک نہایت ہی پُر جوش تقریر کی - سب کو قومی عزت کے لیے جان دینے پر آمادہ کیا - اور جب دیکھا کہ سب کے دل مین قومی غیرت کی آگ بھڑک اُٹھی ہے تو اُن کو لے کے ویسپین کے

رومیون کے دانت کھٹے کر دئے

مقابلے کو نکلا - تین دن تک یہودیون نے ایسے ایسے جان بازی کے حملے کیے کہ ویسپین گھبرا اُٹھا - اور دو بدو لڑنے سے عاجز آ کے آمادہ ہوا کہ منجنیقون اور پتھر برسانے والی کلون سے قلعے اور اُس کی فصیلون پر حملہ کرے - رومی سپہ سالار کا حکم ہوتے ہی یہ ہولناک کام

قلعے پر سنگباری

شروع ہو گیا - اور ایسا شور و ہنگامہ بپا ہوا کہ قلعے کے اندر والے محصور اسرائیلی سپاہی پریشان ہونے لگے - مگر یوسفوس نے اس موقع پر بھی ایسا کام کیا کہ رومی حیران و ششدر رہ گئے - اُس نے چارون طرف فصیل کے گرداگرد بالو کے بھرے ہوئے بورے نیچے سے اوپر تک چُنوا دیے جن سے دیوارین بھی چوٹ کھانے سے محفوظ ہو گئین اور وہ ہولناک آوازین بھی موقوف ہوئین -

یوسفوس نے منجنیقین غارت کر دین

اب یوسفوس نے رومیون پر اس غرض سے حملہ کیا کہ اُن کی منجنیقین غارت کر دے - یہ نہایت ہی سخت حملہ تھا جس مین خود یوسفوس نے بڑی شجاعت دکھائی اور آخر نہایت کامیابی کے ساتھ

خود ویسپین زخمی ہوا

سنگ اندازی کی بہت سی کلین غارت کر دین - اس لڑائی کا سلسلہ شام ہو جانے کے بعد بھی ساری رات قائم رہا - خود

وسپیسین میدان مین کھڑا ہوا اپنے سپاہیون کو جوش دلا رہا تھا کہ ناگہاں یہودیون کا ایک پتھر اُس کی ایڑی پر پڑا۔ یہ خبر سنتے ہی رومی بڑی بدحواسی کے ساتھ اُس کی طرف دوڑے۔ مگر اُس نے سب کو اطمینان دلایا اور کہا "مین اچھا ہون۔ اور میری اس چوٹ کے ساتھ ہمدردی یہی ہے کہ دشمنون سے انتقام لو۔ اور انھین مار کے ہٹاؤ" یہ کلمات سنتے ہی رومی پھر جوش و خروش سے بڑھے۔ اور زیادہ سختی سے سنگباری ہونے لگی۔

قلعے کی دیوار شق ہو گئی

جوتاپتا والون کے لیے اس رات کا منظر نہایت ہی قیامت خیز تھا قلعے کی دیوار ایک مقام پر شق ہو گئی تھی۔ یہودیون مین ہر طرف تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ رومی منجنیقون کے پتھرون کی آوازون کے ساتھ یہودی عورتون اور بچون کی چیخون کی صدائین بھی بلند تھین۔ رومیون کی طرف سے جو پتھر آتے تھے انھون نے بعض ایسے ایسے ہولناک واقعات دکھائے

سنگباری کے دہشت ناک نتیجے

کہ یہود کے دلون پر ہیبت چھا گئی۔ ایک شخص کے سر پر اس زور سے آکر پتھر پڑا کہ اُس کی کھوپڑی ٹوٹ کے تین فرلانگ پر جا پڑی۔ ایک پتھر کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر پڑا اور بچہ پیٹ سے نکل کے نصف فرلانگ پر جا رہا۔ قلعے کے اندر یہ حالت تھی اور باہر رومیون کا یہ عالم تھا کہ رہ رہ کے حملہ کرتے۔ اور اپنی ہی لاشون پر چڑھ چڑھ کے بڑھتے۔

اگرچہ رومیون کی سب کوششین بیکار گئین۔ اور رات بھر کی سنگباری کے بعد بھی فصیل کا شگاف بڑھنے نہ پایا تھا۔ مگر یوسفوس بھی اپنی حالت سے غافل نہ تھا۔ وہ شکستہ حصۂ فصیل کے پیچھے ایک دوسری دیوار بنوا رہا تھا کہ بالفرض اگر پرانی دیوار منہدم بھی ہو جائے تو رومی اندر نہ داخل ہو سکین۔

آخر صبح کو وسپسین نے عاجز آکے اپنی فوج کو ستانے اور دم لینے کا حکم دیا۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لیے کہ شکستہ دیوار کی طرف سے یہودی مقابلے کو نکل پڑے۔ جن کے نکلتے ہی رومی قرنا و بوق بجے۔ اور وہ اس طرح تیر برساتے ہوئے بڑھے کہ آفتاب تیروں میں چھپ گیا۔ کلبیں پھر قائم کی گئیں۔ یہودی جوش و خروش سے اُن پر جا پڑے مگر بغیر اس کے کہ کچھ ضرر پہونچا سکیں۔ مار کے ہٹا دیے گئے۔ مگر یوسفوس نے

سخت سعر کا

یوسفوس کے نئے نئے تدابیر | اس واپسی میں بھی رومیوں کو ایک سخت نقصان پہونچا دیا۔ وہ اپنے ساتھ بہت سا کھولتا ہوا تیل لیتا گیا تھا جو یکایک پچکاریوں سے رومیوں پر برسنے لگا۔ اُن کی صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ اور سپاہی کراہ کراہ کے گرنے لگے۔ لیکن اس پر بھی اُن کا حوصلہ پست نہ ہوا۔ اگلے گرتے تو پچھلے اُن سے چڑھتے ہوئے آگے بڑھتے۔ اب یوسفوس کی ذہانت نے ایک نئی قسم کی مزاحمت سے کام لیا۔ دیوار پر کوئی لعاب دار روغن بہا دیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس رومی نے شکستہ دیوار پر چڑھنے کی کوشش کی پھسل کے نیچے گرا اور زخمی ہو گیا۔ اول تو رومی خود اس طرح پھسل پھسل کے گرتے اور اُس پر دوسری یہ آفت تھی کہ یہودی اُوپر سے مار مار کے کام تمام کر دیتے۔

رومیوں کے غلبہ کی ابتدا | اس وقت تک برابر یہی ثابت ہوتا رہا تھا کہ جوتاپتا کے فتح کے لیے کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی۔ وسپسین نے جھنجھلا کے حکم دیا کہ جو دیوار قلعے کے گرد اگرد رومیوں نے بنائی ہے اور بلند کی جائے۔ اور جب اس حکم کی تعمیل ہو چکی تو اُس پر پچاس بُرج بنوائے گئے۔ اور اُن بُرجوں کے گرد لوہے کے پتر چڑھا دیے گئے تاکہ آگ نہ اثر کر سکے۔

اس دیوار نے البتہ یہودیون کو سخت نقصان پہونچایا - اور وجہ یہ تھی کہ اب جس سطح پر سے کھڑے ہوکے رومی تیر اور پتھر برساتے وہ قلعے کی فصیل سے زیادہ بلند تھی - رومیون کے پتھر اُن پر مینھ کی طرح برستے اور اُن کا کوئی زور نہ چلتا - مجبوراً اُنھون نے قلعے کی دیوار کو چھوڑ دیا - مگر اس ہوشیاری کے ساتھ کہ اپنے آپ کو چھپائے اور بچائے کھڑے رہتے - مگر رومیون کا کوئی گروہ جب دیوار پر چڑھنے کی کوشش کرتا تو فوراً یورش کر دیتے اور سب کو مار کے نیچے گرا دیتے -

اور انکی پوری فتح - آخر کار مدت دراز کے مقابلے نے یہودیون کو انتہا سے زیادہ عاجز اور خستہ کر دیا - ایک بدنصیبی کی رات کو وہ غافل سو گئے - اور صبح تک تھکے ماندے بچھونون پر پڑے رہے - ناگہان کیا دیکھتے ہین کہ رومی قلعے کے اندر داخل ہو گئے - اور ہوا یہ کہ خود طیطوس نے خموشی کے ساتھ دیوار پر چڑھ کے وہان کے غافل نگہبانون کو چپکے ہی چپکے قتل کر ڈالا - اور اس کے بعد اتر کے قلعے کے پھاٹک کھول لیے - یوسفوس اور عام لوگون کو اُس وقت خبر ہوئی جب رومی لشکر ایک خونخوار سیلاب کی طرح شہر مین داخل ہو رہا تھا اور چونکہ رومیون کے دل سخت غصے مین بھرے ہوے تھے اس لیے ہر طرف اور

قتل عام - ہر جگہ قتل عام کا بازار گرم تھا - یہ ایسا نازک وقت تھا کہ چند ہی لوگون کو لڑنے کی جرأت ہوئی - باقی سب بھیڑ بکریون کی طرح بلا مزاحمت بت پرستون کے ہاتھ سے ذبح ہوئے - رومیون کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی - مگر اتفاقاً فتح کے بعد رومیون کا ایک اتنا بڑا سردار قتل ہو گیا کہ سپہسالار سے لے کے ادنیٰ سپاہی تک ہر شخص کے سینے سے آہین نکلنے لگین اور ہوا یہ کہ روم کا نامی افسر انطونیوس یہودیون کو قتل کرتا ہوا ایک

گھرے غار پر پہونچا جس مین ایک یہودی چھپا کھڑا تھا۔ انطیونیوس کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ یہودی نے پناہ مانگی اور عاجزی سے کہا مجھے پکڑ کے اُوپر کھینچ لیجیے۔ رومی افسر نے اس کے نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا کہ یہودی نے نیزہ مار کے ایک ہی وار مین اُس کا کام تمام کر دیا۔ الغرض ۴۷ دن کے شدید محاصرے کے بعد رومیون نے قلعۂ جوتاپٹا کو فتح کیا جہان لڑائی مین اول سے آخر تک ۴۰ ہزار یہودی قتل ہوے۔ فقط بچے اور عورتین چھوڑ دی گئین۔ مگر اُن مین سے بھی بارہ سو کی جماعت غلامی کے لیے اسیر کر لی گئی۔

رومی سردار انطونیوس کا قتل

اتنا قتل عام ہو چکا۔ اور شہر کا ایک ایک کونا ڈھونڈھ ڈالا گیا۔ مگر وسپیسین کو حیرت تھی کہ یوسفوس کیا ہوا نہ کہین اسکی لاش ملی اور نہ یہ قیاس مین آتا تھا کہ وہ کسی طرف نکل گیا ہو۔ یوسفوس نے جب دیکھا کہ اب کوئی کوشش کارگر نہین ہو سکتی تو اپنے چالیس ہمراہیون کے ساتھ ایک گہرے کنوین مین اُتر گیا۔ اور کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ لیتا گیا۔ اگرچہ اُس کنوئین سے نکل آنے کا راستہ تھا مگر ہر جگہ رومی پھیلے ہوے تھے۔ اور اندیشہ تھا کہ جو نکلے گا دشمنون کے ہاتھ مین پڑ جائے گا۔ اس لیے تین دن تک سب لوگ وہین چھپے بیٹھے رہے۔ تیسرے دن یوسفوس کے ہمراہیون مین سے ایک عورت نکل کے باہر آئی۔ اور جیسا خیال تھا ویسا ہی ہوا کہ رومیون نے اُسے اسیر کر لیا۔ اُس عورت سے جب دریافت کیا گیا تو اُس نے اپنی جان کے خوف سے راز فاش کر دیا۔ یہ حال سنتے ہی وسپیسین نے فوراً ایک افسر کو بھیجا اور یوسفوس کو پیام دیا کہ "تمھارے لیے امان ہے بلا تکلف نکل آؤ"۔ اُس افسر نے جب کنوئین کی جگت پر

یوسفوس کی کمین

اُسکا سراغ لگنا

اُسے امان دی گئی

کھڑے ہو کے پکارا۔ اور رومی سپہ سالار کا پیام دیا تو یوسفوس نے باہر آنے سے انکار کیا اور کہا "مجھے رومیون سے رحم کی امید نہین۔ وسپسین سے کہو اگر مجھے بلانا چاہتا ہے تو نقانور کو بھیجے جو میرا دوست ہے۔ مجھے صرف اسی کے وعدے کا اعتبار ہو سکتا ہے اور وہ بھی جب خاص اُس کی زبان سے سنون" فوراً نقانور بھیجا گیا جس نے آکے کہا "یوسفوس لے اب چلے آؤ۔ وسپسین تمھاری قدر کرے گا"

اب یوسفوس تو آنے پر آمادہ تھا مگر خرابی یہ اُٹھ کھڑی ہوئی کہ ساتھ والون نے کہا یہ ممکن نہین کہ ہم رومیون سے مل کے اپنے قومی اصول کو توڑ دین۔ جان نے سے تو یہ بہتر ہے کہ سب کے سب یہین خودکشی کر لین۔ یہ غیر ممکن ہے کہ تم ہم سے جان بچا کے نکل جاؤ۔ یوسفوس نے اُن کو سمجھایا کہ خودکشی نامردی ہے۔ اور زندگی ہو تو ہر طرح کی اُمیدین ہین" یہ سُن کے سب بگڑ کھڑے ہوئے۔ اور تلوارین لے لے کے اُس پہ جھپٹ پڑے۔ یوسفوس سے جب کوئی تدبیر نہ بن پڑی تو اُن سے کہا "یہی ارادہ ہے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ ہم مین سے ہر ایک اپنے ایک رفیق کو قتل کر ڈالے۔ کیونکہ خودکشی حرام ہے۔ اس تجویز پر سب راضی ہوئے۔ پہلے دس آدمی منتخب ہوئے جنھون نے باقی ماندہ لوگون کو قتل کر ڈالا۔ پھر اُن دس مین پانچ نے پانچ کو قتل کیا۔ اور صرف یوسفوس اور ایک اور شخص زندہ رہ گیا۔ اُس کو یوسفوس نے پھر جان بچانے کا مشورہ دیا۔ مگر اُس نے نہ مانا تب یوسفوس نے اُسے قتل کیا۔ اور خود باہر نکل آیا۔ یوسفوس کی صورت دیکھتے ہی رومیون نے چارون طرف سے ہجوم کیا۔ ہر شخص ایسے نامور بہادر کی صورت دیکھنے کا مشتاق تھا۔ سب سے زیادہ رحم اس پہ وسپسین کے بیٹے طیطوس کو آیا۔ اور رداے قرار پائی

حاشیہ: جان دینے مین یہودیون کا جوش

حاشیہ: یوسفوس کا باہر آنا

کہ وہ ایک عجیب وغریب تحفے کی شان سے قیصر روم نیرو کی خدمت میں بھیجا جائے۔

یوسفوس نے باہر آتے ہی درخواست کی کہ میں وسپیسین سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہوں طیطوس اور اُس کے دو اور دوستوں کے سوا سب لوگ ہٹ گئے

وہ فوجی افسر سے پیغمبر بن گیا

اور یوسفوس جو کل تک ایک بہادر سپاہی ایک نامی افسر اور ایک یادگار زمانہ سپہ سالار تھا ایک بے نفس عابد وزاہد اور خدا ترس ولی نظر آیا۔ اور نبوت وولایت کی شان سے کاہنوں کے لب ولہجے میں بولا "میں شریفانہ موت سے نہیں ڈرتا۔ اب زندگی اور دنیا دونوں سے سیر ہوں تمھارے پاس جو آیا ہوں تو خدا کا یہ پیام لے کے آیا ہوں کہ تم عنقریب روم

اُس کی پیشین گوئی

کے قیصر اور دنیا کے سب سے بڑے شہنشاہ ہونے والے ہو۔ اکیلے تم ہی نہیں تمھارا بیٹا طیطوس بھی" یہ پیام پہونچاتے ہی اُس نے چلّا کے کہا "مجھے نیرو کے پاس نہ بھیجو۔ باندھو۔ زنجیروں میں جکڑو۔ مگر اپنا قیدی بنا کے رکھو۔ میرا شہنشاہ تمھارے سوا کوئی اور نہیں۔ اس لیے کہ عنقریب تم ہی مالک بحر وبر ہونے والے ہو۔

باب شانزدہم

بیت المقدس کا محاصرہ اور اُس میں خوفناک قحط

رومیوں کا غلبہ۔ بیت المقدس میں نا اتفاقیاں۔ نیرو کی موت۔ وسپیسین قیصر روم۔ طیطوس بیت المقدس کی مہم پر۔ بیت المقدس کی حالت۔ ایلیزر۔ یوحنا۔ شمعون۔ یہود کی مجموعی قوت۔ بیت المقدس کا محاصرہ۔ پہلا معرکہ۔ خود طیطوس کو بیت المقدس پر ترس آیا۔ دشمنوں کے روکنے کا بندوبست۔ رومی منجنیقیں۔ یہود کا ناکام حملہ۔

اُن کی طرف سے پیام صلح - اور دغا بازی - شہر کے نشیبی حصے پر رومیون کا قبضہ - اور مجبوراً اُسے چھوڑنا - محاصرہ مین سختی - غریب یہودی آ آ کے پناہ مانگتے ہین - قحط کی سختیان - یہودی سپاہیون کا رعایا کو لوٹنا - قحط کے خوفناک نتیجے - یہودی دوست اور دشمن دونون کے ہاتھون سے قتل ہوتے ہین - ایک بیار رومی شاہزادہ - رومیون کے کیمپ مین سرنگ اڑائی گئی - یہودی سردارون کی شجاعت - یہودونے رومی منجنیقین تباہ کر دین - رومیون کا شکست کھا کے سنبھلنا - قحط کے ہولناک واقعات - ایک عورت اپنے بچے کو کھا گئی - خود طیطوس کو ترس آیا - قحط نے کتنون کی جانین لین - رومیون نے نئی منجنیقین بنائین - انطونیا فتح ہوا - طیطوس کی طرف سے پیام صلح - وہ حرم کو تباہی سے بچانا چاہتا ہے - خاص مسجد اقصلی پر حملہ - اُس پر سنگباری - اور دھاوا - حرم مین آگ لگائی گئی - جو یہودی اُس مین تھے جل جل کے مرتے ہین - مسجد اقصلی کے مسمار کرنیکی تجویز -

رومیون کا غلبہ جوتاپاٹا کے فتح ہو جانے کے بعد علاقۂ جلیل مین کوئی گاؤن اور شہر نہ تھا جو ایک گھڑی کے لیے بھی رومیون کو روک سکتا - یکایک رومی فوجین ہر طرف پھیل گئین اور قریب قریب ساری رعایا کی یہ حالت ہوئی کہ مرد جو لڑنے کے قابل تھے بے لڑے بھڑے اور بغیر اس کے کہ کسی کے سامنے سر اطاعت جھکایا ہو مارے گئے - عورتین اور بچے بھی سب قتل ہوئے - اور بنی اسرائیل کی باقیماندہ نسل ہر جگہ ذلت و مسکنت کے ساتھ بازارون مین بکنے لگی - بیت المقدس والے خود اپنی حالت مین مبتلا تھے - وہ سوا اس کے کہ یہ قومی تباہیون کی داستانین سن سن کے اپنا جوش تازہ کرلین اور کچھ نہ کر سکے -

بیت المقدس کی نااتفاقیان بیت المقدس مین یہودیون کی باہمی مخالفت کا جوش اب اور بڑھ گیا تھا - بیرونی لوٹ مار کرنے والون کا گروہ شہر کے اندر

روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اور ہر شخص کا جان و مال خود اپنی قوم کے ہاتھوں خطرے مین تھا۔ اب وسپیسین نے اپنی فوجون کو آگے بڑھایا۔ اور اُس کے سپاہی دریاے یردن کے کنارے آپہونچے۔ اور خاص بیت المقدس کے توابع مین سے بعض قصبات مین دس بارہ ہزار یہودی تہ تیغ ہو گئے۔ خانۂ خدا والے ان باضابطہ حملہ آورون کا انتظار ہی کر رہے تھے کہ

نیرو کی موت | ناگہان قیصر نیرو کے مرنے کی خبر آئی۔ اور وسپیسین کو مجبوراً یہ مہم چھوڑ کے شہر روم کا ارادہ کرنا پڑا۔ اور ارض یہودا اور دو سال کے لیے اسی بے امنی و بدنظمی کی حالت مین چھوڑی گئی۔

وسپیسین قیصر روم | وسپیسین روم مین پہونچتے ہی اپنے طرف دارون کی کثرت سے اور اپنے کارنامون کے یاد دلانے کی بنا پر یوسفوس کی پیشین گوئی کے مطابق قیصر روم قرار دیا گیا۔ اُس نے تاج قیصری رکھ کے پہلے تو یوسفوس کو قید سے آزادی بخشی۔ پھر نظم و نسق مملکت کی طرف متوجہ ہوا۔ تخت نشینی کے دوسرے سال

طیطوس بیت المقدس کی مہم پر | اُس نے اپنے بیٹے طیطوس کو جو اب ولی عہد سلطنت تھا ارض یہودا کے مغلوب کرنے اور خاص مسجد اقصیٰ کے کلسون پر دولت روم کا پھریرا اُڑانے کے لیے روانہ کیا۔ طیطوس کو یوسفوس کے ساتھ خاص تعلق ہو گیا تھا۔ اس لیے اُس نے یہودی قوم کے اس نئے پیغمبر کو اپنے ساتھ لیا۔ اور مشرق کی راہ لی۔

بیت المقدس کی حالت | سنہ ۷۰ء قبل مسیح بیت المقدس والون کے لیے نہایت ہی نحوست کا سال تھا۔ قریب قریب پورا سال اس حالت مین گذرا کہ مقدس شہر کی سڑکین روز اولاد اسرائیل کے خون سے رنگی جاتی تھین۔ اور کسی غیر حملہ آور کے اسلحہ سے نہین بلکہ خود اپنے ہم قومون اور ہم مذہبون کے ہاتھ سے۔ بجاے اس کے کہ دشمن کی باضابطہ فوجون کے روکنے کا کوئی سامان کیا جاتا آپس مین

تین تفریقین ہو گئی تھین - شہر تین جداگانہ حصون اور مورچون پر تقسیم تھا-
ہر مورچہ دوسرے پر حملہ کرنے کے لیے تُلا ہوا تھا- اور ہر ایک مین ایک نیا حکمران تھا-
ایلیزر | پہلا سردار تو ایلیزر بن شمعون تھا جس نے سب سے پہلے قیاصرۂ روم
کی قربانی قبول کرنے سے انکار کیا تھا- یہ شخص بیرونی لوٹیرون کا سرغنا تھا- اور
یوحنا | خاص مسجد اقصیٰ کو اُس نے اپنا قلعہ قرار دیا تھا- لیکن اُس سے زیادہ قوت
یوحنا بن جشالہ کے قبضے مین تھی جو یوسفوس والی جلیل کا پرانا رقیب تھا اور اول سے
شمعون | آخر تک اُس کے خلاف سازشین کرتا رہا تھا- تیسرا سردار شمعون
بن جیورس تھا جو شہر کے بلندی کے حصے پر متصرف و قابض تھا- ان تینون گروہون
کی باہمی عداوتون نے یہ حالت کر رکھی تھی کہ یہودیون کے جلالی خدا یہوا کی
قربان گاہ ہر وقت خون کے رنگ مین رنگی رہتی- اور شاذ و نادر ہی کوئی گھڑی
گذرتی جبکہ اُس کی حدود کے اندر لاشین پھڑکتی نہ نظر آتی ہون- سن رسیدہ
بوڑھے اور نازک مزاج عورتین چپکے چپکے روتین اور گھرون مین چھپ چھپ کے
دعا مانگتین کہ خدا رومیون کو جلدی لائے-

یہود کی مجموعی قوت | بیت المقدس مین کُل فوجون کی مجموعی تعداد یہ تھی کہ شمعون
کے پاس دس ہزار آدمی تھے- اور ان کے علاوہ پانچ ہزار آدمیون کا ایک
اور گروہ بھی اس شخص کے قبضے مین تھا جو بڑے جانباز اور بڑے بہادر تھے-
یوحنا کے پاس چھ ہزار فوج تھی اور ایلیزر کے ہمراہ صرف دو ہزار چار سو
آدمیون کا گروہ تھا- یہ فوج اگرچہ تعداد مین بہت تھوڑی ہے- مگر بیت المقدس
ایسا مضبوط شہر تھا کہ اگر تینون گروہ اتفاق سے کام لیتے تو شاید زبردست سے
زبردست حریف کے مقابلے مین کافی ہو جاتی-

آخر وہ قیامت خیز گھڑی آگئی جبکہ بیت المقدس کی مظلوم ہوائین

بڑی بےصبری سے انتظار کر رہی تھین۔ طیطوس مصر کی فوجین لیتا ہوا قیساریہ
بیت المقدس کا محاصرہ مین آیا۔ اور شاہی فوجین مُرتب کرنے لگا۔ بہت سے شام کے
حکمران بھی اُس کے ہمراہ رکاب ہو گئے۔ اُن سب کو لے کے وہ آگے بڑھا۔ اور
آتے ہی بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ دشمنون کے اس عظیم الشان اور تربیت یافتہ لشکر کو
ایلیزر نے خانۂ خدا کی چھت سے یوحنا نے بیرونی صحن کے پھاٹک سے۔ اور شمعون نے کوہ
صیہون کی بلندی پر سے دیکھا۔ اور تقدیر کے فیصلون کا انتظار کرنے لگے۔

پہلا معرکہ

مگر یہودیون نے اپنی مضبوطی و ثابت قدمی کا پہلا ثبوت یہ دیا کہ یکایک
نکل کے رومیون کے ایک حصۂ فوج پر جا پڑے۔ سخت لڑائی ہوئی۔ رومیون کو
بار بار شکست ہوتی تھی۔ اور اُن کی صفین برابر درہم و برہم ہوئی جاتی تھین کہ خود
طیطوس نے باقی ماندہ فوج کے ساتھ آکے مدد کی۔ اور یہودیون کو ہٹ کے
شہر کے اندر پناہ لینی پڑی۔ مگر شہر کا تھوڑا بیرونی حصہ رومیون کے قبضے مین چلا گیا۔

اس مقدس شہر کی شان و شوکت کی تصویر ہم اس سے پیشتر دکھا چکے ہین چنانچہ
طیطوس نے اُسے حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ شہر پناہ کے گرد اپنی فوج کے

خود طیطوس کو بیت المقدس پر ترس آیا

ساتھ ایک چکر لگا کے اُس نے ہر کنگرے
اور ہر کلس پر نظر ڈالی۔ اور دل مین کہا کہ ”افسوس یہودی اپنی حماقت سے ایسے
شہر کو خاک مین ملائے دیتے ہین“ پھر اس نے فوجون کو جا بجا متعین کیا۔ اور حکم دیا
کہ مفتوحہ حصۂ شہر مین آگ لگا دی جائے۔ اور میدان صاف کرنے کے لیے جتنے درخت

دشمنون کے روکنے کا بندوبست

ہون سب کاٹ ڈالے جائین۔ مگر یہودی بھی اپنے
دل مین فتح کی اُمید رکھتے تھے۔ اس لیے اُنھون نے ہر طرف مقابلے کے لیے فوجین
تقسیم کرنا شروع کر دین۔ اور فصیل پر جا بجا وہی منجنیقین لگا دین جو گذشتہ سال
کی لڑائی مین رومیون سے چھینی گئی تھین۔ اور رومیون پر ہر طرف سے سنگباری

ہونے لگی۔

رومی منجنیقین

رومیون کے طرف کی منجنیقین زیادہ مضبوط اور بہت بڑی بڑی تھین۔ چنانچہ کئی دن کی مسلسل کوشش مین انھون نے ایک برج گرادیا۔ جوتاپتا

یہود کا ناکام حملہ

کی طرح یہان بھی یہودیون نے کوشش کی کہ ایک دفعہ جان پر کھیل کے نکل پڑین۔ اور جس طرح بنے رومیون کی سب منجنیقین تباہ و برباد کردین اس مقصد سے وہ نکلے۔ اور بڑی بہادری سے حملہ کیا۔ مگر کامیابی نہ نصیب ہوئی۔ بلکہ واپسی کے وقت یہودیون کو اپنے شہر کا ایک اور حصہ جو پہلی شہرپناہ کے اندر واقع تھا اور بسیطہ کہلاتا تھا چھوڑ دینا پڑا۔ رومیون نے بسیطہ مین داخل ہو کے بیرونی دیوار جو اس وقت تک اُنھین روکے ہوئے تھی نصف کے قریب مسمار کردی اور دوسری دیوار پر حملہ کیا۔ اب رومی منجنیقین اس زور و شور سے چل رہی تھین کہ یہودی دل ہی دل مین دہل گئے۔ مگر باوجود اس کے انطونیا اور معبد الٰہی کی شمالی دیوار پر سے بڑی سختی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے۔

عین اُس وقت جبکہ لڑائی زور و شور پر تھی کسطور نام ایک یہودی شہرپناہ

اُن کی طرف سے پیام صلح

پہ آیا اور کچھ کہا جو پتھرون کے گرنے کی ہولناک صداؤن اور لڑنے والون کی چیخ پکار مین نہ سُنا جا سکا۔ طیطوس نے فوراً منجنیقین رکوائین اور پوچھا "کیا کہتے ہو؟" کسطور نے صلح کی درخواست کی۔ اور امان ملنے کی صورت مین شہر حوالے کر دینے کا وعدہ کیا۔ طیطوس فوراً راضی ہوگیا۔ مگر یہودیون مین خود اختلاف ہوا۔ اس پر جھگڑا ہو رہا تھا کہ ناگہان ایک پتھر کسطور کی ناک پر پڑا جس کی اُس نے طیطوس سے شکایت کی۔ رومی نوجوان سپہ سالار نے پتھر مارنے والے سپاہی کو ڈانٹا۔ اور ارادہ کیا کہ یوسفوس کو شرائط صلح طے کرنے کے لیے اُس کے قریب بھیجے۔ مگر یوسفوس نے انکار کیا۔ تب اُنیاس نام

اور دغابازی | ایک بدوی عرب دیوار کے نیچے بھیجا گیا کسطور نے انیاس کو قریب بُلا کے کہا "چادر پھیلاؤ مین کچھ دینا چاہتا ہون" مگر جب انیاس نے چادر پھیلائی تو اُسے خلاف اُمید یہ ہدیہ ملا کہ اُوپر سے پتھر کا ایک بڑا اچھا ر آ کے گرا جس سے انیاس تو بچ گیا مگر ایک اور شخص جو اُس کے برابر کھڑا تھا زخمی ہو گیا اس بدعہدی پر طیطوس کو بڑا غصہ آیا اور اُس نے پھر حملے اور سنگباری کا حکم دیدیا۔

شہر کے نشیبی حصے پر رومیون کا قبضہ | پانچ دن کی متواتر لڑائی کے بعد یہودیون نے یہ دوسری دیوار بھی چھوڑ دی۔ اور طیطوس ایک ہزار منتخب سپاہیون کے ساتھ شہر کے نشیبی حصون مین اُتر پڑا۔ مگر یہودیون پر اپنی رحمدلی کا اثر ڈالنے کے لیے اُس نے حکم دیا کہ نہ کوئی شخص قتل کیا جائے اور نہ کسی گھر مین آگ لگائی جائے۔ یہودیون نے اُس کی رحمدلی سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ اپنے ہم قومون کو جو اس مفتوح نشیبی حصے مین آباد تھے لڑنے پر ایسا اُبھارا کہ وہ یکایک اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور سخت لڑائی شروع ہو گئی۔ ایک طرف تو یہودی تیسری دیوار سے مار رہے تھے۔ دوسری طرف اُس دیوار کے پھاٹک سے نکل کے اُن کے ایک گروہ نے ناگہان حملہ کیا۔ تیسری طرف خود اُس حصۂ شہر کے یہودی بھی رومیون کو مارنے لگے۔ یہ لڑائی اس طرح ہوئی کہ چھتون اور کوٹھون پر گلی کوچون مین۔ مکانون کے اندر اور ہر ہر کونے مین تلوار چل رہی تھی۔ رومیون کے لیے سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ شہر کے راستون سے واقف نہ تھے۔ یہودی ہر گلی کوچے سے سر نکالتے۔ اور

اور مجبور ا ہوئے چھوڑنا | لڑ بھڑ کے غائب ہو جاتے۔ آخر طیطوس نے یہ مفتوحہ حصہ شہر چھوڑ دیا جس کی دیوار کے ایک شگاف پر متواتر تین دن تک لڑائی رہی۔ تیسرے دن رومیون نے پھر یہودیون کو مار کے ہٹا دیا۔ اور اس چھوڑے ہوئے حصۂ شہر پر دوبارہ قابض ہو گئے۔

یہان تک کہ شہر پر قبضہ کر لینے کے بعد طیطوس نے ارادہ کیا کہ چند روز تک
یہودیون کو محصور رکھ کے اُنھین قحط کا بھی مزہ چکھا دے - اُس نے لڑائی موقوف

محاصرے مین سختی

کی - اور محاصرے مین زیادہ سختی کی - وہ شہر کے چارون پہلوؤن
پر اپنی فوج سے قواعد لیتا تھا - اور دل مین منتظر تھا کہ شاید یہودیون کی طرف سے
صلح کا پیام آئے - لیکن جب اس انتظار مین اُمید کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو پھر
حملے کا سامان ہونے لگا - ایک حصۂ فوج نے انطونیا کے سامنے دُھس قائم کر لیے
جدھر سے یوحنا کی فوج پر حملے کی ضرورت تھی اور باقی فوج شمعون کے فوجون
کے مقابلے پر ٹھہری -

غریب یہودی آ آ کے پناہ مانگتے ہین

اس وقت طیطوس نے یوسفوس کو سمجھا بجھا کے
یہودیون کے قریب بھیجا - اور کہلایا کہ لڑنا بھڑنا بیکار ہے شہر ہمارے سپرد کر دو - یوسفوس
نے اس پیام کے ساتھ اُنھین بہت سمجھایا - جس کا عجب اثر ہوا - یہودیون کے
لڑنے والے سردار تو اُسی طرح لڑنے پر آمادہ رہے - مگر عام رعایا گھبرا گھبرا کے باہر
نکلنے لگی - بعض نے اپنی جائدادین سستے دامون بیچ ڈالین - بعض سونا اور جواہرات
نگل گئے - اور رومیون کے سامنے آ کے امان مانگنے لگے - رومیون کی طرف سے
ایسے لوگون کو عموماً پناہ دیگئی - مگر جب یہ حال یوحنا و شمعون کو معلوم ہوا تو
دونون نے لوگون کو روکنا شروع کیا - اور جس کسی پر نکلنے کی ذرا بھی بدگمانی
ہوئی اُسے مار ڈالا -

اب شہر کی عجب حالت ہو رہی تھی - سرکشون اور لٹیرون کو اپنی وحشیانہ
تمنائین پورے کرنے کا موقع مل گیا تھا - رعایا مین سے جس کو بھانپتے بھاگنے کے

قحط کی سختیان

ارادے کا الزام دے کے بلا تامل لوٹ لیتے - دوسری طرف
شہر مین قحط کے شدائد بڑھ گئے تھے - بدنصیبی سے محاصرہ یکایک ایسی حالت مین

ہو گیا کہ یہودیون کی بڑی عید درپیش تھی - ماسوا اُن لوگون کے جو پناہ لینے
کے لیے بھاگ کے یہان آئے بہت سے لوگ صرف مراسم عید بجا لانے کی غرض
سے دُور دُور کے گاؤن سے آکے دشمنون مین گھر گئے تھے - نتیجہ یہ تھا کہ ان دنون
شہر کی آبادی بمقابل دیگر اوقات کے بہت زیادہ تھی - اسی وجہ سے بہ خلافِ
اُمید بہت ہی جلد قحط پڑ گیا - اور لوگ فقر و فاقے مین مبتلا ہو گئے - اس قحط نے
اُن کو وہ بخت نصر کا قدیم محاصرہ بھی بھلا دیا جس کو وہ مذہبی دردِ دل سے اپنی
مذہبی مقدس کتاب مین پڑھا کرتے تھے - مگر اُس قدیم قحط کا حال زمانے کو اتنی تفصیل سے
نہین معلوم ہو سکا تھا جس تفصیل سے کہ اس عہد کی مصیبتون کے حالات بیان کیے گئے ہین -

یہودی سپاہیون کا رعایا کو لوٹنا سپاہی گھر گھر مین گھُس کے غلہ اور کھانے کی چیزین
تلاش کرتے - دولت مند مٹھی بھر گیہون کے لیے اپنی جائدادین بیچ ڈالتے تھے -

قحط کے خوفناک نتیجے روٹی کی ایک ایک ٹکیا پر قتل و خون ہوتا - تمام انسانی جذبات
محبت - عزت - ہمدردی - مروت حتی کہ فطری جذبات عشق و محبت بھی ناپید
ہو گئے تھے - موانست و قرابت کے سب تعلقات ٹوٹ گئے تھے - بی بیان
شوہرون کے ہاتھ سے لقمہ چھین لیتین - اور اولاد والدین کے ہاتھ سے - مائین
بچون کے مُنھ سے دودھ چھڑا لیتین اور چاہتین کہ خود اپنے کام مین لائین -
کسی گھر کا دروازہ بند ہوتا تو لوگ سمجھتے کہ کوئی چھپ کے کھانا کھا رہا ہے - بے تحاشا
گھُس پڑتے اور اگر کوئی شخص روٹی کا ٹکڑا نگل گیا ہوتا تو حلق چیر کے نکال لیتے - بڈھے
پکڑ کے سڑکون پر کھینچے جاتے کہ اگر اُن کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہو تو قبول دین
بچے کھاتے ہوئے دیکھ لیے جاتے تو کھانا چھین لیا جاتا اور وہ زمین پر پٹک کے مار ڈالے
جاتے - کوئی شخص اگر ایک روٹی یا ایک مٹھی جو چھپانے کا مجرم قرار پا جاتا تو اُس کے
لیے طرح طرح کی روح فرسا اور جان ستان سزائین مقرر تھین -

یہودی دوست اور دشمن دونون کے ہاتھون سے قتل ہوتے ہین

آخر لوگ زندگی سے عاجز آگئے اور باہر نکل نکل کے رومیون سے بھیک مانگنے یا اُن کے کیمپ سے کھانا چُرالانے پر آمادہ ہو گئے۔ اب رومیون کا بھی یہ خیال قائم ہو گیا تھا کہ سختی کے سوا یہودیون کے دبانے کی کوئی تدبیر نہین ہے۔ اس لیے اُنھون نے اپنی طرف یہ انتظام کر دیا کہ جو یہودی اُن کے ہاتھ مین پڑ جاتا اُسے فوراً گرفتار کر کے صلیب پر لٹکا دیتے اور چند ہی روز مین یہ حالت ہو گئی کہ ہر صبح کو نئے چار پانچ سو آدمی شہر کے گرد سُولیون پر لٹکتے نظر آتے۔ دوسری طرف بیت المقدس کے حکمرانون نے بھی اُن لوگون کو پکڑ پکڑ کے قتل کرنا شروع کر دیا جو باہر نکلنے یا بھاگنے پر مستعد نظر آتے۔ الغرض بدنصیب یہودیون کے لیے کسی حال مین اور کسی جگہ پناہ نہ تھی۔

ایک یارومی شاہزادہ

اتفاقاً اسی زمانے مین ایک اور فرمانروا جس کا نام انطوقس شاہ قماجین تھا اپنی فوج کے ساتھ رومی لشکر مین آیا۔ اور تعجب کرنے لگا کہ اتنے دلون کی متواتر حملے آوریون کے بعد بھی شہر فتح نہ ہو سکا۔ طیطوس نے اسی غرض سے کہ تاخیر کا سبب وہ خود ہی سمجھ جائے اُسے حملے کا حکم دیدیا۔ لیکن اُسے بھی کامیابی نہ ہوئی۔ آخر سترہ دن کی متواتر محنت و مشقت کے

رومیون کے کیمپ مین سرنگ اُڑائی گئی

بعد رومیون نے اپنے دُھس قائم کر لیے جن پر منجنیقین قائم کر کے سب طرف سے حملے اور یورش کی تیاریان ہو رہی تھین کہ یکایک زمین مین ایک زلزلہ محسوس ہوا اور ساتھ ہی زور و شور سے رنجک اُڑی۔ ہر طرف سے دُھوان اور شعلے بلند ہوئے۔ ہر چیز اُلٹ پلٹ گئی۔ دُھس دھنس دھنس کے نیچے آ رہے اور سب منجنیقین یا تو ٹوٹ گئین اور یا زمین مین دفن ہو گئین۔

یہودی سرداروں کی شجاعت

اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ باوجود ذاتی نفسانیتون اور ہر قسم کی خود غرضیون کے یہودی سرداران فوج جرأت و سپہ گری و تدابیر جنگ مین نہایت ہی اعلیٰ کمال

رکھتے تھے جب مدت مین رومی اپنے دمدمون کو بناتے رہے اُسی زمانے مین
یہودیون نے اندر ہی اندر اُن کے پاؤن کے نیچے تک ایک کبرتی مادہ بچھادیا
تھا جو ذرا سی آگ بتاتے ہی اُڑا۔ اور رومیون کو بے انتہا نقصان پہونچ گیا۔

یہودنے رومی منجنیقین تباہ کردین

اس واقعے کے بعد دوسری ہی رات کو یہودی مشعلین
ہاتھ مین لیے ہوے قلعے سے نکل پڑے۔ اور بڑے زور و شور سے حملہ کرکے ارادہ کیا
کہ باقی ماندہ منجنیقون اور تمام سامان جنگ کو بیکار کردین۔ ان لوگون نے آتے ہی
رومی کیمپ مین آگ لگادی۔ اور اس رات کا ہنگامہ شاید رومیون کو ہمیشہ یادگار
ہوگا۔ ہر طرف آگ لگتی جاتی تھی۔ اور ساعت بہ ساعت زیادہ شعلے اُٹھتے تھے۔
رومی سپاہی آگ بھی بجھاتے تھے اور لڑتے بھی تھے۔ مگر باوجود ان کوششون کے
شعلون نے اُنھین اس قدر گھیر لیا کہ مجبوراً اپنا کیمپ چھوڑ کے پیچھے ہٹنے لگے۔ اور
یہودیون نے تعاقب کیا جتنے رومی دمدمون اور برجون پر تھے سب بہادری سے

رومیون کا شکست کھاکے سنبھلنا

مقابلہ کرتے ہوے مارے گئے۔ جگہ چھوڑنیوالا رومی
لشکر بہت دُور تک یہودیون کی مار کھاتا ہوا ہٹتا چلا گیا۔ مگر جب وہ لوگ شہر سے
زیادہ فاصلے پہ پہونچ گئے تو طیطوس نے اپنے سپاہیون کو للکار کے روکا اور حملے پر
آمادہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یکایک رومی جان پر کھیل کے پلٹ پڑے۔ اور چند ساعت
کی سخت اور دست بدست لڑائی کے بعد یہودی ہٹے۔ لیکن اس لڑائی مین
رومیون کا بے انتہا نقصان ہوگیا۔ بڑی بڑی اور دعوٰی کی جتنی منجنیقین تھین سب
جل کے غارت ہوگئین۔ اور جو باقی رہین وہ بالکل معمولی قسم کی تھین۔

رومیون کو اِس حملے کا انتقام لینے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ نظر

قحط کے ہولناک واقعات

آئی کہ محاصرے مین سختی کرکے دشمنون کو قحط کا اور زیادہ
مزہ چکھائین۔ چند ہی روز مین یہ حالت ہوگئی کہ شہر کے تمام گھر عورتون اور بچون کی

لاشون سے پٹے پڑے تھے - بڈّھے سڑکون پہ پڑے ایڑیان رگڑ رگڑ کے دم توڑ رہے تھے - لاشون کے دفن کرنے کا بھی کوئی انتظام نہ تھا - اسی خیال سے بعض لوگ یہ کرتے کہ خود ہی قبرون مین جا کے لیٹ رہتے - اور وہین پڑے پڑے مر جاتے - لیکن اُن کے مذہبی جوش اور خانۂ خدا کے ساتھ اُن کے دلی تعلق کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہو کہ اِن مرنے والون مین سے بہتون کی یہ حالت ہوئی کہ مسجد اقصیٰ کی طرف دیکھتے ہی دیکھتے دم نکل گیا - چند روز بعد قحط اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا - اب چور اور لوٹیرے خود فاقے کرنے لگے تھے - جو دیوانے کتّون کی طرح شہر کے گلی کوچون مین پھرتے - اور ایک ایک گھر کی تین تین چار چار دفعہ تلاشی لیتے - ایک ایک لقمے کے لیے عزیز سے عزیز دوست کی جان لے لی جاتی - بھوک کی شدت مین لوگ اپنی کمر کی پٹیان چوستے اور ڈھالون پر منڈھا ہوا چمڑا نوچ نوچ کے کھا گئے -

ایک عورت اپنے بچے کو کھا گئی

اور آخر خدا کے غضب کا یہ نہایت ہی عبرتناک منظر نظر آیا کہ مریم بنت ایلیزر جو بیت المقدس کی ایک معزز عورت تھی - اور دولت مندی کے باعث ابتدا سے انتہا تک صدہا مرتبہ اُس کا گھر لوٹا جا چکا تھا بھوک اور فاقے سے اُس کی یہان تک نوبت پہونچی کہ از خود رفتہ اور دیوانی ہو گئی - اُس کا ایک ننھا بچہ تھا جو بار بار ماں کی خشک چھاتیون سے دُودھ کی رطوبت چوسا کرتا - اِس بچے کو اُس نے پکڑ کے ذبح کیا - اور اُس کا آدھا ٹکڑا بھون کے کھا گئی - اور باقی ماندہ نصف حصہ دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا - دھوئین اور کھانے کی بو پھیلی تو چورون نے یورش کی - دروازہ توڑ کے اندر گھسے - اور دھمکانے لگے کہ "لا جو کھاتی تھی" مریم نے ایک عجیب قسم کے وحشیانہ چشم و ابرو سے جواب دیا "گھبراؤ نہین - تمھارا حصہ بھی مین نے رکھ چھوڑا ہے" اور یہ کہہ کے بچے کا باقی ماندہ حصہ نکال کے اُن کے سامنے رکھ دیا - یہ دیکھتے ہی سب ایک سناٹے مین آ گئے - اور مبہوت کھڑے تھے

کہ مریم نے نہایت کرخت آواز سے چلا کے کہا "کھاؤ - اس لیے کہ باوجود ماں ہونے کے مین کھا چکی ہون - تم نہ عورت سے زیادہ نرم دل ہو - اور نہ ماں سے زیادہ شفیق - لیکن ہاں اگر مذہب کے خیال سے نہیں کھاتے ہو تو رہنے دو - آدھا کھا ہی چکی ہون - آدھا یہ بھی کھا لون گی" الغرض شہر کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ خود طیطوس بھی سُن کے نہ ضبط کر سکا - اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کے کہنے لگا "خداوندا! تو جانتا ہے کہ یہ مین نے نہین کیا - ان لوگون نے خود ہی اپنی یہ حالت کر رکھی ہے" کہتے ہین کہ قحط سے موت کی گرم بازاری یہان تک ترقی پر تھی کہ اڑھائی مہینے کی مدت مین ایک لاکھ پندرہ ہزار آٹھ سو اسی لاشین ایسی ملین جن کا کوئی دفن کرنیوالا نہ تھا - شہر کے حکام اون نے مجبوراً اُن کو اپنے اہتمام سے دفن کرایا - دیگر مورخین کا بیان ہے کہ تقریباً چھ لاکھ اسرائیلی اس قحط کی مصیبت سے نذر اجل ہوئے - یہ تو حالت ہو رہی تھی مگر یوحنا دشمنون کے آدمی اُسی استقلال سے لڑنے اور کٹنے کو تیار تھے - اور خود اپنی قوم کی لاشون کو ہر طرف گلی کوچون مین اور سڑکون پر بے تکلف روندتے پھرتے تھے مصیبت زدہ اہل شہر مین سے بعض نے رومیون سے معاملت کرنا چاہی - مگر راز کھل گیا - اور بیچارے خود اپنے ہم قوم سرداروں کے حکم سے مارے گئے - بیرونی لوٹیرے جو خاص مسجد اقصیٰ پر قابض تھے اُنھون نے افلاس تنگدستی سے عاجز آ کے خود حرم کے خزانے کو لوٹ لیا جس سے بڑا کوئی جُرم یہودیون کے اعتقاد مین نہ ہو سکتا تھا -

آخر کار رومیون نے بڑی مستعدی و سرگرمی سے نئی منجنیقین بنا کے قائم کر لین - یہودیون نے اُن پر بھی حملہ کیا - مگر کامیاب نہ ہو سکے - بلکہ رومیون نے ایک دن سخت سنگباری کر کے اور فصیل کی بنیاد سے پتھر گرا گرا کے تھوڑی دیوار منہدم کر دی - مگر جب اندر گھُسے تو نہایت متحیر ہوئے کہ اُس کے

خود طیطوس کو ترس آیا

قحط نے کتنون کی جانین لین

رومیون نے نئی منجنیقین بنائین

پیچھے پاس ہی یوحنا کے لوگون نے ایک دوسری دیوار بنالی تھی۔

انطونیا فتح ہوگیا | اس کے دو دن بعد رومیون نے خاص انطونیا پہ یورش کی۔ اور سخت خونریزی و معرکہ آرائی کے بعد اُس مضبوط قلعے پر قابض ہوگئے اُس کے دوسرے دن یعنی ۵۔ جولائی کو طیطوس نے انطونیا کو کھود کے زمین کے برابر کردیا اب رومی حرم کے قریب ہی تھے۔ اور اس کے بعد اُن کا حملہ اس مقدس عمارت ہی پر ہوسکتا تھا جس کے پھاٹک چُن دیے گئے تھے۔ اور یہودیون نے مزید احتیاط کے لیے پھاٹکون کے پیچھے بڑے بڑے شہتیر اڑا دیے تھے۔ سارا صحن مسجد خون مین رنگا اور لاشون سے پٹا ہوا تھا۔ اور وہ مقدس مقام جہان پرندہ پر نہ مار سکتا تھا۔ اُس مین لوگ خون آلود تلوارین لیے ٹہل رہے تھے۔ طیطوس نے

طیطوس کی طرف سے پیام صلح | اس موقع پر بھی اپنی صلح پسندی کا ثبوت دیا۔ پہلے تو مجبور کر کے یوسفوس کو بھیجا۔ جو دیوار پر سے گالیان سُن کے ناکام واپس آیا۔ اس کے بعد اُس نے اور لوگون کے ذریعے سے کہلا بھیجا "تمھارا دعویٰ تھا کہ یہ حرم محترم غیرون کے قدم سے ناپاک ہوجاتا ہے جس کی رومیون نے ہمیشہ پابندی کی۔

وہ حرم کو تباہی سے بچانا چاہتا ہے | ہم نے خود تم کو اجازت دی کہ جو کوئی ایسی گستاخی کرے اُسے قتل کرڈالو۔ مگر اب تم خود خون اور لاشون سے اس حرم ربانی کی بیحرمتی کر رہے ہو۔ مین تمھارے دیوتاؤن کو۔ اپنی تمام فوج کو۔ اپنے ساتھ کے یہودیون کو اور خود تم کو بھی گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین تمھین اپنے حرم کے ساتھ ایسی بے ادبی کرنے پر مجبور نہین کرتا۔ لڑنا ہی ہے تو وہان سے نکل کے کسی اور جگہ لڑو۔ اور مین وعدہ کرتا ہون کہ کوئی رومی سپاہی اُس مقدس عمارت کو ہاتھ نہ لگائے گا"

لیکن یہ ایسی بات تھی جس کی تعمیل یہودی کسی طرح نہ کرسکتے تھے۔

خاص مسجد اقصیٰ پر حملہ | آخر رومیون نے حرم بھی یورش کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک

رات کو پہر رات رہے حملہ شروع ہوا۔ اور نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی۔ مگر آٹھ
گھنٹے تک متواتر دھاوون کے بعد رومی انطونیا کے میدان میں واپس آئے۔
یہودیون نے اُن عمارتون مین آگ لگادی تھی جن کے ذریعے انطونیا اور بیت المقدس
کے مابین آمد و رفت تھی۔ اس کے جواب مین رومیون نے دوسری طرف خاص
حرم کی بیرونی غلام گردش مین آگ لگادی۔ اور اپنی منجنیقین بھی ہیکل سلیمانی کے
اُس پر سنگباری | سامنے لاکے لگادین۔ آخر آگ نے میدان صاف کردیا اور رومی
حرم کے بیرونی صحن کے مالک ہوگئے۔ اور اب منجنیقین اندرونی صحن کے مشرقی
کمرون کی طرف لگائی گئین۔ چھ دن تک برابر سنگباری ہوتی رہی۔ مگر یہ دیوار
ایسی مضبوط تھی کہ اُسے ذرا بھی صدمہ نہ پہونچا۔

اور دھاوا | مجبور ہوکے رومیون نے سیڑھیان لگا لگاکے چڑھنا اور دھاوے
کرنا شروع کیا۔ مگر اس لڑائی مین اُن کا سخت نقصان ہوا۔ جو رومی چڑھ کے
حرم مین آگ لگائی گئی | اُوپر گیا دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ آخر عاجز آکے
طیطوس نے حکم دیدیا کہ حرم کے سب پھاٹکون مین آگ لگا دی جاے۔ اس آگ نے
غضب کردیا۔ رومیون کی مشعلین پھاٹکون سے لگی ہی تھین کہ لکڑی نے آگ پکڑ لی۔
چاندی سونے کی چادرین یکایک دہک اُٹھین۔ اور آگ پھاٹک سے اُتر کے
غلام گردش کے ساتھ ساتھ چارون طرف پھیلنے لگی۔ یہ حالت دیکھ کے یہودی
بہت گھبرائے۔ بدحواس ہو ہو کے چارون طرف دوڑنے لگے۔ اور کچھ ایسے
ہاتھ پاؤن پھولے کہ کسی کو بجھانے کی بھی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آخر ایک آتشین حصار نے
جو یہودی اُس مین تھے جل جل کے مرتے ہین | اُنھین چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور بلند شعلون کی گرمی
سے وہ کباب کی طرح بھننے لگے۔ لیکن اس وقت بھی گو کہ
بدحواس تھے مگر ہمت نہین ہاری تھی اور لڑائی کا سلسلہ ویسا ہی باقی تھا۔

ایک رات اور ایک دن مین آگ پورے حصار مین پھیل گئی۔ جس کے بعد طیطس نے حکم دیا کہ اب آگ بجھائی جائے۔ اور فوجون کے بڑھنے کے لیے ایک راستہ صاف کر لیا جائے۔ اس حالت مین رومی افسرون نے باہم مشورہ کیا کہ یہود کے اس معبد کی نسبت کون سی کارروائی مناسب ہے۔ آیا یہ باقی رکھا جائے یا منہدم کر دیا جائے۔ طیطوس منہدم کرنے کے خلاف تھا۔ مگر کثرت رائے نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی حیثیت معبد کی نہین بلکہ ایک قلعے کی ہے۔ اس لیے اُس کا منہدم کر دینا ضروری ہے۔

مسجد اقصیٰ کے مسمار کرنے کی تجویز

اب یہودی یورش کر کر کے پھاٹکون سے نکلنے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر رومی بغیر اس کے کہ اُن پر حملہ کرین اپنی ڈھالین سامنے کر کے فقط روک دیتے تاکہ آگ اور گرمی کا مزہ خوب اُٹھائین۔ اسرائیلیون کی یہ جانبازی کی یورشین ایسی سخت تھین کہ کئی مرتبہ خود طیطوس کو اپنی فوجون کے ساتھ جا کے روکنا پڑا۔

باب ہفدہم

بیت المقدس کی آخری تباہی اور یہود کا حسرتناک زوال

تباہی کا دن۔ حرم مین آگ لگی۔ اُس کی وجہ۔ حرم کے اندر خونریزی۔ حرم الحرم پر شعلے بلند ہوے۔ آتش زدگی کی ہیبت ناک تصویر۔ قتل عام۔ یوحنا اکرہ مین۔ قتل و غارت۔ اکرہ کا محاصرہ۔ اور اُس کا مفتوح ہونا۔ بُرج مسمار کیے گئے۔ بقیۃ السیف لوگون کا انجام۔ مقتولون اور اسیرن کی تعداد۔ یوحنا و شمعون کا انجام۔ قلعۂ مشو یروس۔ وہان کے سوار الیعزر کی بہادری۔ اور گرفتاری۔ قلعہ مسعدہ۔ وہان کا لیڈر الیعزر۔ عام خودکشی۔ اگریپا اور برنیقہ روم مین۔ برنیقہ پر طیطوس کا عشق۔ اور اس کی شرمناک معشوقی۔ عام ظلم۔ مگر یہودی اب بھی ویسے ہی سرکش ہین۔ نئے مسیح کا انتظار۔ یہود کے

نئے پیشوا ربی - اُن کی قومیت مٹانے کی تدبیرین - نیا مسیحا برتو سیدباس - ربی عقبیہ - اپنے آقا کی بیٹی پر اُس کا عشق - عشق نے اُسے عالم و فاضل بنا دیا - یہود اُسے حضرت موسیٰ سے بھی بڑا عالم جانتے - بدترین قیصر ادرد فوس حاکم ارض یہودا - ربی عقبیہ کا قتل - برتوشیباس کا زور و شور - بیت المقدس پر اُس کا قبضہ - لولیوس سپہ سالار روم کا حملہ - اور کامیابی - قلعہ بثیر - اُس کا محاصرہ - مقدس ربی الیعزر خود مقتدون کے ہاتھ سے اُس کا قتل ہونا - قلعہ بثیر پر رومیون کا قبضہ - قتل عام مقتولین کی تعداد - یہودیون کی تباہی کا مرثیہ - اس کے بعد ارض یہودا پر کیا گزری - بیت المقدس کا نیا نام ایلیا - اس مین بتخانے - اُس مین چند عیسائیون کو رہنے کی اجازت - اُن کا پہلا بشپ - بیت اللحم کے پھاٹک پر سور کی مورت - نام تک مٹ گیا -

تباہی کا دن آخر اگست کی ۱۰ - تاریخ آ گئی - جو یہودیون کے حساب شہور و سنین سے وہی دن تھا جس روز مسجد اقصیٰ کو بخت نصر نے منہدم کیا تھا - اتفاقاً اُس دن طیطوس ہٹ کے انطونیا مین واپس چلا گیا تھا - اور بچھونے پر غافل پڑا سو رہا تھا کہ ناگہان حرم مین آگ لگی ایک شور ہوا - اور ایک آدمی نے دوڑ کے اُسے خبر دی کہ خود معبد نے آگ پکڑ لی - اور اُس پر شعلے بلند ہو رہے ہین - یہ سنتے ہی طیطوس فوراً دوڑ کے آیا - اور آگ بجھانے کا حکم دیا -

اور ہوا یہ کہ محصور یہودیون نے شکست کھانے کے بعد پھر حملہ کیا - اور اُن لوگون پر ٹوٹ پڑے جو طیطوس کے حکم سے غلام گردش مین آگ بجھا رہے تھے - اُس کی وجہ یہود کو نرغہ کرتے دیکھ کے رومیون نے بھی حملہ کیا - اور یہودیون کو مار کے ہٹا دیا - فقط ہٹا یا ہی نہین بلکہ تعاقب کرتے اندر تک چلے گئے - انھین تعاقب کرنے والون مین سے کسی شریر النفس رومی نے اپنے ایک رفیق کے کندھے پر چڑھ کے ایک جلتی ہوئی لکڑی حرم کے شمالی حصے کی ایک محراب مین ڈال دی

اسے تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ وہان سے شعلے بلند ہونے لگے - یہودیون نے جو یہ حالت دیکھی تو ان کا جوش بیان باہر تھا - سب نے زور و شور سے ایک نعرہ بلند کیا - اور تلوارین سوت سوت کے آمادہ ہوگئے کہ مارین اور مرجائین - اور اپنی لاشون کو بھی حرم محترم کے کھنڈرون کے اندر دفن کر دین -

حرم کے اندر خونریزی | رومیون مین بھی اس وقت غیر معمولی جوش تھا - لاشون کو روندتے ہوے پل پڑے اور دل مین ٹھان لی کہ مسجد اقصیٰ کی تباہی شروع ہی ہوگئی ہے تو اب اسے اچھی طرح مسمار کر کے چھوڑ دین - چارون طرف سے یورش کرتے اور لاشون کو روندتے ہوئے حرم کے اندر گھسے - جہان یہودیون سے دست بدست لڑائی ہوئی - اور ہزارہا خلقت قربان گاہ کے سامنے ڈھیر ہوگئی روی غصے مین بھرے ہوے تھے - اور اُن مین سے بعض لوگ چھپا چھپا کے آگ پھینک رہے تھے تاکہ جہان نہ لگی ہو وہان بھی لگ جائے -

اس وقت بیت المقدس کے اندر کی حالت ایسی نہ تھی کہ اُس کا تذکرہ سُن کے انسان کانپ نہ جائے - طیطوس چلا چلا کے آگ بجھانے کا حکم دے رہا تھا مگر شور و ہنگامے مین کوئی اُس کی آواز نہ سنتا تھا - قطع نظر اس کے یہ ایسا نازک وقت تھا کہ خود اُس کے سپاہی اُس کے اختیار مین نہ تھے - آخر جب اُس نے دیکھا کہ ابھی تک خاص مقدس مقام یعنی حرم الحرم محفوظ ہے تو اُس کے

حرم الحرم پر شعلے بلند ہوئے | بچانے کی تدبیرین کرنے لگا - مگر وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کسی رومی نے ایک جلتی ہوئی مشعل خاص حرم الحرم کی محراب مین بھی پھینک دی اور وہان سے بھی شعلے اُٹھنے لگے - آنچ اور شعلون کی روشنی مین در و دیوار کا سونا اپنی خوشنمائی کا آخری سمان بڑی آب و تاب سے دکھا رہا تھا جسے دیکھ کے رومیون کو یقین ہوگیا کہ سارا مکان سونے کا بنا ہے - اور خاص محراب و ہیکل مین تو دولت

کی کوئی انتہا نہین چنانچہ اسی خیال سے وہ زیادہ کوشش کر رہے تھے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اُسے منہدم کر ڈالین۔

آتش زدگی کی ہیبت ناک تصویر | آخر حرم کے اندر ہر جگہ آگ پھیل گئی۔ اور دُھوئین اور گرمی کی وہ شدت ہوئی کہ سب نے اس محترم عمارت کو خدا پر چھوڑا اور باہر نکل آئے۔ رومیون کے لیے تو غالباً یہ ایک دلچسپ تماشا ہوگا۔ مگر اس تماشے کا حال کوئی اُن یہودیون سے پوچھتا جو اُسے سہمے ہوے دیکھ رہے تھے۔ ساری پہاڑی جس پر یہ خانۂ خدا تعمیر کیا گیا تھا کوہ آتش فشان بنی ہوئی تھی۔ مقدس عمارت کا ہر حصہ یکے بعد دیگرے جل جل کے گر رہا تھا۔ اور سُنہری محرابین سرخ شعاعین دے رہی تھین۔ ہر بُرج سے شعلے اُٹھتے تھے جن کی روشنی مین گرد کی پہاڑیان چمک اُٹھتی تھین۔ ہر طرف لوگ ٹھٹھ لگائے ایک سناٹے اور حسرت کے عالم مین کھڑے عبرت کی آنکھون سے یہ خوفناک منظر دیکھ رہے تھے۔ اور بار بار دل مین کہتے تھے کہ دیکھیے خدا کا کیا غضب نازل ہوتا ہے۔ شہر کی دیوارون پر برابر سپاہی سر نکلتے اور رنگ برنگ شعلون کی روشنی مین کوئی وفور ناامیدی سے زرو نظر آتا اور کوئی جوش انتقام سے سرخ۔ یہودیون کی قوم مین تو عموماً موت کا سناٹا تھا۔ مگر رومی سپاہی جو دوڑ دوڑ کے آگ بجھا رہے تھے اُن کی چیخ پکار سے ایک عجیب ہنگامۂ محشر بپا تھا جس مین بار بار شہتیرون اور پتھرون کے چیخنے کی آوازین مل کے سارے شہر کی عمارتون اور اُن کے ساتھ ساری قوم کے دلون کو دہلا دہلا دیتی تھین۔

قتل عام | ابھی وقت قتل عام کا بازار بھی گرم تھا۔ مرد۔ عورت۔ بوڑھے بچے سپاہی واہل علم۔ عابد و زاہد۔ لڑنے والے اور ہاتھ جوڑ کے رحم کی تمنا کرنے والے سب ایک ہی طرح اور یکسان بے رحمی و سنگدلی سے قتل ہو رہے تھے۔ مقتولون کا شمار قاتلون سے بدرجہا زیادہ تھا۔ اور رومی سپاہی لاشون کے

ڈھیر لگا لگا کے اور اُن پر چڑھ چڑھ کے آگ بجھا رہے تھے۔ حرم کی بیرونی ڈیوڑھی کا ایک چھوٹا سا حصہ آگ سے بچ گیا تھا اور اُس مین چھ ہزار یہودیون نے پناہ لی تھی جن مین عورتین تھین۔ بچے تھے۔ اور پیر فانی تھے۔ رومی سپاہیون نے وہان جان بوجھ کے آگ لگا دی۔ اور وہ سب اُسی مین جل کے خاک ہو گئے۔

مگر یوحنا نے اس نازک حالت مین بھی یہ عجیب و غریب شجاعت کا کام کیا کہ

یوحنا اکرہ مین

اپنے چند بہادرون کے ساتھ نکلا۔ رومیون سے لڑتا ہوا شہر کے بالائی حصہ پر پہونچا۔ اور اکرہ کی عمارت مین قلعہ بند ہو کے مقابلے کا سامان کرنے لگا۔ اس جگہ کے سوا اب سارے شہر مین رومی پھیلے ہوے تھے۔ اور کوئی حصہ

قتل و غارت

شہر کا حملہ آورون کے وحشیانہ جور و ستم سے محفوظ نہ تھا۔ رومی ایک ہاتھ سے جانین لیتے تو دوسرے ہاتھ سے ہر قسم کی دولت لوٹ رہے تھے۔ اب سارا رومی لشکر حرم کے حصار کے اندر آگیا۔ اور جن کھنڈرون سے دھوان اُٹھ رہا تھا اُنھین پر روم کا عقابی جھنڈا اگاڑ دیا۔ اس کے بعد فتح کی خوشی مین رومی دیوتاؤن کے نام پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ اور شہنشاہ کی جگہ پر خود طیطوس کی سلامی لی گئی۔ کہتے ہین کہ رومیون کو یہان اتنی دولت ہاتھ لگی تھی۔ کہ ملک شام مین سونے کی قیمت آدھی رہ گئی۔

ان تمام رسمون کے بجالانے کے بعد شمعون اور یوحنا کی طرف توجہ کی گئی

اکرہ کا محاصرہ

جو بلندی شہر مین پہونچ کے مقام اکرہ مین قلعہ بند ہو گئے تھے۔ اکرہ کا بھی سخت محاصرہ ہوا۔ اٹھارہ دن اُس حصۂ شہر کے گرد لڑائی رہی۔ اور یہودی سردارون نے سپہ گری و جانبازی کا کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا۔ اور جب یون زور نہ چلا تو یہان بھی گرداگرد منجنیقین لگا دی گئین جن کی سنگباری سے دیوار مین درز پڑ گئی۔ اور رومی فتح کے نعرے بلند کرتے ہوے اندر گھس پڑے

اور اس کا مفتوح ہونا | اب یہ مقام بھی فتح ہو گیا اور اگرچہ ہر گھر مین رومیون کا جا بجا سیکڑون قحط زدون کی لاشین ملتین مگر وہ بغیر ترس کھاے زندون کو بھی قتل کر کے اُنھین کے برابر لٹا دیتے۔ یہان تک کہ سب قتل ہو گئے۔ مگر یوحنا و شمعون کا اب بھی پتہ نہ لگا۔ وہ دونون ایک تہ خانے مین گھس کے بیٹھ رہے تھے۔

بُرج مسمار کیے گئے - اب حکم دیا گیا کہ سارا شہر مسمار کر دیا جاے۔ سوا تین بُرجون کے جو فتح کی یادگار مین چھوڑ دیے گئے تھے کسی چیز کا بھی نام و نشان نہ باقی رہا۔

بقیۃ السیف لوگون کا انجام | سپاہی قتل کرتے کرتے تھک گئے تھے۔ مقتول اور تباہ شدہ حرم محترم پر آنسو بہانے والے چند زن و مرد باقی رہ گئے تھے۔ وہ سب لا کے اُس مقام مین جمع کیے گئے جو عورتون کا صحن کہلاتا تھا۔ جو لوگ اُن مین سے مشہور یا مسلم باغی ثابت ہوے قتل ہوے۔ چند یہودی جو خوبصورت قد آور نظر آئے بچا لیے گئے تاکہ روم مین طیطوس کے جلوس داخلہ کو رونق دین۔ باقی ماندہ اسیرون مین جو سترہ برس سے زیادہ عمر کے تھے یا تو مصر مین بھیج دیے گئے کہ اُن سے کانون کے کھودنے کا کام لیا جائے یا دیگر ممالک مین اس غرض سے بھیج دیے گئے کہ ایمفی تھیٹرون مین وحشی درندون سے لڑائے جائین اور نا خدا ترس تماشائی خوش ہو ہو کے اُن کے پھاڑنے اور ہلاک کیے جانے کا تماشا دیکھین۔ مگر ان مین سے بھی بارہ ہزار فاقہ زدہ بھوک سے مر گئے اس لیے کہ بعض کو تو کھانا ہی دیر مین دیا گیا۔ اور بعض نے کھانے سے خود ہی انکار کر دیا یہان تک کہ سوکھ سوکھ کے مر گئے۔

مقتولون اور اسیرون کی تعداد | اس تمام محاصرے مین گیارہ لاکھ آدمی قتل ہوے۔ اور ۹۷ ہزار اسیر کیے گئے۔ اور اُن کی تعداد اتنی زیادہ ہونے کی وجہ وہی تھی جو ہم اوپر بتا چکے ہین کہ فقط بیت المقدس کے رہنے والے نہ تھے بلکہ تمام اطراف وجوانب کے

یہودی جمع تھے جو مذہبی عید منانے کے لیے حرم محترم مین آ گئے - اور ناگہان محاصرے کی آفت مین پھنس گئے - لیکن اگر اس کا حساب لگایا جاے کہ اس پورے ہنگامے مین کتنے یہودی مارے گئے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسی ساری قوم یہود کا قتل و قمع ہو گیا - اول سے آخر تک کُل تیرہ لاکھ چھپن ہزار چار سو ساٹھ یہودی قتل اور ایک لاکھ ایک ہزار سات سو گرفتار ہوے - یہ شمار بھی صرف اُن یہودیون کا ہے جو رومیون کے ہاتھ سے مارے گئے - یا دشمنون کے ہاتھ مین اسیر ہوئے - مگر جو جانین باہمی خونریزیون قتل و غارت - اور قحط کی نذر ہوئین اُن کا شمار اس کے علاوہ ہے - اور تھوڑا نہین - بہر تقدیر شاید ایسا قتل عام کبھی کسی قوم مین نہ ہوا ہوگا اور جب تک دنیا مین ایک یہودی بھی موجود ہے نہ بھولے گا کہ رومی تہذیب اور قدیم مہذب یورپ نے اُن کے ساتھ کیا اور کیسا سلوک کیا -

یوحنا و شمعون کا انجام طیطوس کو بڑی حیرت تھی کہ یہ سب ہوا مگر یوحنا اور شمعون کا پتہ نہین - وہ دونون اپنے اُسی تہ خانے مین چھپے بیٹھے رہے - آخر قحط کی مجبوری سے یوحنا باہر نکل آیا - اور چونکہ جان بچانے کا وعدہ کیا گیا تھا اس لیے زندگی بھر کے لیے قید کر دیا گیا - مگر شمعون زمین ہی کے نیچے چھپا بیٹھا رہا - یہان تک کہ طیطوس کے چلے جانے کے بعد جب یہ محترم شہر انسانون سے خالی تھا - ساری آبادی ختم ہو چکی تھی - اور فقط چند رومی سپاہی معبد کے کھنڈرون پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے رومیون نے حیرت سے دیکھا کہ ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے ناگہان زمین سے نکل آیا پہلے تو وہ ڈرے - مگر آخر جی کڑا کر کے پاس گئے اور پوچھا "تم کون ہو؟" اُس نے جواب دیا "مین شمعون ہون" اس جواب پر وہ بھی گرفتار کر کے طیطوس کے پاس بھیجدیا گیا - اور اُسے بھی طیطوس کے جلوس داخلہ مین جگہ ملی -

اس طرح یہ مقدس شہر دنیا کی ایک مدعی تہذیب قوم کے ہاتھ سے تباہ

ویرباد ہوا۔ اتنی بڑی شکست عظیم اور عام مصیبت سے یہودیون کو اپنے قومی ادبار کا اِس درجہ یقین ہو گیا تھا کہ ساری ارض یہودا مین پھر کسی مزاحمت و سرتابی کی اُمید نہین کی جا سکتی تھی۔ مگر یہودیون ہی کی قوم تھی جس نے اتنی بڑی شکست

قلعہ مشوبرس

عظیم اور ایسے قومی عام ادبار کے بعد بھی فتحیاب رومیون سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ چند یہودیون کا ایک گروہ قلعۂ مشوبروس مین جمع ہوا جن پر ایلیعزر نام ایک نوعمر اسرائیلی حکمران تھا۔ رومیون نے اس قلعہ کا بھی محاصرہ

وہان کے سردار ایلیعزر کی بہادری

کر لیا۔ ایلیعزر نے ایسی بہادری سے مقابلہ کیا کہ رومی لڑائی سے عاجز آ گئے۔ یہودی سردار ایک مرتبہ اپنے ساتھیون کے ساتھ قلعے سے نکل کے دشمنون پر حملہ آور ہوا۔ مگر بدنصیبی سے واپسی کے وقت کسی سے باتین کرنے مین ایسا مصروف ہوا کہ ساری فوج قلعے مین داخل ہو گئی اور وہ باہر ہی کھڑا رہ گیا۔ ایلیعزر کو اِس غلطی کی اُس وقت خبر ہوئی جب رومی اُسے گھیر چکے تھے آخر پکڑ کے باندھ لیا گیا۔ فتحیابون نے اُس کے کوڑے لگائے۔

اور گرفتاری

پھر اُسے لٹکانے کے لیے سولی کھڑی کی۔ یہودیون سے اپنے ایسے شریف النفس اور نوجوان سردار کا مارا جانا نہ دیکھا گیا۔ اُس کی جان بچانے کے وعدے پر سپنے اطاعت قبول کر لی۔ اور قلعے کے پھاٹک کھول دیے۔ یہ سنہ ۵۰۰ قبل محمد یعنی سنہ ۷۱ع کا واقعہ ہے

اس کے دوسرے برس سنہ ۴۹۹ قبل محمد مین رومیون نے ایک دوسرے

قلعۂ مسعدہ

اسرائیلی قلعے مسعدہ کا محاصرہ کیا۔ یہ شام کے تمام قلعون سے زیادہ مضبوط خیال کیا جاتا تھا۔ اور اکثر لوگون کو یقین تھا کہ اس قلعے کو رومی کسی طرح نہ فتح کر سکین گے۔ کئی سخت لڑائیون کے بعد ایک رات کو رومیون نے اُس پر چڑھ کے چارون طرف آگ جلائی۔ ابتدا ءً تو آگ کے

شعلے خود رومیون کی طرف جھکتے تھے اس لیے کہ ہوا کا وہی رُخ تھا- مگر تھوڑی دیر کے بعد ہوا کا رُخ پلٹ گیا- اور آگ کے شعلے محصور یہودیون کو جلانے لگے- جو شخص یہان یہودیون کا سردار تھا اُس کا نام بھی ایلئیزر تھا- جب آگ کی وہان کا سردار ایلیزر | گرمی بڑھی اور یہودی شعلون کی لپک سے بے قرار ہونے لگے تو اُس نے سب کو جمع کر کے ایک نہایت ہی پُرجوش تقریر کی - اور کہا "معلوم ہوتا ہے خدا ہی نے ہماری قوم کو چھوڑ دیا ہے- اور ہم ساعت بساعت مجبور ہوتے جاتے ہین کہ قلعہ رومیون کے حوالے کر دین - مگر اس سے تو یہ بہتر ہے کہ ہم اپنی جانین خود خدا ہی کو دیدین ؟" سب نے اس رائے سے اتفاق عام خودکشی | کیا- اور عام خودکشی کی تجویز منظور ہو گئی- سب نے تلوارین سُوت سُوت کے پہلے عورتون اور بچون کو قتل کیا- پھر سب مین سے دس آدمی منتخب ہوئے کہ باقی ماندہ لوگون کو جام فنا پلائین- جب یہ لوگ اپنا یہ خونخوار اور ہولناک کام پورا کر چکے تو اُن مین سے نو آدمی منتخب ہوے کہ اکا دُکا نو سے ساتھیون کی جان لین- پھر باقی ماندہ نو مین سے ایک نے اپنے آٹھ ہمراہیون کو قتل کیا- اور جب اُس نے دیکھا کہ اب اپنے تمام رفقا مین سے اکیلا ایک شخص مین ہی باقی رہ گیا ہون تو خودکشی کر لی- اس کے بعد ایک زمانے تک رومی اسی خیال مین رہے کہ قلعے والے لڑنے کو تیار ہین- مگر جب قلعے پر چڑھے اور ہر طرف سناٹا نظر آیا تو اندر گئے اور اسرائیلیون کے اس عجیب و غریب قومی تعصب پر سخت متحیر ہو کے افسوس کرنے لگے-

الغرض یہی زمانہ ہے جب سے یہودیون کی قوت دنیا سے ہمیشہ کے لیے فنا ہو گئی- پچھلے شاہی خاندان کا بدنصیب پس ماندہ اگرپا دوم جس نے اول اگرپا اور برنیقہ روم مین | سے آخر تک رومی اسلحہ کی جنبہ داری کی تھی وہ بھی

حکومت سے بالکل محروم کر دیا گیا۔ اور اپنی بہن برنیقہ کے ساتھ جا کے دارالسلطنت روم مین سکونت پذیر ہو گیا۔ برنیقہ ایسی حسین وصاحب جمال شاہزادی تھی کہ

برنیقہ پر طیطوس کا عشق

خود طیطوس کا دل اُس پر آگیا۔ جو باپ سے سین کے بعد قیصر روم قرار پایا تھا۔ اور قریب تھا کہ یہ یہودیہ شاہزادی تمام دولت روم کی قیصرہ اور اس عظیم الشان زبردست سلطنت کے سیاہ وسفید کی مالک ہو جائے مگر رومیون کو اندیشہ ہوا کہ کہین دنیا کو پھر وہی تماشا نہ نظر آجائے جو یہودیون کی کتاب مقدس توراۃ کی "کتاب استیر" مین مذکور رہے۔ یعنی استیر نام ایک اسرائیلیہ عورت کے ملکہ ہو جانے سے بُت پرستون پر ہر جگہ تباہی آگئی۔ اسی اندیشے سے سارے رُومیون نے اس جوش وخروش سے مخالفت کی کہ طیطوس کو ڈر کے

اور اس کی شرمناک معشوقی

اس ارادے سے باز آنا پڑا۔ لیکن باوجود اس کے مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ طیطوس زندگی بھر برنیقہ کا عاشق رہا۔ اور نسل اسرائیل کی وہ خوبصورت پچھلی شاہزادی فخر وعزت سمجھ کے بُت پرست شہنشاہ روم کی ناجائز معشوقہ بنی۔ اور اسی بے عزتی کے ساتھ رُومتہ الکبریٰ مین آغوش لحد کے سپرد کی گئی۔

عام ظلم

بیت المقدس کی تباہی اور خانۂ خدا کے بیخ وبُن سے منہدم ہو جانے کے بعد تقریباً پچاس سال تک سوا رومی سپاہیون کے ایک دستے کے اُن کھنڈرون مین کوئی رہنے والا بھی نہ تھا۔ رومیون کا برتاؤ ہر شہر اور ہر قریے مین یہودیون کے ساتھ ظالمانہ تھا۔ خود شہنشاہ روم وسپے سین کی کوشش تھی کہ نسل داؤد کا جو شخص ملے بلا تامل قتل کر ڈالا جائے۔ اس لیے کہ یہودیون کو اسی گھرانے سے کسی مسیحا کے ظاہر ہونے کی اور اسی خاندان سے قومی عروج واقبال کی بنیاد پڑنے کی اُمید تھی۔ رومی مہادیو جوپیٹر کے بت خانے کی تعمیر

کے پیسے فی کس ۲ درہم کے حساب سے ہر یہودی سے ٹکس وصول کیا گیا۔ اور یہودی رومیون کی نظر مین ہر جگہ ذلیل و خوار تھے۔

یہ سب ہوا مگر یہود کا مذہبی غرور کسی طرح نہ ٹوٹا۔ معبد کھُد کے زمین کے برابر ہو گیا۔ قومی سلطنت کا نام و نشان نہ رہا۔ اور شام و مصر کے ہر شہر اور قصبے مین یونانیون اور رومیون نے کوشش کی کہ نسل اسرائیل سے صفحۂ زمین کو خالی کر دین۔ لیکن وہ اُسی طرح اپنی مذہبی ترقی و کامیابی کے اُمیدوار تھے کہ کب خدا مہربان ہوتا ہے اور دنیا کی حکومت پھر اولاد داؤد کے ہاتھ مین آتی ہے۔ قدیم انبیا اور مقتداؤن کی پیشین گوئیان اُمید و آرزو کے ساتھ یاد آئین۔ اور کسی نئے مسیح کے ظہور کا انتظار اُن کے جوش کو روز بروز تازہ اور قوی کرتا جاتا تھا ان تمام باتون کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ ہمیشہ اپنا جوش بے موقع اور بغیر اپنی اور دشمنون کی قوت کا اندازہ کیے ظاہر کر دیا کرتے۔ مذہبی مقتداؤن اور قومی نقیبون نے تعصب کو بڑھا دیا تھا جس کے یہ نتائج روز ظاہر ہوتے کہ اُنھون نے بغاوت کی اور شکست کھا کے پہلے سے زیادہ ضعیف و ناتوان ہو گئے۔

مگر یہودی اب بھی ویسے ہی سرکش ہین

نئے مسیح کا انتظار

اب اُن مین نہ وہ قدیم صدوقی و فریسی باقی تھے اور نہ وہ مجلس صنہادرین اُن سب کے بدلے ایک نئی قسم کے مقتدا پیدا ہوئے جو ربّی کے معزز و متبرک خطاب سے یاد کیے جاتے۔ زوال بیت المقدس سے پہلے ان لوگون کی حیثیت صرف طلبہ کی تھی۔ مگر اب جبکہ اصلی مقتدایان قوم فنا ہو گئے اور قومی قوت ہی منتشر ہو گئی جو کسی خاص شخص کو سارے ہی قوم کا مقتدا بناتی تو ان ربّی لوگون نے خود اپنی کوشش سے اور اپنے دینی خدمات کے

یہود کے نئے پیشوا ربّی

۱؎ ان نقیبون کو اپنے اعمال بد کی سزا ملنا تھا کہ تیر اور منتشر ہوتے تھے۔

صلے مین مقتدائی کا تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور چند روز بعد ایک امام یا مجتہد کی حیثیت سے اولاد اسرائیل کے رہنما و مقتدا قرار پا گئے۔ ربیون کا سلسلہ آجتک چلا جاتا ہے۔ اور اب بھی اسی قسم کے ربی یہودیون کی پیشوائی کر رہے ہین۔ لیکن یہ بات بے افسوس کیے نہین بیان کی جا سکتی کہ اُن ربیون مین سے کسی نے بھی کبھی زمانہ شناسی سے کام نہ لیا۔ بجاے اس کے کہ اِس خودپسند قوم کے جوش تعصب کو اعتدال پر لائین اُلٹے اُن مین عصبیت کو اور بڑھاتے رہے رومیون کے دور مین یہودیون کے لیے کسی امن دوست اور صلح پسند ناصح مشفق کی ضرورت تھی۔ مگر ربیون کا یہ طریقہ تھا کہ فوجی نقیب کی طرح یا شکستہ اور مظلوم قوم مین کھڑے ہوکے اگلے کارنامے اور اگلے انبیا کو یاد دلا دلا کے رجز خوانیان کرتے۔ اور روز ایک نئی بغاوت پر آمادہ کر دیتے۔

اُن کی قومیت مٹانے کی تدبیرین

اُنھین مسلسل بغاوتون اور سرکشیون نے چند روز بعد یہ روز بد دکھایا کہ حکمرانون کی طرف سے اُن کے قومی اور مذہبی نشانون کے مٹانے اور ان کی قوم کے فنا کر دینے کی کوشش ہونے لگی۔ حکم دیدیا گیا کہ کوئی یہودی ختنہ نہ کرے۔ اپنی شرعی کتابون اور اپنے صحیفۂ ربانی کو مطالعہ کی غرض سے کبھی ہاتھ مین نہ لے۔ یوم السبت یعنی ہفتے کے مذہبی احکام ہرگز نہ بجا لائے۔ الغرض اسی قسم کے اور احکام جاری ہو گئے تاکہ جو یہودی باقی ہین وہ بھی چند روز مین دنیا سے فنا ہو جائین۔ یہ ایسے بے اُصول اور خلاف فطرت احکام تھے کہ یہود کو اپنے دین و مذہب کے مٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ اور اُن کے دبے ہوئے قومی جوش مین یکایک ایک نیا اور بہت بڑا اُبال آ گیا۔

نیا مسیحا برقوشیباس

مذکورۂ بالا مظالم نے اُن کے خیالات کو یکجا کیا۔ اتفاق نے پھر اُن مین ایک قوت پیدا کی۔ اور ربہ قوشیباس یا برقوشاب نام ایک نیا اسرائیلی

نمودار ہوا جو اپنے مسیحا ہونے کا مدعی تھا۔ اس شخص کے حالات جو یہودیون کی قدیم مذہبی کتابون مین بیان کیے گئے ہین عجیب وغریب ہین طرح طرح کے خوارق عادات اور کرامات ومعجزات اس کی جانب منسوب کیے جاتے ہین۔ کہتے ہین کہ وہ منجنیق کے پتھرون کو ٹھوکر مار کے دشمنون پر اُلٹ دیتا تھا۔ اور جب لڑائی کے شعلے زیادہ بھڑکتے تو جوش کے وقت اُس کی سانس سے بھی شعلے نکلنے لگتے۔ اس نئے مسیحا کی خبر یکایک سارے یہودیون مین پھیلی۔ اور ہر جگہ یقین کر لیا گیا کہ جس مسیحا کی پشین گوئی بلعام نے کی تھی وہ ظاہر ہو گیا۔ اُس کا نام برقوشیباس ہی اور وہ کوکب آل اسرائیل کا بیٹا ہے۔

اُس نئے مسیحا کی قوت بڑھ جانے کا سب سے قوی سبب یہ ہوا کہ اُس عہد کے سب سے بڑی ربی عقیبہ نے جو یہودیون مین اپنے علم وفضل کے سبب سے قریب قریب ایک پیغمبر کی وقعت رکھتا تھا اُس کو مسیحا تسلیم کر لیا۔

ربی عقیبہ

عقیبہ کی عمر اُن دنون ایک سو بیس برس کی تھی۔ اس مقدس وسن رسیدہ ربی کی نسبت مشہور تھا کہ نوعمری مین گڈریا تھا۔ اور غالیہ شیبہ نام ایک دولت مند یہودی کی بھیڑیان چرایا کرتا تھا۔

اپنے آقا کی بیٹی پہ اُس کا عشق

اُس کا یہ سارا علم وفضل اُسی دولت مند آقا کی پری جمال بیٹی کے طفیل مین تھا۔ اس لیے کہ گلہ چراتے چراتے وہ آقا کی بیٹی پر عاشق ہو گیا۔ اور کچھ ایسے سچے دل سے اُس نے اظہار عشق کیا تھا کہ لڑکی نے بھی اُسے اپنا دل دیدیا۔ اور دونون نے چھپا کے عقد کر لیا۔ نکاح ہو جانے کے بعد عقیبہ نے آقا کے سامنے جا کے درخواست کی کہ مجھے اپنی دامادی کی عزت عطا فرمایئے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایک دولت مند شریف ایسے کم حیثیت اور جاہل نوجوان کو بھلا کیسے بیٹی دیسکتا تھا غالیہ نے اسی بنا پر انکار کر دیا۔ عقیبہ نے یہ جواب پاتے ہی نوکری چھوڑ دی۔

عشق نے اُسے عالم وفاضل بنا دیا اور اُن مشہور شہرون مین پھر پھر کے جہان یہودیون کے اہل علم موجود تھے علم وفضل حاصل کرنے لگا - آخر عشق کے جوش نے اُسے اتنا بڑا عالم وفاضل بنا دیا کہ بارہ برس کے بعد جب پھر غالیہ کے سامنے آ کے اُس نے اپنی معشوقہ کو طلب کیا ہے تو اُس کے گرد بارہ ہزار طلبہ کا ہجوم تھا - مگر یہودی رئیس نے اب بھی انکار کیا - پُرجوش نوجوان خاموشی کے ساتھ واپس چلا گیا اور جان توڑ کے کوشش کرنے لگا کہ اپنے تئین اور زیادہ مکمل بنائے - چند روز بعد چوبیس ہزار خوشہ چینون کا گروہ ساتھ لے کے غالیہ کے سامنے آیا - اور پھر درخواست کی - اب کی غالیہ کا دل پسیج گیا - اور بیٹی دینے پر راضی ہوا - مگر جب رضامندی کے بعد سنا کہ دونون کا عقد چودہ پندرہ برس پیشتر ہو چکا تھا تو اُسے حیرت ہو گئی -

یہود اُسے حضرت موسیٰ سے بھی بڑا عالم جانتے

غرض یہ شخص معشوقہ کے شوق مین علم حاصل کر کے اتنے درجہ کمال پر پہونچ گیا کہ بی بی کو رخصت کراتے ہی تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوا - اور آخر جب مقتدائی کے تاج کے لیے اُس سے زیادہ قابل کوئی شخص نظر آیا تو وہی اسرائیلیون کا ربی بنا لیا گیا - لوگون کو اس سے اس قدر عقیدت تھی کہ اُسے حضرت موسیٰ سے بھی زیادہ صاحب علم وفضل خیال کرتے - اور یہی سبب تھا کہ برقوشیباس کی مسیحائی کو جب اُس نے تسلیم کر لیا تو پھر کس یہودی کی مجال تھی کہ انکار کرے -

طورنس قیصر اور روفوس حاکم ارض یہود

یہ ہدرین قیصر روم کا زمانہ تھا جس کی طرف سے طورنس روفوس نام ایک رومی سردار ارض یہود کا عامل وحاکم تھا - روفوس نے یہودیون کے مذہب اور اُن کی قومیت کے مٹانے کی یہانتک

اور خود ٹھکے آنے مین لوگ اسے سب سے بڑا عالم وفاضل ماننے لگے -

کوشش کی کہ خاص مسجد اقصی کے کھنڈروں میں ہل چلوا دیا - اس کے بعد اُس
جب یہودیوں کی اس شورش کا حال سُنا تو ۱۳۴ء قبل مسیح میں اپنی مختصر
ربی عقیبہ کا قتل فوج سے حملہ کر دیا اور ربی عقیبہ کو گرفتار کر کے قتل
کر ڈالا - مگر اس کارروائی سے مخالفت یا رومیوں کی زبان سے کہنا چاہئے
کہ بغاوت بجائے دبنے کے اور زیادہ ترقی کر گئی - اور اس درجے کو پہونچ گئی
کہ اُس کے فرو کرنے کے لیے روفوس کی موجودہ فوج کافی نہ تھی - روفوس نے
جب اس بغاوت کی رپورٹ دار السلطنت روم میں کی تو معزز اور اہل ثروت
رومیوں کو کسی طرح یقین نہ آتا تھا - وہ حیرت سے کہتے تھے کہ یہودیوں میں شاید
کوئی نہ ہوگا جو اپنے باپ کی زبانی گذشتہ مصیبت اور تباہی کے چشم دید واقعات
نہ سُن چکا ہو - پھر کیونکر ممکن ہے کہ اتنی جلدی وہ لوگ پھر اُسی قدیم بلا کو اپنے
سر پر بُلاتے ہوں ؟

اُدھر رومیوں نے اسی خیال سے جدید فوجوں کے روانہ کرنے میں تساہل
کیا - اِدھر اسرائیلیوں کو لڑائی کا سامان اور فوجیں فراہم کرنے کا اچھا اور
برقوشیباس کا زور وشور کافی موقع مل گیا - برقوشیباس کی مسیحائی نے یہ فوری
کمال دکھایا کہ چند ہی روز کے اندر اُس کے جھنڈے کے نیچے دو لاکھ کے قریب
فوج موجود تھی - جو لوگ اُس کی فوج کی صف اول میں رکھے جاتے اُن کے
لیے ابتدا میں تو یہ ضروری شرط تھی کہ اپنی ایک اُنگلی کٹوا کے دل کی مضبوطی
اور ثابت قدمی کا ثبوت دیں - مگر آخر میں زور آزمائی کا یہ طریقہ مقرر ہوا کہ کوہ
لبنان کے کسی بڑے درخت کو ایک ہی زور میں جڑ سے اُکھاڑ لیں - اس نئے
مسیح نے پہلے تو اپنی تمام کارروائیوں کو مخفی رکھا - اور رومیوں کو سوا اُس
کہ بغاوت کے جوش کا پختت و پز ہو رہا ہے اور کسی بات کی خبر نہ ہوئی - یہودی اتنا

ملک و وطن کے حالات سے جس قدر واقف تھے غیر نہین ہو سکتے تھے - اور ملک بھی
کون جس مین کوئی مقام نہ تھا جہان خفیہ تہ خانے اور زمین کے اندر ہی اندر راستے
نہ بنے ہون - انھین چیزون سے کام لے کے برقوشیباس نے اپنی قوت یہانتک
بڑھائی کہ جب رومیون کو خبر معلوم ہوئی ہے اُس وقت وہ پچاس مضبوط
قلعون اور تقریباً ایک ہزار گاؤن کو اپنے قبضے مین کر چکا تھا- ساری ارض
یہوداہ مین کوئی یہودی نہ تھا جو اُس کے موافق نہ ہو- سوا چند عیسائیون کے جو
حضرت عیسیٰ بن مریم کو سچا مسیح مان چکے تھے اور کسی نئے شخص کی مسیحیت کو ہرگز نہ تسلیم
کر سکتے تھے- اسی اختلاف کی وجہ سے برقوشیباس نے ان تمام عیسائیون کو جو اس کے
ہاتھ مین پڑ گئے بہت سخت سزائین دے دے کے قتل کیا-

جب رومیون سے علانیہ مخالفت ہو گئی- اور نامور ربی عقیبہ مارڈالا گیا

بیت المقدس پر اُس کا قبضہ

تو برقوشیباس نے سنہ ۴۳۸ قبل محمدؐ مین بڑھ کے بیت المقدس
پر حملہ کیا- رومیون کی مختصر فوج کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست ہوئی- اور
نسل اسرائیل چند روز کیلیے پھر اپنے آبائی شہر پر قابض ہو گئی- نئے مسیحا نے اپنے
پُرانے شہر پر قبضہ کرتے ہی قدیم کھنڈرون پر پھر ایک قربان گاہ قائم کی
اور نئی مسجد تعمیر کر لی- نیا اسرائیلی سکہ جاری کیا- اور خانہ خدا کی آزادی کا
نیا سنہ بھی جاری کر دیا گیا-

مگر یہ آزادیان چند ہی روز کے لیے تھین- ہدرین قیصر روم نے یہ حالات

یولیوس سپہ سالار روم کا حملہ

سنتے ہی یولیوس سورس نام ایک نئے نامور سپہ سالار
کو اس مہم پر روانہ کیا جو انھین دنون برطانیہ عظمیٰ کے وحشیون کے مقابلے
مین بہادری کے تمغے حاصل کیے چلا آتا تھا- یولیوس نے ارض یہوداہ مین
پہنچتے ہی یہودیون کا قتل و قمع شروع کر دیا- بیت المقدس اب وہ

پرانا بیت المقدس نہ تھا جس کی تہرسا شہرپناہین کبھی یہ و محاسلحہ کے سامنے دیوار آہنی بنی

اور کامیابی

ہوئی تھین اب کھلا میدان اور بوسیدہ کھنڈر تھے مسیح کو اپنے آغوش پناہ مین دیکے

اور شکست خوردہ آل ابراہیم و اولاد اسرائیل نے بیت المقدس سے بھاگ کر ایک پہاڑ پر [illegible]

قلعہ مین پناہ لی جو بیتر کے نام سے مشہور تھا۔ وہ جس کی قسمت مین تھا کہ دنیا کو ہی ہیبت ناک تماشا پھر دکھانا

قلعہ بیتر

جو ۶۳ برس پیشتر خاص بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ نے دکھایا تھا۔ رومیون نے بیت المقدس

پر قبضہ کرتے ہی اُسے حرم کو پھر کھود کے خاک مین ملا دیا۔ اور آگے بڑھے۔

اسکا محاصرہ

بیتر کے قلعہ مین یہودیون نے اس جرأت و بہادری سے مقابلہ کیا کہ رومی کامل

دو سال تک محاصرہ کیے پڑے رہے اور آخر کار نقصان اُٹھاتے اُٹھاتے جان سے عاجز آگئے۔ یہان

مقدس ربی الیعزر

محصورین مین یہودیون کا ایک بڑا مقدس ربی موجود تھا جسکا نام الیعزر تھا۔ یہ محترم

شخص کسی سے بات چیت نہ کرتا بلکہ جسطرح عمالقہ کی لڑائی مین معمول تھا کہ جبتک بنی اسرائیل لڑتے

حضرت موسیٰ درگاہ رب العزت مین خشوع و خضوع سے دعا کرتے رہتے اسیطرح الیعزر کا اس

قلعہ مین معمول تھا کہ جبتک رومیون سے میدان کارزار گرم رہتا وہ سجدے مین پڑا فتح و نصرت کی

دعا مانگا کرتا۔ اور یہودیون کو اعتقاد تھا کہ ہمیشہ اُسی کی دعا سے فتح ہوتی ہے۔ اتفاقاً ایک سماری

الاصل یہودی نے جس کے ہموطن قدیم سے ارض یہودا والون کے دشمن چلے آتے تھے چپکے سے [illegible]

[illegible] مقدس ربی کے کان مین کچھ سرگوشی کی [illegible] قلعہ کا [illegible] اس سماری [illegible]

اس نے بتایا کہ مین رومیون کی جانب سے [illegible] کے پاس پیام صلح کا جواب لایا تھا [illegible]

خود مقتداؤن کے ہاتھ سے اُسکا قتل ہونا

اس تہمت نے بہکایا یہود کے دل مین آگ لگا دی

اور وہ مقدس و بیگناہ خاموش ربی ایک چشم زدن مین قتل کر ڈالا گیا۔ اُسکے قتل کے بعد جب

حال کھلا کہ یہ فقط اتہام تھا تو سب لوگ پچھتائے کہ خدا کے کسی سخت عذاب کے منتظر ہو گئے

قلعہ بیتر پر رومیون کا قبضہ

الیعزر اس اتہام سے خدا کی عبادت کرتا ہوا مارا گیا تھا اور لوگ [illegible]

تھے کہ ناگہان رومیون نے قلعہ فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۳۵ء [illegible] کا ہے [illegible]

قتل عام

سے دھاوے کرتے ہوئے اندر گھس پڑے۔ اور ہر جگہ قتل عام ہونے لگا جس قدر قتل و خون بیتر مین ہوا ہے اس کے بیان مین یہودی مورخین عجیب و غریب مبالغہ آمیز قصے بیان کرتے ہین کہتے ہین کہ خون کی ندی جاری ہو گئی جو اس زور سے بہتی تھی کہ دو دو سیر کے پتھرون کو بہا لیجاتی۔ اور رومیون کے گھوڑے پیٹ تک خون مین ڈوبے

مقتولین کی تعداد

ہوئے تھے۔ مگر مقتولین کے شمار کی نسبت معتبر ذریعون سے معلوم ہوا ہے کہ فقط تلوار ہی سے پانچ لاکھ اسی ہزار یہودی قتل ہوئے۔ اور جو لوگ آتش زدگی بہ قوشی یا اس کا قتل اسے جل کے مر گئے یا جنھون نے مختلف امراض مین مبتلا ہو کے جان دی اُن کا شمار ان کے علاوہ ہے۔ خود برقوشیبا بھی رومیون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مگر اس مین اختلاف ہے کہ بیت المقدس ہی مین شکست کھاتے وقت مارا گیا۔ یا بیتر کے قتل عام مین زیادہ قابل وثوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس ہی مین لقمہ نہنگ اجل ہو چکا تھا اور بیتر مین یہود کا سرگروہ اس کا بیٹا تھا۔

یہودیون کی تباہی کا مرثیہ

الغرض ۱۳۵ء قبل محمد مین اس آخری شکست و تباہی نے یہودیون کی قوت اس قدر توڑ دی کہ پھر اُنھیں سر اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی اپنی آبائی حکومت حاصل کرنے۔ اپنے معبد کے از سر نو آباد کرنے اور اپنی گذشتہ عزت پھر حاصل کر لینے کی انھون نے یہ آخری کوشش کی تھی اور افسوس ایسے پیسے گئے کہ اسکے بعد سے آج تک شاید کسی اسرائیلی بچے کے دل مین بھی کبھی تخت و تاج کا خیال نہ گزرا ہو گا۔ افسوس حضرت ابراہیمؑ کی برکت جناب موسٰیؑ کی کوششین اور جناب داؤدؑ و سلیمانؑ کی دولت و حشمت سب خاک مین مل گئین۔ اور ایک نہایت ہی قدیم اور معزز قوم کی تاریخ ختم ہو گئی۔ وہی لوگ جو کبھی دنیا مین سب سے بہادر جان باز اور دین پر قربان ہونے مین سب سے زیادہ جری تھے ہر قوم سے زیادہ بزدل بن گئے جن کی سپہگری کو زمانہ کبھی نہ بھولے گا۔ آج بالکل ذلیل بنے ہین اور فوجون مین شامل کرنے کے قابل بھی

نہیں سمجھے جاتے۔ درحقیقت یہودیوں کے کارناموں سے ہر قوم کو عجیب عبرتناک سبق مل سکتا ہے۔ اور اُن کے حالات بتاتے ہیں کہ ناعاقبت اندیشی کے جوش اور کمزوری کی سرکشی سے کیسا روزِ بد دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔

اس کے بعد عام ارض یہودا پر کیا گزری؟

بتیر کے زوال کے بعد پھر ارض یہودا میں ہر جگہ یہودیوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔ اس کے بعد وہ سرزمین جو ایک دنیاوی جنت بنی ہوئی تھی اس قدر تہ و بالا کی گئی کہ اُس کے تمام شہر اور قصبے کھنڈر اور سارے کشت زار جنگل ہو گئے۔ نہ وہ رونق ہی رہی نہ وہ آبادی۔ کھیت ہل جوتنے والوں سے خالی تھے۔ اور ویرانے درندوں سے ... بیت المقدس رومیوں کی ایک نو آبادی بنایا گیا جس میں چند رومی سپاہیوں

بیت المقدس کا نیا نام ایلیا

کے ساتھ تھوڑے سے بت پرست آفاقی لاکے بسا دیے گئے۔ ایلیا کیپی ٹولینا اُس کا نام رکھا گیا۔ اور خاص وہ جگہ جہاں مسجد اقصیٰ تھی وہاں رومیوں کے بڑے

اس میں بت خانے

دیوتا جیوپٹر کا مندر از سر نو بنایا گیا۔ وہ جگہ جہاں باوجود بڑے بڑے اختلافات و شبہات کے چند عیسائی حضرت مسیح کی قبر بتاتے تھے وہاں یونان کی خوبصورت دیوی وینس کا شوالہ تعمیر ہوا۔ اور یہودیوں کی نسبت حکم عام دیدیا گیا کہ جو کوئی فقط ایک نظر دیکھ لینے کی نیت سے بھی اس منہدم شہر کے کھنڈروں کے قریب آئے گا جان سے مارا جائیگا۔

اس میں چند عیسائیوں کو رہنے کی اجازت

ہاں چند عیسائیوں کو البتہ اس شہر میں رہنے کی اجازت دیدی گئی جن کو یہودیوں خصوصاً برقوشیبا نے بہت ستایا تھا۔ ان کو رومیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کا موقع زیادہ تر اس وجہ سے ملا تھا کہ اول تو ان پر برقوشیبا کی مخالفت میں یہودیوں کے ہاتھ سے مظالم ہو رہے تھے۔ دوسرے یہ کہ انھیں دنوں اُن کی خوش قسمتی سے ایک رومی شخص نے دین مسیحی اختیار کر لیا تھا۔ اس نے اپنا عیسائی نام مرقس رکھا۔ اور چند روز بعد عیسائیوں نے اسے اپنا مقتدا اور بیت المقدس کا

ان کا پہلا بشپ

پہلا اسقف (بشپ) قرار دیا۔ اس ہم قومی نے رومی بت پرستوں کو بھی

حد تک ان کے موافق بنا دیا۔ اور یہی زمانہ ہے کہ جب سے یہودیون اور عیسائیون کی
باہمی عداوت ترقی کرنے لگی۔ یہودی خصوصًا اس سبب سے اور زیادہ برہم ہوئے
کہ رومیون نے اور غالبًا ان کے ساتھ شریک ہو کے بیت اللحم کے پھاٹک پر سور کی مورت
عیسائیون نے بھی بیت اللحم کے پھاٹک پر ایک سور کی مورت قائم کر دی تاکہ یہودی
اس طرف کا رخ بھی نہ کرین۔ اسرائیلیون کے لیے سور ایسا ہی اشتعال دلانیوالا
تھا جیسا کہ اب مسلمانون کے لیے ہے۔ وہ اس کی صورت سے بھی کوسون بھاگتے تھے
بخلاف اُن کے عیسائیون نے صرف رومیون کی خوشامد اور ان کے خوش کرنے کی ضرورت
سے یا رومی عیسائیون کے مذاق کی پابندی مین سور سے نفرت کرنا چھوڑ کے اس کا گوشت
تک حلال کر لیا تھا۔ بیت المقدس کا نام ایلیا اس قدر مشہور ہوا کہ جس وقت مسلمان نام تک مٹ گیا
حملہ آور ہوے اور انھون نے اسکو فتح کیا ہے اُس وقت تک یہ شہر اُسی رومی نام سے مشہور تھا۔ پرانا اصلی نام
یروشلیم مٹ گیا تھا مسلمان اپنی زبان مین اُسے بیت المقدس کہنے لگے۔ اور یروشلیم کا لفظ
اس قدر چھوٹ گیا کہ ظہور اسلام سے صدیون پہلے ہی ایک عیسائی شہید کا یہ واقعہ
مشہور ہے کہ جب اُسے مصر کے بت پرست جج کے سامنے لے گئے تو اس سے وطن پوچھا
اس نے کہا یروشلیم۔ اس نئے اور عجیب نام کو جج نے حیرت سے سنا اور کہا "اس نام
کا تو کوئی شہر دنیا کے پردے پر نہین ہے۔ اس کو مارو کہ جھوٹ بولنے سے باز
آئے۔ اور اپنے وطن کا اصلی نام بتائے" یہ حالت تھی قوم یہود اور اُن کے محترم
معبد ربانی کی جبکہ عیسویت نے دولت روم کے دامن مین پل پل کے زور پکڑا
اور دولت روم کی قلمرو کا عام مذہب بننے لگی۔